امت جعفریہ کی مرکزی تبلیغی درسگاہ جامع المنتظر کی عظیم پیشکش

اردو ترجمہ

کتاب ارشاد القلوب

دانائی اور نصیحتوں کی باتیں

مؤلفہ

علامہ شہیر شیخ ابو محمد حسن ابن ابو الحسن محمد دیلمی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

جناب ثقۃ الاسلام علامہ الحاج السید جعفر حسین صاحب قبلہ نجفی مدظلہ العالی

ناشران

میسرز سیٹھ برادرز، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

نے

برائے افادہ عام طبع کروایا

عرفان المجالس جلد اوّل

علمائے کرام اور ذاکرین عظام واقعات کربلا کو ہمیشہ بہترین انداز میں پیش کرتے رہے اور آئندہ بھی اعلیٰ سے اعلیٰ پیرایہ میں بیان فرماتے رہیں گے۔ بہت سے سربرآوردہ واعظین و ذاکرین اپنے شاہکار مضامین اور کامیاب مجالس کو ملت جعفریہ کی تعلیم و تربیت کے لیے باقاعدہ کتب کی صورت میں محفوظ فرماتے رہے ہیں چونکہ انسان کا علمی مذاق ہر زمانے میں بدلتا رہتا ہے اس لیے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ مجالس کی کتب موجودہ زمانے کی ضروریات کے مطابق مرتب کی جائیں۔ چنانچہ وقت کی اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ثقۃ الاسلام الحاج علامہ السید صفدر حسین صاحب قبلہ نجفی مدظلہ پرنسپل جامعۃ المنتظر لاہور نے کتاب مستطاب "عرفان المجالس" تصنیف فرما کر فن مجالس نگاری کی کتب میں شاندار اضافہ فرمایا ہے۔ اس کتاب میں عقلی اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اصول و فروع دین کا اثبات علمی مباحث تحقیقی مسائل اور نادر نکات کا بیش بہا ذخیرہ عام فہم زبان میں پیش کیا ہے معتبر اور مستند روایات کے مطابق فضائل و مصائب اہلبیت بہترین انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بیس مجالس پر مشتمل ہے قافلہ اہلبیت کی مدینہ سے روانگی۔ مکہ سے سفر۔ کربلا میں ورود۔ شہادت جناب مسلم۔ حالات شب عاشور شہادت جناب حُر۔ شہادت جناب حبیب ابن مظاہر۔ شہادت شہزادہ قاسم۔ شہادت حضرت عباس علمدار۔ شہادت شہزادہ علی اکبر۔ شہادت شہزادہ علی اصغر۔ شہادت امام حسین اور حالات کوفہ و شام پر درد انگیز اور رقت خیز مجالس موجود ہیں۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ حجم ۲۷۶ صفحات۔ ہدیہ مناسب

عرفان المجالس جلد دوم
ترجمہ سی مجلس منتظری

اس میں پچیس ۲۵ مجالس درج ہیں۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$، حجم ۲۸۰ صفحات لکھائی چھپائی عمدہ۔

ملنے کا پتہ: امامیہ کتب خانہ مغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور نمبر ۸

فہرست مضامین اردو ترجمہ کتاب ارشاد القلوب

پیش لفظ از مترجم

اگرچہ میں نے حقوق اور اسلام سب سے پہلے تالیف کی اور سعادۃ ابدیہ
خلاصہ معراج السعادۃ اور علامہ کراجکی کی علم اخلاق کی کتاب کا ترجمہ کیا ہے
لیکن ابھی تک سوال چبھتا تھا کہ مواعظ و اخلاق کی کوئی مفصل کتاب اردو
زبان میں ہونی چاہیے۔ کیونکہ علم اخلاق اور وعظ و نصیحت کے سلسلہ میں
تحریراً اور تقریراً پاکستان میں معاملہ صفر کے برابر ہے۔ گرمی کی تعطیلات میں
پہلے تو سی مجلس منتظری کا ترجمہ عرفان المجالس جلد ۲ کے طور پر کیا اور پھر
زیر نظر کتاب ذ تالیف علامہ دیلمیؒ جو کہ علم و فضل کے ماہ تاباں اور علامہ
حلیؒ اور شہید اولؒ کے ہمعصر تھے۔ انہوں نے یہ کتاب دو جلدوں میں مکمل کی
ہے۔ دوسری جلد میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل مناقب و
معجزات اور حالات درج کیے ہیں۔ جس کا اردو ترجمہ چند سال قبل سرگودہا
میں مولانا مفتی سید عنایت علی شاہ صاحب قبلہ کے قلم سے چھپ چکا ہے۔
کو میں نے دیکھا تو شوق پیدا ہوا کہ اس کا ترجمہ کیا جائے۔ لیکن چھٹیاں ختم ہونے

کوششیں اور مصروفیات تعمیر مدرسہ عالیہ جامع المنتظر کی وجہ سے زیادہ تھے لہٰذا ترجمہ شروع کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ استخارہ دیکھا تو واجب آیا۔ اور ترجمہ شروع کر دیا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اپنی توفیق شاملِ حال فرمائی اور ترجمہ ہو گیا۔ البتہ یہ یاد رہے کہ ابتداء کتاب میں مؤلف نے فرمایا ہے کہ اس میں ۵۵ باب ہیں لیکن موجود ۵۴ ابواب ہیں کیونکہ باب ۵۴ کی ابتداء میں فرمایا ہے۔ یہ خاتمہ کتاب ہے۔ میرے پاس جو کتاب کا نسخہ ہے اس کے چند صفحات آخر سے گم ہو گئے ہیں۔ لہٰذا روایت معراجیہ کا تتمہ علامہ مجلسی مرحوم کی کتاب بحار الانوار کی سترھویں جلد سے مکمل کیا گیا ہے اور وہاں بھی اصل میں اسی کتاب ارشاد القلوب سے مجلسی مرحوم نے نقل فرمایا ہے۔ امید ہے اس کتاب کو پڑھ کر مومنین اصلاحِ نفس کے سلسلہ میں ضرور فائدہ حاصل کریں گے اور اس حقیر کے لیے دعائے خیر فرمائیں گے
گر قبول افتد زہے عز و شرف

دعا گو

سید صفدر حسین نجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد القلوب تالیف دیلمی علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ خاتم النبیین وعلیٰ آلہ الطاہرین اما بعد! جب شہوت و غضب کا بادشاہ اولادِ آدمؑ پر حاوی ہو گیا اور ہر شخص کا اپنے نفس کے ساتھ محبت کرنا اور آخرت و قبر کو چھوڑ بیٹھنا حاوی و غالب ہو گیا تو میں نے یہ کتاب لکھی اور اس کا نام ارشاد القلوب رکھا، یعنی دلوں کو درست کاموں کی ہدایت کرنے والی اور جو اس پر عمل کرے اس کو دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہے۔ خدا تم پر رحم کرے۔ یہ بات جان لو کہ خداوندِ عالم نے اس جہان کو عبث اور فضول پیدا نہیں کیا تا کہ اسے بیکار چھوڑ دے بلکہ اہلِ عالم کو عقل دی ہے کہ جس کے ذریعہ انہیں اپنی معرفت کی طرف رہبری کی ہے اور عقل ہی کے ذریعہ اپنی قدرت کے گواہ، اپنی وحدانیت کی دلیلیں واضح کی ہیں اور انہیں ایسی قوتیں بخشی ہیں کہ جن کے سبب وہ اس کی اطاعت کی قدرت رکھتے اور اس کی نافرمانی سے بچ سکتے ہیں تا کہ ان کی طرف سے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے پس اس نے ان کی طرف انبیاء بھیجے ہیں اور ان انبیاء کو ختم کیا ہے سید المرسلین محمد بن عبد اللہ صادق امین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ وعلیہم اجمعین کے ساتھ اور ان انبیاء پر وعدہ وعید کرنے اور ڈرانے والا کر دیا

نازل فرمائی ہیں اور اس نے اپنی مخالفت سے ڈرایا دھمکایا اور اپنا عذر مکمل کر دیا ہے۔ پس اس کا ارشاد ہے ایسے رسول بھیجے ہیں جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں تاکہ لوگوں کی اللہ پر رسولوں کے آجانے کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہے۔ مزید فرماتا ہے اور اگر ہم انھیں پہلے ہی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ یہ کہتے کہ اے ہمارے پالنے والے تو نے ہماری طرف کیوں نہیں رسول بھیجا تاکہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے قبل اس کے کہ ہم ذلیل و خوار ہوتے۔ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے اور ہم عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیجیں۔ اور فرمایا اے لوگو! تمھاری طرف یقیناً تمھارے رب کا موعظہ اور سینوں میں جو کچھ ہے اس کی شفا اور ہدایت و مومنین کے لیے رحمت آچکی ہے۔ فرمایا اور خدا تمھیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ فرمایا اور تمھیں معلوم رہے کہ بے شک خدا جانتا ہے۔ ان باتوں کو جو تمھارے نفسوں میں ہیں۔ پس اس سے ڈرو اور فرمایا اور اللہ سے ڈرو جیسا کہ تم اس کی ملاقات کرنے والے ہو۔ فرمایا، اور مجھ سے ڈرو، اے صاحبانِ عقل فرمایا، اور ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ کی طرف پلٹ جاؤ گے۔ پھر پورا بدلا لے گا ہر نفس اس چیز کا جو کر چکا ہے اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔ فرمایا اور ڈرو اس دن سے کہ جس میں کوئی نفس دوسرے نفس کا بدلہ نہیں دے سکے گا اور قبول نہیں کیا جائیگا اس سے عوض اور نہ اسے شفاعت نفع دے گی۔ فرمایا اے لوگو! اپنے پالنے والے سے ڈرو، اور اس دن سے ڈرو کہ جس دن باپ بیٹے کا عوض

نہیں دے سکے گا اور نہ بیٹا باپ کے بدلے کوئی چیز دے گا۔ بے شک
اللہ کا وعدہ حق ہے۔ پس تمہیں زندگانی دنیا دھوکا نہ دے اور نہ اللہ کے
متعلق فریب تمہیں دھوکا دے۔ فرمایا اے لوگو! اپنے پالنے والے سے
ڈرو۔ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ فرمایا اے لوگو! ڈرو اپنے
اُس رب سے جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی
زوجہ قرار دی۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔
فرمایا اے [illegible] ٹھیک سے ڈرو۔ فرمایا اور اُس آگ سے
ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر بنائے گئے۔ فرمایا لوگوں کے لیے اُن کا
حساب و کتاب نزدیک آگیا حالانکہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے اعراض کرتے
ہیں۔ اور ان کے رب کی طرف سے کوئی نئی یاددہانی نہیں آتی ہے مگر
یہ کہ وہ اُسے سنتے ہیں اور کھیل رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا اے
ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس آگ سے
جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ اس آگ پر تند خو سخت ملائکہ مقرر ہیں
جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو انہیں حکم دیا جاتا ہے اُسے
کر گزرتے ہیں۔ فرمایا اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر نفس دیکھے کہ وہ
کل کے لیے کیا کچھ بھیج چکا ہے اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ باخبر ہے اس
چیز سے جو تم کرتے ہو۔ فرمایا اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ شدید العذاب
والا ہے۔ اور فرمایا اے انسان تجھے کس چیز نے تیرے رب کریم سے مغرور
کر رکھا ہے۔ فرمایا کیا ایمان لانے والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ وہ

اللہ کے ذکر اور جو حق نازل ہو چکا ہے اس کے سامنے جھکیں۔ فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے اور تمہاری بازگشت ہماری طرف نہیں ہے۔ فرمایا کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اسے بے کار چھوڑ دیا گیا ہے۔ کیا وہ ٹپکنے والی منی کا ایک قطرہ نہیں۔ فرمایا کیا بستیوں میں رہنے والے مامون ہیں کہ ان کے سوتے ہوئے ہمارا عذاب آ جائے یا رات کے وقت آ جائے۔ یا کیا بستیوں والے امن میں ہیں کہ ہمارا عذاب دن کو آ جائے جبکہ وہ کھیل کود میں مشغول ہوں۔ فرمایا اور جو شخص حد سے سرکشی کرے اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دے تو بے شک جہنم ہی اس کی جائے پناہ ہے۔ اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرے اور نفس کو خواہشات سے روکے تو جنت اس کے رہنے کی جگہ ہے۔ فرمایا کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت (عبرت و نصیحت) حاصل کر سکتا ہے اور تمہارے پاس ڈرانے والا (نبی) آیا ہے۔ فرمایا اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر لو۔ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آ جائے اور تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ فرمایا اور تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ اے مومنین تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ فرمایا اے ایمان لانے والو اللہ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو۔ فرمایا کیا یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتے اور اس سے مغفرت طلب نہیں کرتے۔ حالانکہ خدا غفور و رحیم ہے۔ پھر خدا نے انہیں حالات قیامت اس کے زلزلوں اور اس کے عظیم خطرات سے ڈرایا ہے اور بڑے تاکید

ربطے امتحان اور طویل سختی و شدت کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا ہے تاکہ
ں سے ڈریں اور بطے سے بڑا زادِ راہ اس کے لیے تیار کریں اور بہترین
نقد پر زیادہ تیاری کریں۔ اس کا نام واقعہ (واقع ہونے والی) راجفہ
(دہلانے والی) طامہ (مصیبت) صاخہ (کانوں کے پردے پھاڑنے
والی) حاقہ (برحق ہونے والی) ساعہ (گھڑی) قبروں سے نکلنے والا دن۔
حسرت کا دن۔ ندامت کا دن۔ رسوائی کا دن۔ پشیمانی کا دن۔ فیصلہ کا دن۔
بدلے کا دن۔ حساب کا دن۔ ایک دوسرے کے حساب کا دن۔ ملاقات کا دن
اس دن میں مال اور اولاد فائدہ نہیں دیں گے۔ مگر وہ جو قلب سلیم لے کر
آیا۔ فرمایا اور وہ دن جب صور پھونکا جائے گا۔ پس آسمانوں اور
زمین میں رہنے والے گھبرا اٹھیں گے۔ مگر جس کے متعلق خدا چاہے گا اور
سب آئیں گے ذلت کے ساتھ اور پہاڑوں کو تم جامد سمجھو گے حالانکہ وہ
بادلوں کی طرح گزر رہے ہوں گے۔ یہ اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز
کو مضبوط بنایا ہے۔ بے شک وہ باخبر ہے ان چیزوں سے جو تم کرتے ہو۔
فرمایا جب دیکھیں گے اس چیز کو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو گویا وہ
دنیا میں نہیں ٹھہرے۔ مگر دن کی ایک ساعت۔ تبلیغ کیا۔ فاسق گروہ کے علاوہ کوئی ہلاک
نہ ہوگا۔ فرمایا اور کان لگا کے سنو جس دن منادی قریب کے مکان سے ندا
کرے گا۔ جس دن کہ چیخ کو برحق سنیں گے یہ ہے نکلنے کا دن۔ فرمایا جس
دن حرکت کریں گے آسمان حرکت کرنا اور چلیں گے پہاڑ چلنا تو ہلاکت ہے
اس روز تکذیب کرنے والوں کے لیے۔ فرمایا جس دن [illegible]

اور انہیں سجدہ کی طرف بلایا جائے گا پس ان میں کسی قسم کی طاقت نہیں رہے
گی۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ذلت انہیں گھیرے ہوئے ہو گی۔ فرمایا
جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا، اور پہاڑ دھنکی ہوئی
اون کی مانند ہو جائیں گے، اور آنکھوں دیکھتے کوئی دوست کسی دوست کی
بات نہیں پوچھے گا اور گنہگار یہ آرزو کرے گا کہ وہ اس دن کے عذاب
سے بچنے کے لیے اگر ہو سکے تو اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی
کو اور اپنے کنبے کو جنہیں وہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور زمین بھر میں جو جو
چیزیں ہیں ان سب کو بطور فدیہ دے دے۔ پھر وہ سب فدیہ اسے
عذاب سے محفوظ کر دے۔ فرمایا اور وہ دن کہ جب زمین اور پہاڑ لرزنے
لگیں گے اور پہاڑ ریت کے ٹیلے ہو جائیں گے۔ فرمایا تم کس طرح بچ سکو گے
اگر اس دن کا انکار کرو جو دن لڑکوں کو بوڑھا بنا دے گا۔ آسمان اس پر
پھٹ جائے گا (اور) اس کا وعدہ پورا ہو کے رہے گا۔ فرمایا تیرے رب
کی طرف جانے کا وہی دن ہے۔ فرمایا اس دن تیرے رب کی طرف جا
استقرار ہے۔ وہ انسان کو خبر دے گا اس چیز کی جو آگے بھیج چکا تھا اور اس
کی جو پیچھے چھوڑ چکا ہے۔ فرمایا اس دن وہ بول نہیں سکیں گے اور نہ انہیں
اجازت ہو گی تاکہ وہ عذر پیش کریں۔ فرمایا، اور یہ فیصلہ کا دن ہے ہم نے
تمہیں اور اولین کو جمع کر دیا ہے پس اگر کوئی کر و فریب کر سکتے ہو تو کر لو
فرمایا فیصلہ کا دن وقت معین ہے۔ جس دن صور پھونکا جائے گا پس تم فوج
فوج ہو کے آؤ گے اور آسمان کھل کے دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ چلائے

افسوس کیا ہوگیا ہے اس کتاب کو کہ یہ چھوٹے بڑے گناہ کو نہیں چھوڑتی مگر یہ کہ اسے شمار کر رکھا ہے اور خداوند عالم نے قیامت کے دن کا ذکر کتنی ایک مقام پر کیا ہے کوئی ایسا سورہ نہیں جس میں اس کا تذکرہ نہ ہو تاکہ یہ چیز لوگوں کے ڈرانے میں زیادہ بلیغ ہو اور ان پر حجت کے ثابت ہونے میں زیادہ تاکید ہو۔ اور ان کے لیے تبصرہ اور ان پر شفقت اور انھیں ڈرانے اور عذر پورا کرنے کا سبب اور ان کے لیے موعظہ ہے پس وہ اس میں تدبر کریں اور اپنے دلوں کو اس کے لیے فارغ رکھیں اور غافل نہ رہیں۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے، کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں پس تم بیدار ہو جاؤ۔ تدبر تفکر بالبصیرت عبرت حاصل کرے۔ سرکار رسالتؐ نے فرمایا۔ تمہارے پاس فتنے رات کے تاریک ٹکڑوں کی طرح آرہے ہیں۔ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے رسولؐ پس نجات کا ذریعہ کیا ہے۔ فرمایا تم پر لازم ہے کہ قرآن کو تھام لو، کیونکہ جو اسے اپنا رہبر بنائے وہ اسے جنت کی طرف کھینچ کے لے جائے گا۔ اور جو اسے پس پشت ڈال دے، تو اسے جہنم کی طرف چلا کے لے جائے گا۔ اور یہ قرآن واضح ترین دلیل ہے۔ بہترین راستہ کی طرف اور جو اس کے ساتھ حکم کرے وہ انصاف کرے گا، اور اس کو پکڑ لے وہ اجر پائے گا۔ اور جو اس پر عمل کرے وہ موفق ہوگا۔ اور حضرت امیرؑ نے اس مومن کی تعریف کرتے ہوئے جو قرآن پر عمل کرے، فرمایا اس نے اپنے آگے کی مہار کتاب کو تھما دی ہے پس وہ کتاب ہی اس کا قائد و رہبر ہے وہ اترتا ہے جہاں قرآن اپنا بوجھ

اتار دے اور وہاں مستقر کرتا ہے جہاں قرآن کی منزل ہوتی ہے۔ اچھائی کی
کسی انتہا کو اس کا قصد کئے بغیر نہیں چھوڑتا اور نہ اس کی منزل کا ارادہ کئے
بغیر رکتا ہے۔ اور فرمایا قرآن کا ظاہر عمدہ اور باطن گہرا ہے۔ اس کے
عجائبات ختم نہیں ہوتے اور نہ اس کے غرائب ختم ہوتے ہیں اور تاریکیاں
اس کے بغیر نہیں چھٹتیں پس فکر کرو اور خدا نے اس قول کے ذریعہ اپنے
آپ کو متنبہ کرو اور ڈراؤ انہیں قریب آنے والے دن سے جب دل حنجروں
کے نزدیک غصے کو لئے ہوئے ہوں گے ظلم کرنے والوں کا کوئی دوست
اور شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا جس کی اطاعت کی جائے اور فرمایا ڈراؤ
انہیں حسرت والے دن سے جب فیصلہ ہو جائے گا اور وہ غفلت میں
ہوں گے اور وہ ایمان نہیں لائیں گے اور فرمایا قریب ہونے والی قریب
آ گئی۔ اسے اللہ کے علاوہ کوئی دور کرنے والا نہیں اور فرمایا اور ڈراؤ
لوگوں کو اس دن سے جب عذاب آئے گا پس ظلم کرنے والے کہیں گے
اے ہمارے رب ہمیں نزدیک کی مدت تک مہلت دے ہم تیری
دعوت کو قبول کریں گے اور رسولوں کی اتباع کریں گے پس خدا انہیں
جواب دے گا کیا تم پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ ہمیں تو زوال ہی نہیں
حالانکہ تم رہتے تھے ان کے گھروں میں جو اپنے نفسوں پر ظلم کر چکے تھے
اور تمہیں واضح ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور تمہارے لیے
مثالیں قائم کر دی تھیں اور فرمایا کیا انہیں گمان نہیں کہ وہ ایک عظیم دن کے
لیے اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ اٹھیں گے تمام جہانوں کے پالنے

والے کے لیے اور فرمایا جس دن ہر نفس حاضر پائے گا ، جس عملِ خیر کو کر چکا ہے قو
اور جو عملِ بد کر چکا ہے تو دوست رکھے گا کہ اس عمل اور اس کے درمیان طویل فاصلہ ہوتا ،
اور خدا تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے - اور خدا اپنے بندوں پر مہربان
ہے اور فرمایا ، اور جس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی غافل ہو
جائے گی - اس سے جسے وہ دودھ پلاتی تھی اور ہر حاملہ اپنے حمل کو گرادے
گی - اور تو لوگوں کو دیکھے گا مستی کی حالت میں حالانکہ وہ مست نہیں ہوں گے
لیکن عذابِ خدا بہت سخت ہے - فرمایا اور وہ دن جو بچوں کو بوڑھا بنادے گا
آسمان اس پر پھٹ پڑے گا - اس کا وعدہ پورا ہو کے رہے گا پس ڈرو
اے اللہ کے بندے اس دن سے کہ جس دن بچوں کے سر سفید ہو جائیں گے
اور (کچھ) چہرے سیاہ ہوں گے - فرمایا اور جس دن لوگ گروہ گروہ ہو کے نکلیں گے
تاکہ وہ اپنے اعمال کو دیکھیں - پس جو ذرہ برابر کوئی کارِ خیر کرے گا اُسے دیکھے گا
اور جو ذرا برابر کارِ بد کرے گا اسے دیکھے گا - اور فرمایا جس دن دوست
دوست کو بے پرواہ نہیں کر سکے گا - اور نہ اُن کی مدد کی جائے گی - فرمایا
اور جس دن مرد اپنے بھائی ، اپنی ماں ، اپنے باپ ، اپنی بیوی اور اپنی
اولاد سے بھاگے گا - اُس دن ہر شخص کی اپنی حالت اُسے (ہر ایک سے)
بے پرواہ کیے ہوگی - فرمایا جس دن ہر شخص اپنے نفس سے جھگڑتے ہوئے
آئے گا اور ہر نفس نے جو کچھ کیا ہے ، اُسے وہ پورا پورا دیا جائے گا - اور اُن
پر ظلم نہیں ہوگا - فرمایا جس دن ہر شخص دیکھے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا ہے
اور کافر کہے گا اے کاش میں مٹی ہوتا - فرمایا جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت

نفع نہیں دے گی اور اُن کے لیے لعنت ہوگی اور اُن کے لیے بُرا گھر ہوگا
پایا اور جس دن جہنم کو لایا جائے گا۔ اس دن انسان نصیحت حاصل کرے
گا۔ اور کہاں ہوگا اس کے لیے نصیحت حاصل کرنا۔ کاش میں نے اپنی
زندگی کے لیے آگے کچھ بھیجا ہوتا پس اُس دن کسی کا عذاب خدا جیسا نہیں
ہوگا اور نہ کسی کا جکڑنا اس جیسا ہوگا۔ اور فرمایا جس دن زمین سے آسمان
کو بدل دیا جائے گا اور اللہ واحد قہار کی بارگاہ میں نکل کر آئیں گے۔ فرمایا
اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم دیکھو گے زمین کو ظاہر ہو گئی
اور ہم انھیں اکٹھا کریں گے۔ پس اُن میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے
اور وہ صف بستہ تیرے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ البتہ تم ہمارے
پاس ایسے آئے ہو جیسے ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔ بلکہ تم گمان
کرتے تھے کہ ہم کبھی تمھاری وعدہ گاہ نہیں قرار دیں گے۔ اور تم نے پس پشت
ڈال دیا جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا تھا اُسے اور تمہارے ساتھ تمھارے
سفارشی نہیں دیکھ رہے ہیں جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ وہ تم میں
شریک کار ہیں۔ البتہ تمہیں ایک دوسرے سے منقطع کر دیا ہے اور گم ہو گیا
تم سے وہ جس کا تم گمان کرتے تھے۔ فرمایا جس دن ہم آسمان کو لپیٹ
دیں گے جیسے جلد کتاب کو لپیٹ دیتی ہے۔ فرمایا جس دن ان کے خلاف
ان کی زبانیں، اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے۔ اس چیز کی
جو وہ کرتے رہے ہیں اور فرمایا وہ ڈرتے ہیں اُس دن سے جس کا شر (عذاب)
پھیلا ہوا ہوگا اور ہم عدل و انصاف کے ترازو رکھ دیں گے۔ قیامت کے

دن میں کسی نفس پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔ اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا
ہم وہ بھی اُسے دیں گے اور کافی ہیں ہم حساب کرنے والے۔ فرمایا اے
نبیؐ بے شک وہ (عمل) اگر رائی کے دانہ کے برابر ہو پس وہ کسی پتھر
میں ہو یا آسمان میں یا زمین میں تو خدا اُسے لائے گا بے شک اللہ صاحب
لطف و کرم جاننے والا ہے۔ اور خدا نے اس کی تاکید کی ہے اپنی ذات
کی قسم کھا کے فرمایا۔ پس تیرے رب کی قسم البتہ ہم ان سب سے سوال
کریں گے اُن کاموں کے متعلق جو وہ کرتے رہے ہیں۔ فرمایا پس ہم ضرور
لوگوں سے سوال کریں گے جن کی طرف بھیجا گیا اور ضرور ہی سوال کریں
رسولوں سے پس ہم علم کے ساتھ ان کے سامنے واقعات بیان کریں گے
اور ہم غائب نہیں تھے فرمایا اور ہم لکھتے ہیں جو کچھ وہ آگے بھیج چکے ہیں
اور اُن کے آثار اور ہر چیز کو ہم نے شمار کر رکھا ہے امام مبین میں۔ و
جس دن اللہ ان سب کو اُٹھائے گا پس انھیں خبر دے گا اُن چیزوں کی
جو وہ کرتے رہے ہیں۔ خدا نے ان کا احصاء شمار کیا ہوا ہے اور وہ بھول
چکے ہیں۔ اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ فرمایا اور جس دن ظالم
ہاتھ کاٹے گا۔ کہے گا کہ کاش میں نے رسولؐ کے ساتھ راستہ اختیار کیا
ہوتا۔ پھر خداوند عالم نے اس شخص کو جس نے اپنے نفس سے بُرائی کی ہو
اور اس پر ظلم کیا ہے اپنی رحمت سے مایوس نہیں کیا۔ بلکہ اس سے توبہ
کے قبول ہونے اور اس سے محبت کرنے کا وعدہ کیا ہے جب وہ توبہ کر
کے پلٹ آئے۔ پس ارشاد ہوا۔ اور جو شخص بُرا کام کرے یا اپنے نفس پر

ہے۔ پھر اللہ سے استغفار کرے تو خدا کو غفور و رحیم پائے گا۔ اور فرمایا
اے ... رب نے اپنی ذات پر رحمت لکھ دی ہے۔ یہ کہ جہالت کی وجہ
سے جو شخص تم میں سے بُرا کام کرے۔ پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اچھا
ہو جائے تو بے شک وہ غفور و رحیم ہے۔ فرمایا اور وہ لوگ جو کوئی بُرا
کام کرتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ جب اللہ کو یاد کریں پس
اپنے گناہوں سے استغفار کریں اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو
بخشتا ہے۔ اور اپنے کیے پر اصرار نہ کریں۔ جب کہ وہ جانتے ہیں
اور اگر وہ لوگ جب اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں، تیرے پاس آئیں،
پس اللہ سے طلب بخشش کریں اور رسول ان کے لیے استغفار کرے
تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحیم پائیں گے۔ اور خدا نے نبی علیہ السلام
کو ... اور ان کے دلوں کو زیادہ قریب کلام کے ساتھ پکارا ہے۔ اپنے
غضب پر ... اور توبہ کی طرف رغبت دینے کی بنا پر پس فرمایا کہہ دو،
اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی
کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تمام گناہوں
کو بخش دیتا ہے۔ بیشک وہ غفور و رحیم ہے۔ فرمایا بے شک اللہ
نہیں بخشتا اس بات کو کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اس
کے علاوہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ فرمایا جلدی کرو اپنے رب
کی مغفرت اور جنت کی طرف۔ فرمایا مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا
ان آیات میں پس ان سے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور ان کی اطاعت

کے ساتھ عمل کرنے والے خیرات کی طرف جلدی کرنے والے (الفاظ) کے
ساتھ مدح کی ہے تاکہ اپنے بندوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی ترغیب د
جیسا کہ بُرے اعمال سے ڈرایا ہے تاکہ لوگ ان سے رک جائیں فرمایا او
جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ قرار دیتا ہے او
اُسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اُسے گمان نہیں ہوتا او
جو اللہ پر توکل کرے پس وہ اس کے لیے کافی ہے۔ خدا اپنے حکم کو مقصد
تک پہنچانے والا ہے۔ اور خدا نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر
رکھا ہے۔ فرمایا اور جو شخص خدا سے ڈرے تو وہ اپنے حکم سے اُس کے
آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ فرمایا اور جو اللہ سے ڈرے وہ اس کے گناہو
کا کفارہ دلوا دیتا ہے اور اس کے لیے اجر عظیم قرار دیتا ہے۔ فرمایا او
لوگ ایمان لے آئے اور وہ تقویٰ اختیار کیے ہیں۔ ان کے لیے زندگا
دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے اور اللہ کے کلمات کے لیے تبدی
ہونا نہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ فرمایا کہہ دو کہ اللہ کے فضل
رحمت پر ہی خوش رہو۔ وہ تمہارے جمع شدہ مال سے کہیں بہتر ہے
فرمایا آج کے دن تم پر کوئی ڈر و خوف نہیں اور نہ تم محزون ہو گے۔ ا
وہ بندے جو ہماری آیات پر ایمان لائے ہیں۔ اور وہ تسلیم کرتے
ہیں۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تم اور تمہاری بیویاں خوش کیے جاؤ گے
فرمایا اور متقی لوگوں کے جنت قریب کر دی گئی اور دور نہیں ہے۔ یہ وہ چیز
ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہر واپس لوٹنے والے حفاظت کرنے وا

کے لیے جو شخص رحمٰن سے ڈرتا رہا غیب میں اور رجوع کرنے والے دل کے
ساتھ آیا۔ پس خدا نے کسی کو بھی اپنے فضل اور رحمت سے ناامید نہیں کیا۔
اور عفو و رحمت کو پھیلا دیا اور وعدہ دیا اور دھمکایا تاکہ بندہ خوف و رجا
کے درمیان رہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ اگر بندے کے خوف و امید
کا وزن کیا جائے تو کوئی ایک دوسرے پر بھاری نہیں ہوگا۔ اور جب
خوف زیادہ ہو تو وہ سلامتی کی طرف زیادہ بڑھتا ہے۔ کیونکہ روایت ہے
کہ خداوند عالم نے بعض کتب میں نازل فرمایا کہ مجھے میری عزت و جلال
کی قسم ہے کہ میں اپنے بندے کے لیے دو خوف اور دو امن جمع نہیں
کروں گا۔ جب وہ دنیا میں مجھ سے خائف رہے تو آخرت میں اسے
مامون قرار دوں گا اور اگر دنیا میں مامون رہا تو قیامت کے دن اسے
خوف میں مبتلا کروں گا۔ اور قرآن مجید میں اس کی بہت سی ادلہ ہیں۔
ارشاد قدرت ہے اور جو شخص میرے مقام اور میری دھمکی سے ڈرے اور فرمایا
اور جو شخص میرے مقام و منزلت سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ فرمایا
سوائے اس کے نہیں کہ اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں
اور فرمایا بعض بعض سے آگے بڑھ کر سوال کریں گے بعض سلامتی سے کہیں
گے ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل میں ڈرتے رہتے تھے۔ پس ہم پر اللہ نے احسان
کیا اور ہمیں زہریلے عذاب سے بچا لیا۔ فرمایا کہ دو ایسے مردوں نے جو ڈرتے
رہتے تھے۔ اللہ نے ان پر انعام کیا کہ ان پر دروازے سے داخل ہو جاؤ۔
جب اس سے داخل ہو گئے تو تم غالب ہو، یعنی خدا نے ان کے اسباب میں

مدح کی ہے۔ فرمایا اور وہ ہمیں رغبت کرتے اور ڈرتے ہوئے پکارتے ہیں۔
خدا ہابیلؑ کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ بے شک میں تو عالمین کے
مالک اللہ سے ڈرتا ہوں۔ فرمایا اور مجھ سے ڈرو۔ اے صاحبانِ عقل اور آیات
اس سلسلے میں کثرت سے ہیں اور اس سے عبرت حاصل کرتا۔ اور ان میں وہ شخص
فکر کرتا ہے جسے خدا نے نصیحت حاصل کرنے کی سعادت بخشی ہے۔ اور
تبصرہ کے ذریعہ سے اُسے بیدار کیا ہے اور اسے ہمیشہ کے لیے اُمیدوں اور
باتوں میں نہیں رہنے دیا۔ کیونکہ ایک قوم ایسی ہے جنہیں مغفرت اور عفو کی
اُمیدوں نے دھوکا دیا ہے۔ وہ دُنیا سے ایسے زادِ راہ اور نفع بخش عمل کے
بغیر چلے گئے جو انہیں مقصد تک پہنچاتا۔ پس ان کی تجارت نقصان میں رہی
اور ان کا کاروبار برباد ہو گیا اور اللہ کی طرف سے ایسا معاملہ ان کے لیے ظاہر
ہوا جس کا وہ گمان نہیں کرتے تھے۔ پس ہم اللہ سے توفیق اور درستی کا سوال
کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں غفلت سے نکلنے کی توفیق دے اور رشد و ہدایت کے
راستہ کی طرف ہمیں ہدایت کرے۔۔۔

وہ بندہ جو اپنے رب کی رحمت و رضوان کا محتاج ہے ابو محمد حسن بن
ابوالحسن بن محمد دیلمی ان آیات کا قرآن مجید سے جمع کرنے والا یہ کہتا ہے کہ
میں نے موعظہ کی ابتداء کتاب خدا سے کی ہے۔ کیوں کہ وہ بہترین ذکر اور بلیغ
ترین موعظہ ہے۔ اور انشاء اللہ اس کے پیچھے سیدنا مولانا رسول اللہؐ جو وحی
کے ساتھ تائید اور عصمت کے ذریعہ درستی کو پانے والے تھے ان کے کلام کو لے
آتا ہوں جو اختصار و بلاغت کی ایسی جامع کلام ہے کہ پوری دُنیا کے لوگ

جس کی حد تک نہیں پہنچ سکتے پس آپؐ نے فرمایا بے شک مجھے جامع کلمات
دیئے گئے ہیں اور بے شک اللہ کے رسولؐ نے سچ فرمایا، کیونکہ جب انسان
ذکر کرے آپؐ کے اس ارشاد میں کہ لذات کو ختم کرنے والی کو یاد کرو تو وہ جان
لے گا کہ حضرتؐ نے اس جملہ میں تمام مواعظ جمع کر دیئے ہیں اور نصیحت کی
انتہا کر دی ہے۔ اس لیے دلالت کرتا ہے خدا کا ارشاد، جہاں اس نے
انبیاء علیہم السلام اور ان کی ذریت پر اپنا احسان جتلایا ہے "ہم نے ان کو عاقبت کی یاد
کے واسطے خالص کر لیا تھا" اور آپؐ کے اس ارشاد میں اور بچو اس چیز سے
کہ جس کا عذر کرنا پڑے۔ اس جملہ میں آپؐ نے دنیا کے پورے آداب
جمع کر دیئے ہیں اور اس ارشاد میں کہ چھوڑ دے وہ چیز جو شک میں ڈالے
(اور جا) اس کی طرف جو شک میں داخل نہ کرے۔ تمام شبہات سے روک
دیا ہے۔ اور آپؐ کا ارشاد امور تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ معاملہ ہے جس
کی ہدایت و رشد واضح ہے پس اس کی اتباع کرو۔ اور ایک وہ معاملہ
ہے کہ جس کی گمراہی واضح ہے اس سے اجتناب کرو، اور ایک وہ امر
ہے جو تم پر مشتبہ ہے پس اس کو اللہ کی طرف پلٹا دو۔ اور آپ کے اس
ارشاد میں کہ بچو ایسی چیز سے جس میں شیخی بے ادبی ہو۔ اس میں ہر مکروہ و مذموم
فعل کو سمو دیا ہے۔ آپؐ کی احادیث میں ایسے مواعظ اور زواجر ہیں جو ہر
مخلوق کی کلام سے زیادہ بلیغ ہیں اور کچھ ان میں سے انشاء اللہ حتی المیسور تھوڑا
ذکر کروں گا۔ حذف اسناد کے ساتھ کیونکہ وہ اسانید کی کتب میں شہرت
رکھتی ہیں اور آپؐ کے ارشادات کے بعد آپؐ کے اہل بیتؑ کے کلام اور

جن صالحین نے ان کی اتباع کی ہے کو لاؤں گا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہؐ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں قساوتِ قلبی (دل سخت ہونا) کی آپؐ سے شکایت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا قبروں پر جایا کرو، اور قبروں سے اُٹھنے والے دن سے عبرت حاصل کرو۔ فرمایا بیماروں کی عیادت کرو جنازوں کے ساتھ چلو۔ یہ بات تمھیں آخرت کی یاد دلائے گی اور خداوند عالم نے وعظ و نصیحت پر اکسایا ہے۔ اور رسولؐ کو وعظ کرنے کی طرف بلایا ہے۔ ارشاد ہے کہ بلاؤ اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ۔ فرمایا اور انھیں وعظ کرو اور انھیں ان کے متعلق قولِ بلیغ کہو۔ فرمایا اور یاد دہانی کرو، کیونکہ یاد دہانی مومنین کے لیے نفع بخش ہیں۔ فرمایا انھیں اللہ کے دنوں کی یاد دہانی کراؤ۔ یعنی قیامت کے دن، موت کے دن، سوالِ قبر کے دن اور قبر سے باہر آنے کے دن اور اس کے مسائل کی اور انھیں دنوں کی سلامتی کا۔ عیسیٰؑ نے خدا سے سوال کیا ہے۔ اس قول کے ساتھ اور سلامتی ہے میرے لیے جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن میں مروں گا، اور جس دن میں دوبارہ ہو کے اُٹھوں گا اور اس میں جو یہ قول ہے کہ جس دن میں پیدا ہوا، تو اس سے مختلف قسم کے شکر کا سوال کیا ہے کہ وہ اس دن صحیح سالم تھا جو کہ سخت مشقت پیدا کرتا ہے۔ اس کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ میں نے اس کتاب کو پچپن ۵۵ ابواب پر مرتب کیا ہے۔

پہلا باب
وعظ و نصیحت کرنے کا ثواب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان اپنے بھائی کے پاس حکمت و دانائی کی بات سے بہتر ہدیہ نہیں پیش کرتا کہ جس سے اُس کی ہدایت میں زیادتی ہو، یا اُسے ہلاکت سے روک دے۔ فرمایا بہترین عطیہ اور بہترین ہدیہ وعظ ہے۔ اور خداوندِ عالم نے موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ بھلائی کی تعلیم حاصل کرو، اور اُس کی اُسے تعلیم دو جو نہیں جانتا کیونکہ میں عالم و متعلم کی قبور کو روشن کر دیتا ہوں تاکہ انہیں اپنی جگہ میں وحشت محسوس نہ ہو۔ روایت ہے کہ سرکارِ رسالتؐ کے سامنے دو اشخاص کا ذکر ہوا ایک وُہ جو صرف واجب نماز پڑھتا ہے اور بیٹھ کے لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے اور دُوسرا دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ پہلے شخص کو دُوسرے پر اتنی فضیلت ہے جتنی مجھے تمام لوگوں پر ہے۔ اور خداوندِ عالم نے اسماعیلؑ کی تعریف کی ہے کہ وُہ

وعدہ کا سچا تھا اور رسول و نبی تھا اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔ فرمایا مومن کا کوئی صدقہ اللہ کے نزدیک اس وعظ سے زیادہ محبوب نہیں جو وہ کسی قوم کو کرے جو ایک دوسرے سے جُدا ہو رہے ہوں۔ اور اس سے انھیں فائدہ پہنچے اور اُس نصیحت سے اعراض نہ کرو اور اپنی خواہش پر غالب آجاؤ۔ اور اپنے نفس سے جہاد کرو۔ اور اپنے دل کو فارغ کرو۔ کیونکہ خداوندِ عالم نے تجھے سُننے کی قوت اس لیے دی ہے تاکہ اس سے حکمت و دانائی کو یاد رکھو، اور بینائی اس لیے دی ہے تاکہ تم آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو مخلوق ہے اُسے دیکھ کر عبرت حاصل کرو، اور زبان اس لیے دی ہے تاکہ اس کے ذریعہ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرو۔ اس کا قدیمی ذکر کرو۔ اس کی حمد اور اس کی کتاب کی تلاوت کرو۔ اور دل اس لیے دیا ہے کہ اس سے فکر کرو۔ پس اپنے آپ کو آخرت میں مشغول رکھو جس کی طرف پلٹ کے جانا ہے اور اپنی ہمت کو اس میں صرف کرو، کیونکہ دُنیا کا جو تمہارا حصّہ ہے۔ وہ تو بغیر فکر و حرکت کے تمھیں مل کے رہے گا۔ حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔ تحقیق جنت عدن کی طرف کچھ لوگ بڑھیں گے جو تمام لوگوں سے زیادہ نمازیں پڑھتے روزے رکھتے تھے۔ جب دروازے پر پہنچیں گے تو انھیں واپس پلٹا دیا جائے گا۔ اور داخل نہیں ہونے دیں گے۔ کہا جائے گا، انھیں کیونکر واپس کیا جا رہا ہے۔ کیا انھوں نے دُنیا میں نمازیں روزے اور حج نہیں کئے تھے اچانک

شہنشاہ اعلیٰ جل وعلیٰ کی طرف سے ندا آئی گی۔ بے شک ان سے پڑھے نماز حج اور عمرہ میں کوئی زیادہ نہیں تھا، لیکن یہ اللہ سے ہونے والی گفتگو کے متعلق غافل تھے۔ سالم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے

رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا، اللہ کے نزدیک مومنین میں سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت کے لیے نصب کر دے اور اپنے نبی کی امت کو نصیحت کرے اور اپنے عیوب میں غور و فکر کرے اور ان کی اصلاح کرے اور علم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔ انس کہتا ہے رسول اللہؐ نے فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے زیادہ سخی کی خبر نہ دوں۔ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسولؐ فرمایا سب سے زیادہ جواد و سخی اللہ ہے اور میں اولادِ آدمؑ میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد ان میں سے وہ شخص ہے جو میرے بعد علم حاصل کرے، پھر اسے پھیلائے وہ قیامت کے دن تنہا امت ہو کے اٹھے گا اور وہ شخص جو اپنے نفس کی سخاوت کرے۔ اللہ کی راہ میں اور یہاں تک کہ قتل ہو جائے۔ آپؐ سے روایت ہے کہ جو شخص علم کی تعلیم دے تو قیامت تک جتنے لوگ اس پر عمل کریں اتنا اس کو اجر ملے گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں سے صدقہ جاریہ، وہ علم کہ جس سے نفع حاصل کیا جائے۔ اور نیک لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے۔

جناب عیسیٰؑ نے فرمایا، جو شخص علم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے تو

ملکوت میں عظیم شمار ہوگا۔ روایت ہے کہ ایک شخص کو لایا جائے گا پس اس کا عمل ترازو میں رکھ دیا جائے گا۔ پھر بادل کی مانند ایک چیز لائی جائے گی اور وہ اس میں رکھ دی جائے گی۔ پھر اُس سے کہا جائے گا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کیا ہے وہ کہے گا کہ نہیں۔ پس ارشاد ہوگا۔ یہ وہ علم ہے جو تو نے لوگوں کو سکھایا تھا۔ اور انھوں نے تیرے بعد اس پر عمل کیا ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے وہ ملعون ہے سوائے عالم طالب علم اور ذکر خدا کرنے والے کے۔ خدا کے اس قول کے متعلق روایت ہے کہ ابراہیمؑ ایک اُمّت تھا۔ اللہ کی خالص عبادت کرنے والا تھا اور مشرک نہیں تھا۔ یعنی وہ اچھائی کی تعلیم دیتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ وعظ و نصیحت خطا و غلطی کے لیے حرز، اذیّت کے لیے امان اور دلوں کی زنگ کے لیے جلا ہے حضرت امیرؑ فرماتے ہیں کہ دنیا میں زاہد وہ لوگ ہیں جو وعظ کریں پس خود اس سے وعظ حاصل کریں اور لوگوں کو ڈرائیں اور خود بھی ڈریں اور علم حاصل کریں۔ پس اس پر عمل کریں۔ اگر ان کو کچھ میسّر آجائے تو شکر کریں اور اگر تنگی لاحق ہو تو صبر کریں۔ عرض کیا گیا اے رسول اللہؐ کے جانشین کیا ہم نیکی کا اس وقت تک حکم نہ کریں۔ جب تک ہم پوری نیکیوں پر عمل نہ کریں، اور بُرے کاموں سے نہ روکیں جب تک اُن سب سے خود نہ رُکیں۔ فرمایا نہیں بلکہ اچھی چیزوں کا حکم کر دیا ہے اُن سب پر تم عمل نہ کرتے ہو۔ اور بُری چیزوں سے منع کر دیا ہے اُن سب سے نہ رُکتے ہو۔ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں وہ شخص مبتلا

ہوگا۔ جس نے علم حاصل کیا ہو لیکن اس سے فائدہ حاصل نہ کیا ہو اور فرمایا جتنا چاہو علم حاصل کرو۔ لیکن تم کبھی بھی اس سے نفع نہیں حاصل کر سکتے جب تک اس پر عمل نہ کرو۔ اور بے شک علماء کی اہتمام رعایت علم میں ہے اور بیوقوفوں کی صحت روایت کرنے میں ہوتی ہے اور حضور نے فرمایا خداوند عالم نے کسی نبی کو ایک وحی میں ارشاد فرمایا اُن سے کہہ دو جو دین کے لیے فقیہہ نہیں بنتے اور عمل کے لیے علم حاصل نہیں کرتے ہیں اور عمل آخرت سے دنیا طلب کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کے لیے بھیڑ کا لباس پہنتے ہیں، حالانکہ اُن کے دل بھیڑیوں جیسے ہیں اور اُن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی، اور اُن کے اعمال ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں۔ وہ مجھے ہی دھوکہ دیتے ہیں، اور مجھے ہی فریب دیتے ہیں، اور میرے دین کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ ان کے لیے یہ مصیبت اچھی نہیں جو ایک دانا کو حیران کر دیتی ہے۔ فرمایا اس کی مثال جو عالم تو ہے اور عامل نہیں۔ اُس چراغ جیسی ہے جو دوسروں کے لیے روشنی دیتا ہے اور خود کو جلاتا ہے اور عالم تو وہ ہے جو کہ دنیا سے بھاگتا ہو، نہ وہ جو دنیا کی طرف رغبت کرے۔ کیونکہ اس کا علم تو اس کی رہبری کرتا ہے کہ دنیا زہرِ قاتل ہے۔ لہٰذا وہ اُسے اُکساتا ہے کہ وہ ہلاکت سے بھاگے پس جب وہ زہر کو کھانے لگ جائے تو لوگ سمجھیں گے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے اس میں جھوٹا ہے۔ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: اللہ کی مخلوق میں سے کچھ مخصوص بندے ہیں کہ جنہیں وہ اپنی جنت کے رفیع و اعلیٰ مقام میں سکونت دے گا۔

کیونکہ وہ اہلِ دُنیا میں سے سب سے زیادہ عقلمند ہیں۔ عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسولؐ وہ کیسے دنیا سے زیادہ عاقل ہیں۔ فرمایا ان کی ہمت و مقصد اپنے رب کی طرف جلدی کرنا تھی۔ ان چیزوں میں جو اُسے راضی کرتی ہیں۔ پس دُنیا ان کے نزدیک حقیر ہو گئی ہے۔ اور وہ دُنیا کی فضول چیزوں میں رغبت نہیں کرتے۔ انھوں نے تھوڑا سا صبر کیا، پس طویل راحت حاصل کی۔ فرمایا ہر چیز کی کان ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان عارف لوگوں کے دل ہیں۔ فرمایا قیامت کے دن کسی بندے کے قدم نہیں پھسلیں گے۔ جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہ ہوا۔ (۱) عمر کے متعلق کہ اُسے کہاں فنا کیا اور (۲) جوانی کے متعلق اُسے کہاں بوسیدہ کیا (۳) اس کے مال کے متعلق وہ کہاں سے کسب کیا (۴) اور کہاں خرچ کیا (۵) اور علم کے متعلق کہ اس میں سے کتنے پر عمل کیا۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ لوگ اس لیے طلب علم سے پرہیز کرتے ہیں۔ چونکہ دیکھتے ہیں جو عمل کے بغیر علم حاصل کرے۔ وہ اس سے بہت کم فائدہ لیتا ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا جس علم سے نفع نہ حاصل کیا جائے وہ اس خزانہ کی مانند ہے کہ جس سے خرچ نہ کیا جائے۔ حضورؐ نے فرمایا علم دو قسم کے ہیں۔ ایک زبانی علم ہے جو کہ اپنے جاننے والے کے خلاف حجت ہے اور ایک قلبی (دلی) علم ہے اور وہ نفع مند ہے اس کے لیے جو اس پر عمل کرے اور ایمان صرف آرزو کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ہے جو دل میں نقش ہو اور اعضا

و جوارح اس کے مطابق عمل کریں۔ امام حسینؑ بن علیؑ کی انگوٹھی پر نقش تھا کہ تو نے علم حاصل کیا ہے تو اس پر عمل کر بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ ابتدائے علم خاموشی ہے پھر کان دھر کے سننا پھر اسے یاد کرنا پھر اس پر عمل کرنا اور پھر اسے دوسرے لوگوں میں پھیلانا۔ خداوند عالم کے اس ارشاد کی تفسیر میں کہا گیا ہے۔ پس انھوں نے اسے پس پشت ڈال دیا۔ یعنی اس پر عمل کرنا اور اسے نشر کرنے کو ترک کر دیا۔ فرمایا جس ہدایت اور رحمت کو لے کر میں مبعوث ہوا ہوں اس کی مثال اس بارش کی سی ہے جو زمین پر پڑے۔ بعض زمینیں تو ایسی ہیں کہ جن پر گھاس پھوس اگتا ہے اور بعض جگہ گڑھے ہوتے ہیں جن میں پانی محفوظ ہو جاتا ہے جس سے لوگ نفع اٹھاتے ہیں۔ لوگ خود پیتے ہیں اور اپنی زراعت کو سیراب کرتے ہیں۔ اور ایک شورہ دار زمین ہوتی ہے نہ وہ پانی کو روک سکتی ہے اور نہ زراعت اس سے اگتی ہے۔ اسی طرح ان علماء کے دل ہیں جو عمل کرتے ہیں۔ اور ان علماء کے جو عمل نہیں کرتے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک لوگ اس کے ہاتھ اور زبان سے سالم نہ رہیں اور مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا بھائی اس کی زیادتی سے اور پڑوسی اس کی جالبازیوں سے مامون نہ ہو۔ اور کوئی عالم نہیں ہو سکتا جب تک عمل نہ کرے۔ اس علم پر جسے وہ جانتا ہے اور عابد نہیں ہو سکتا جب تک اس میں ورع نہ ہو اور صاحب ورع نہیں ہو سکتا جب تک زہد نہ اختیار کرے ان چیزوں سے جو لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اے بھائی طویل

خاموشی اختیار کرے، اکثر غور و فکر کرے، وعظ و نصیحت پہ عمل کرے اور تھوڑا ہنسا کرے اور اپنی غلطی پر پشیمان ہو تب اللہ کے نزدیک وجیہہ و مقبول ہو گا۔ آپ نے فرمایا میں نے معراج کی رات ایک قوم کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کے مقراضوں سے کاٹے جاتے تھے پھر انھیں پھینک دیا جاتا تھا۔ پس میں نے جبرئیلؑ سے کہا اے جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا یہ آپ کی اُمت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو اچھی چیزوں کا حکم دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ اور وہ کتاب کی تلاوت تو کرتے ہیں۔ لیکن اسے سمجھتے نہیں۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ عالم اُمت کا طبیب و حکیم ہے اور دُنیا بیماری ہے پس جب دیکھو کہ طبیب بیماری کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ تو اسے اس کے علم میں متہم کرو اور جان لو کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر اُسے وثوق و یقین نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس لیے نہ حاصل کرو تا کہ اس کے ذریعہ علماء کے ساتھ فخر و مباہات کرو۔ اور نہ اس لیے تا کہ اس کی وجہ سے بیوقوف لوگوں سے جھگڑو اور نزاع کرو اور نہ اس لیے تا کہ مجالس میں اپنی نمائش کرو اور نہ اس لیے کہ رئیس و بڑا بننے کے لیے لوگوں کے رُخ اپنی طرف موڑو۔ پس جو ایسا کرے گا جہنم کی آگ میں ہو گا، اور اس کا علم قیامت کے دن اس کے خلاف حجت ہو گا۔ بلکہ علم کو حاصل کر کے دوسروں کو سکھاؤ۔

دُوسرا باب

دُنیا میں زُہد و پرہیزگاری اِختیار کرنا

اُن آیات کا ذکر جو زہد کے متعلق نازل ہوئی ہیں - ارشاداتِ قدرت
ہے - اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، اور اُس دن سے خوف کرو جہاں
باپ بیٹے کا بدلہ نہیں دے گا اور نہ بیٹا باپ کے بدلے کوئی چیز دے گا
بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے - پس تمھیں دُنیا کی زندگی مغرور نہ کر دے
اور نہ غرور ہی تمھیں خدا سے دھوکا دے - فرمایا اے وہ لوگو جو ایمان لائے
اللہ سے ڈرو، اور ہر نفس کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کل کے لیے کیا بھیج چکا ہے
اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ باخبر ہے ان چیزوں سے جو تم کرتے ہو -
فرمایا وہ دُنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے - حالانکہ دنیاوی زندگی آخرت
کے مقابلہ میں سوائے متاع (مردار) کے کچھ نہیں - فرمایا بے شک وہ لوگ
ہماری ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے اور دُنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے
اور اُس پر مطمئن ہیں اور جو لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں، اُن کی
پناہ جہنم کی آگ ہے بسبب ان چیزوں کے جو انھوں نے کی ہیں
زندگانی دُنیا کی مثال اُس پانی جیسی ہے جسے ہم نے بلندی سے نازل
کیا ہے - پس اُس سے زمین کی انگوری اُگ گئی ہے جسے لوگ اور چوپائے
کھاتے ہیں - یہاں تک کہ جب زمین اپنی زینت و زخرف لے چکی اور مزین

ہو گئی اور اہلِ زمین نے گمان کیا کہ وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں تو ہمارا حکم
رات کو یا دن کو اس پر آ گیا پس اسے کٹا ہوا قرار دیا کیونکہ وہ کل پیدا
نہ کر سکی۔ اس طرح ہم آیات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ فکر کرنے
والے لوگوں کے لیے فرمایا جو عاجلہ (دُنیا) کو چاہتا ہے تو ہم جلدی کر
دیں۔ اس میں جتنا ہم چاہتے ہیں پھر ہم اس کے لیے جہنم قرار دیتے ہیں جس
میں مذموم مدحور (دھتکارا ہوا) ہو کے وہ داخل ہوگا، اور جو آخرت کو چاہتا
ہے اور اس کے لیے اس جیسی کوشش کرتا ہے اور وہ صاحب ایمان
ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مشکور ہے۔ فرمایا جو شخص زندگانی دُنیا کو
اُس کی زینت کو چاہتا ہے تو ہم ان کے اعمال اسی میں پورے کر دیتے ہیں
اور وہ اس میں گھاٹے میں نہیں رہتے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا آخرت میں
آگ کے علاوہ کوئی حصہ نہیں اور حبط ہو جائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے
ہیں اس میں اور باطل ہو جائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔ فرمایا جو آخرت
کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کی کھیتی میں زیادتی کرتے ہیں اور جو دُنیا کی
کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس میں سے اُسے دیتے ہیں حالانکہ اُن کے لیے
آخرت میں سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور خداوند عالم ایک قوم کی مذمت
کرتے ہوئے فرماتا ہے ہرگز نہیں، بلکہ تم دُنیا سے محبت کرتے ہو اور آخرت
کو چھوڑے ہوئے ہو، فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا سے محبت رکھتے ہیں
اُنھوں نے سخت دن کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ فرمایا اور جو کچھ تمھیں دیا
گیا ہے۔ وہ زندگانی دُنیا کا مال و متاع اور اس کی زینت ہے اور جو

ٹد کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ فرمایا یہ دنیاوی
ندگی لہو و لعب کے علاوہ کچھ نہیں۔ بے شک آخرت کا گھر ہی زندگی
گھر ہے اگر تم جان لو۔ فرمایا اور جان لو کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ زندگی
یا لعب و لہو و زینت تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ فخر کرنا اور
ل و اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ ہونا ہے۔ مثل اس بارش کے
ہے جس کی انگوری کفار کو بھلی معلوم ہوئی، پھر اس میں ہیجان آیا، پس تو
نے اس کو زرد پایا، پھر وہ خشک گھاس بن گئی اور آخرت میں سخت
ذاب ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت و رضوان ہے اور دنیاوی
ندگی غرور کے مال و متاع کے علاوہ کچھ نہیں۔ فرمایا تمہیں کفار کا
ہروں میں گھومنا پھرنا دھوکا نہ دے، یہ تو تھوڑا سا نفع ہے پھر ان کی
وگشت جہنم ہے اور وہ بری رہنے کی جگہ ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے رب
سے ڈرے ان کے لیے جنات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ
ن میں رہتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے نازل شدہ رحمت ہے اور جو
کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے۔ نیک لوگوں کے لیے فرمایا اور
تمہیں اٹھا کے نہ دیکھو ان چیزوں کی طرف جو ہم نے نفع کے طور پر دے
کھی ہیں ان کی بیویاں جو ان میں سے ہیں زندگی دنیا کی زینت ہیں تاکہ
ہم ان کے ذریعے ان کا امتحان کریں اور تیرے رب کا رزق تو بہتر اور
یادہ باقی رہنے والا ہے۔ فرمایا اور کہہ دو کہ دنیا کا مال و متاع تھوڑا
ہے اور آخرت بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ڈرتا ہے اور تم پر ایک بھی

برابر ظلم نہیں ہوگا اور نبی اکرم ؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا تو دنیا میں ایسا ہو کہ وہ گویا تو
میں مسافر ہے اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر۔ جب تم صبح کرو تو اپنے آپ
سے شام کی بات نہ کرو۔ اور جب شام ہو تو اپنے نفس سے صبح کی گفتگو نہ
اور اپنے صحت کے زمانے سے . . . . اپنی بیمار
کے وقت کے لیے لو، اور اپنی جوانی سے اپنے بڑھاپے کے لیے کچھ۔
اور اپنی زندگی میں سے موت کے لیے لے لو کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کل تم
کیا نام ہوگا اور فرمایا لذتوں کو ختم کرنے والی کا زیادہ ذکر کیا کرو۔ کیونکہ اگر
تنگی میں ہوئے تو یہ اُسے تم پر وسیع کر دے گا۔ پس تم اس پر راضی ہو
پھر تم ثابت قدم ہو جاؤ گے اور اگر تم تونگری میں ہوئے تو اسے تمہاری
طرف مبغوض بنا دے گا۔ پس تم اس کی سخاوت کرنے لگ جاؤ گے
پس تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ پس تم میں سے جو شخص مر جاتا ہے۔ اس کی
قیامت قائم ہو جاتی ہے جو کچھ خیر و شر میں ہے اس کے لیے اس کو د
لیتا ہے، بے شک لذتیں مدتوں کو قطع کرنے والی ہیں اور دن اجلوں
ہے اور انسان اپنے روح کے خارج ہونے کے وقت اور اپنی قبر
اُترنے کے وقت جو کچھ آگے بھیج چکا ہے، اس کی خبر اور جو کچھ پیچھے
چکا ہے اس کی قلت استغفار کو دیکھ لیتا ہے اور شاید باطل سے
نے جمع کیا ہو یا حق سے روک رکھا ہو۔ سعد نے سلمانؓ سے ان کی بیما
کے زمانے میں کہا۔ آپ اپنے نفس کو کیسا پاتے ہیں۔ تو سلمانؓ رو
سعد نے پوچھا کیوں روتے ہو، فرمایا خدا کی قسم میں دنیا کے غم و حزن

نہیں روتا، بلکہ میں تو اس لیے روتا ہوں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ دنیا میں تمہاری ضرورت کی چیزیں مسافر گھوڑے سوار کے زادِ راہ جتنی ہوں۔ پس مجھے خوف ہے کہ میں نے اس سے کہیں تجاوز نہ کر لیا ہو۔ حالانکہ ان کے گھر میں ان کے گرد سوائے ایک لوٹے، آٹا گوندھنے کے برتن اور ایک کاسے کے کچھ نہیں تھا۔ ثوبان نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ دنیا میں سے میرے لیے کتنا کافی ہے؟ فرمایا جو تیری بھوک کو روک سکے۔ اور تیری شرمگاہ کو چھپا سکے اور اگر تیرا گھر بھی ہو تو کیا کہنا اور اس کے علاوہ جو ہو تجھ سے اس کا سوال ہوگا اور فرمایا جتنا ہو سکے دنیا کے ہم و غم سے اپنے آپ کو فارغ رکھو۔ کیونکہ جس کا مقصد دنیا ہو اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کا فقر و فاقہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوتا ہے۔ حالانکہ دنیا میں سے اس کے معین حصے سے زیادہ اُسے کچھ نہیں ملتا اور جس کا مقصد آخرت ہو تو خدا اس کے معاملہ کو درست کرتا ہے اور اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔ جناب عیسیٰ بن مریم نے فرمایا۔ دنیا کو حقیر سمجھو کیونکہ جتنا تمہارے سامنے ذلیل و حقیر ہوگی، اتنی ہی تمہارے لیے خوشگوار ہوگی۔ کیونکہ کسی قوم نے دنیا کو حقیر نہیں سمجھا۔ مگر یہ کہ ان کے لیے ان کی زندگی کو خوشگوار بنایا ہے اور کسی قوم نے اس کو عزیز نہیں سمجھا مگر یہ کہ وہ ذلیل ہوئی اور اپنے آپ کو مشقت و زحمت میں ڈالا اور ان کا انجام پشیمانی ہوا۔ اور ابوذرؓ سے فرمایا۔ اے ابوذرؓ بے شک دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور قبر اس کی

جگہ ہے اور جنت اس کا ملجا و ماوی ہے اور بے شک دنیا کافر کی جنت اور قبر اس کے لیے عذاب اور جہنم اس کے رہنے کی جگہ ہے۔ فرمایا جو دنیا کو چھوڑ دیتا ہے اس کا دل اور بدن راحت و آرام میں رہتے ہیں۔ فرمایا مومن زادِ راہ تیار کرتا ہے اور کافر نفع اٹھاتا ہے۔ اے فرزند آدمؑ خدا کی حرام شدہ چیزوں سے بچو تو عابد ہو گے اور جو کچھ خدا نے تقسیم کیا ہے اس پر راضی رہو تو غنی ہو جاؤ گے اور اپنے ہمسائے سے اچھا سلوک کرو تو مسلمان ہو جاؤ گے۔ اور لوگوں سے اس طرح میل جول رکھو جیسا چاہتے ہو کہ وہ تم سے میل جول رکھیں تو تم منصف ہو گے۔ کیونکہ تم سے پہلے کچھ ایسے لوگ تھے جنھوں نے بہت سا مال جمع کیا اور پختہ مکان بنائے اور لمبی چوڑی امیدیں رکھیں پس ان کا جمع شدہ مال تباہ ہو گیا۔ اور ان کے گھر قبریں بن گئے۔ اے فرزند آدمؑ تم اپنے عمل کے گرو ہو، اپنے مالک کے سامنے پیش ہونے والے ہو۔ جو کچھ تمھارے ہاتھوں میں ہے اس کی سخاوت کرو اور اپنے قدموں کے نیچے والی زمین کو روند کر ہموار کرو۔ کیونکہ یہی عنقریب تمھارا مسکن ہے تم جب سے اپنی ماں کے شکم سے باہر زمین پر آئے ہو اپنی عمر کو ختم کرنے کے پیچھے لگے ہو۔ فرمایا جو اللہ سے تونگری چاہے خدا، لوگوں کو اس کا محتاج بنا دیتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا دنیا اندھے کی بینائی کی انتہا ہے وہ اس کے پیچھے کوئی چیز نہیں دیکھتا اور بینا کی آنکھیں دنیا سے گزر کر آگے دیکھتی ہیں اور وہ جانتا ہے کہ (حقیقی) گھر اس کے آگے ہے پس بینا اس سے دیکھتا ہے اور اندھا اس کی طرف دیکھتا ہے اور بینا اس سے زادِ راہ

لیتا ہے ، اور اندھا اس کے لیے زادِ راہ بناتا ہے۔ فرمایا زہد نام ہے اُمید کو کوتاہ کرنے ، نعمتوں پر شکریہ ادا کرنے اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنے کا۔ اور اگر یہ بات تم سے مفقود ہو جائے تو پھر حرام تمہارے صبر پر غالب نہ ہونے پائے اور نعمتوں کے وقت شکر کو نہ بھول جاؤ۔ کیونکہ خداوند عالم نے تم پر ظاہر اور پختہ دلیلوں اور کتب کے ساتھ اپنا عذر پورا کر دیا ہے۔ فرمایا اے لوگو! دنیا گزرگاہ اور آخرت رہنے کی جگہ ہے پس اپنی گزرگاہ سے اپنے رہنے کی جگہ کے لیے سامان حاصل کر لو اور دنیا سے اپنے دل نکال لو، قبل اس کے کہ تمہارے بدن اس سے نکالے جائیں۔ پس آخرت کے لیے تم پیدا کیے گئے ہو اور دنیا میں روک دیے گئے ہو۔ اور انسان جب مرتا ہے تو ملائکہ کہتے ہیں کہ آگے کیا بھیج چکا ہے ، اور لوگ کہتے ہیں کہ پیچھے کیا چھوڑ گیا ہے۔ پس اللہ کی طرف تمہاری بازگشت ہے۔ تو وہ آگے بھیجو جو تمہارے لیے نفع بخش ہو۔ نہ وہ جو تمہارے لیے مضر ہو سوائے اس کے نہیں کہ دنیا کی مثال زہر جیسی ہے کہ اسے وہ کھا لیتا ہے جو جانتا نہیں۔ فرمایا دنیا میں نیک بخت وہ ہیں جو آج اس سے بھاگیں۔ فرمایا مال و اولاد کو وہ شخص کیا کرے گا۔ جو یہاں سے باہر جانے والا ہے اور جس سے اس کا حساب لیا جائے گا۔ دنیا میں تم ننگے بدن آئے تھے۔ اور ننگے بدن ہی جاؤ گے۔ اور یہ تو ایک پل ہے پس اس سے عبور کرو اور منتظر رہو۔ اور آپ نے اپنی دعا میں کہا خدایا مجھے فقیر کر کے مارنا۔ اور غنی بنا کے موت نہ دینا اور مجھے مساکین کے گروہ میں محشور کرنا۔

فرمایا بدبختوں میں سے زیادہ بدبخت وہ ہے جس میں دنیا کا فقر اور آخرت کا عذاب دونوں جمع ہو جائیں۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا، اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس میں رغبت کرنا آرام و راحت کا سبب ہے اور دنیا میں رغبت کرنا ہم و غم و حزن کا ذریعہ ہے اور فرمایا اولیاء خدا کی ایک صفت یہ ہے کہ ہر چیز میں وہ خدا پر بھروسہ کرتے اور اس کے سبب ہر چیز سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ اور نہ ہر چیز میں اسی کا محتاج رہتے ہیں اور فرمایا جتنا زادِ راہ تمھارے پاس ہو اس سے دنیا کو دفع کرو۔ اور اسی سے اپنے مقصد تک پہنچو۔ اور آپؑ یہ شعر پڑھا کرتے تھے اور دفع کرو دنیا کو جیسے بھی وہ دفع ہو اور دنیا کو عبور کرو جیسے بھی ہو۔ انسان تونگری کو فضول طلب کرتا ہے اور تونگری تو نفس میں ہے۔ اگر وہ قناعت کرے۔ اور آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اپنے کرتے کو اتنے پیوند لگائے کہ اب مجھے پیوند لگانے والے سے حیا آنے لگا۔ اور مجھ سے کہنے والے نے کہا کیوں اسے پھینک نہیں دیتے۔ تو میں نے کہا دور ہو جا۔ صبح کے وقت قوم رات کو چلتے رہنے کی مدح کرتی ہے۔ فرمایا جو دنیا سے زہد و پرہیز کرتے ہیں وہ دنیا و آخرت کے بادشاہ ہیں۔ اور جو دنیا سے پرہیز نہ کرے اور اس میں رغبت کرے تو وہ دنیا و آخرت کا فقیر ہے۔ اور جو دنیا سے زہد اختیار کرے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور جو اس میں رغبت کرے یہ اس کی مالک ہو جاتی ہے۔ نوف بکالی کہتا ہے۔ میں ایک رات حضرت امیرؑ کے ساتھ تھا۔ آپؑ اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ستاروں کی طرف دیکھا

پھر آپؑ نے آلِ عمران کی یہ آیات پڑھیں۔ ان فی خلق السموٰت والارض الخ
پھر فرمایا اے نوف سو رہے ہو یا جاگتے ہو۔ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ
میں جاگ رہا ہوں۔ فرمایا اے نوف خوشخبری ہے اُن لوگوں کے لیے جو
دُنیا سے پرہیز اور آخرت میں رغبت کریں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے
زمین کو فرش اور اس کی مٹی کو اپنا بستر، اس کے پانی کو خوشبو، قرآن کو
شعار (اندرونی لباس) اور دعا کو دثار (بیرونی لباس) بنایا ہے۔
انھوں نے کاٹا ہے دُنیا کو کاٹنا عیسیٰؑ مسیح کے طریقہ پر۔ اے نوف
خداوند عالم نے مسیحؑ کی طرف وحی کی بنی اسرائیل سے کہو کہ میرے گھر میں
داخل نہ ہوں۔ مگر پاکیزہ دلوں اور پاک صاف کپڑوں اور سچ بولنے والی
زبانوں کے ساتھ اور انھیں بتا دو کہ میں تم میں سے کسی ایسے شخص کی دُعا
قبول نہیں کروں گا کہ جس نے میری مخلوق میں سے کسی پر ظلم کیا ہوا ہو۔ اے
اے نوف رسولؐ اسی قسم کے وقت میں کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ اس
وقت کسی کی دُعا رد نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ ظالم بادشاہ کا معاون و مددگار
چونگی وصول کرنے والا۔ کوتوال یا شاعر اور بڑا یا چھوٹا طبل بجانے
والا ہو۔ فرمایا اور جو شخص تیرے معاملہ میں اللہ کی نافرمانی کرے تو اس کی
سزا اس سے بڑھ کر کچھ نہیں تو اس کے معاملہ میں وہاں اللہ کی اطاعت
کرے اور اپنے بھائی کے معاملہ کو احسن وجہ پر محمول کر اور جو بات اس کی
زبان سے نکلی ہے۔ اس کے متعلق برا گمان نہ کر جبکہ اس کی اچھی تاویل تجھے
مل سکتی ہو۔ اور جو شخص اپنے راز کو چھپا سکتا ہے وہ اپنے معاملہ کا خود

مالک ہے اور خیر اس کے ہاتھ میں ہے اور جو اپنے نفس کو تہمت کے پیش کر دے تو وہ اپنے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے اور جو اس کے متعلق برا گمان کرے اس کو ملامت و سرزنش نہ کرے۔ اور تم پر لازم ہے کہ سچے بھائی بناؤ اور ان کے اطراف و پہلو میں زندگی بسر کرو۔ اور قسم کو آسان نہ سمجھو، ورنہ خدا تمہیں حقیر و ذلیل کر دے گا۔ اور جو چیزیں تمہارے مقصد کی نہیں ان سے معترض نہ ہو اور تم پر لازم ہے کہ سچ بولو پس وہ نجات اور نجات کی جگہ ہے۔ اور جن و انس میں سے اپنے دشمن ہیں سے ڈرو۔ اور فاسق و فاجر لوگوں کو اپنا ساتھی نہ بناؤ اور دیندار اور نصیحت کرنے والوں سے مشورہ کرو تو ہدایت پاؤ گے۔ ان لوگوں سے بھائی چارہ رکھو جو اللہ کے لیے بھائی بنیں۔ اور ایسی چیز کا کسی کو عیب نہ لگاؤ جیسی تم خود کرتے ہو۔ سوید بن عقلہ کہتا ہے میں امیرالمومنینؑ کے دولت کدہ میں آپ کے ہاں حاضر ہوا، پس مجھے گھر میں کوئی چیز نظر نہ آئی تو میں نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ گھر کا سامان کہاں ہے۔ فرمایا اے ابن عقلہ ہم ایسا خاندان ہیں کہ دنیا میں سامان نہیں بناتے۔ ہم نے تو اپنا بہترین مال و متاع آخرت کی طرف منتقل کر دیا ہے۔ ہماری مثال دنیا میں اس مسافر جیسی ہے جو ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہو۔ پھر اسے چھوڑ کر چل دے۔

اور رسول اللہؐ نے فرمایا مجھے جس چیز کا زیادہ شدید خوف ہے تم پر وہ خواہشات کی پیروی اور طویل امید رکھنا ہے۔ کیونکہ خواہشات کی اتباع حق سے روک دیتی ہے اور طویل امید آخرت کو بھلا دیتی ہے اور اس میں

شک نہیں کہ خدا دنیا تو اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت کرے یا بغض رکھے لیکن آخرت صرف اُسے دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ اور بے شک کچھ دُنیا کے بیٹے ہیں اور کچھ آخرت کے۔ تم آخرت کے بیٹے بنو، اور دُنیا کے بیٹے نہ بننا۔ کیونکہ ہر بیٹا اپنی ماں کے تابع ہوتا ہے اور یقیناً دُنیا پُشت پھیر کے کوچ کر رہی ہے اور آخرت اپنے آپ کو سنوار کے آگے بڑھ رہی ہے۔ اور تم عمل کے دن میں ہو جس میں حساب نہیں اور وقت قریب ہے کہ تم حساب کے دن میں ہو گے جس میں عمل نہیں اور فرمایا اے لوگو! دھوکہ نہ کھاؤ۔ کیونکہ خدا اگر کسی چیز کو مہلت دیتا تو ظلم کی زرائی اور پھر کو دیتا۔ ابن مسعود نے کہا اس میں شک نہیں کہ تم دنیا میں ہو موتیں ناقص ہیں عمل محفوظ ہیں اور موت اچانک آجائے گی پس جو شخص خیر کی زراعت کرے گا تو وہ اپنی زراعت رضا و رغبت سے کاٹے گا۔ اور جو کوئی شر کا بیج بوئے وہ ڈرتے ہوئے اپنی زراعت کاٹے گا۔ جسے خیر عطا ہو تو اللہ نے عطا فرمائی ہے اور جو بدی سے بچ جائے، تو اللہ نے بچایا ہے متقی سردار ہیں فقہا رہنما ہیں اور ان کے پاس بیٹھنا زیادتی (علم) کا باعث ہے۔ اگر ہم میں اور کوئی عیب نہ ہوتا۔ سوائے اس کے کہ ہم اس چیز سے محبت کرتے ہیں جس سے خدا کو بغض ہے اور وہ دنیا ہے تو یہی ہمارا گناہ کافی ہے اور نبی اکرمؐ نے فرمایا محبت دنیا ہر گناہ کا سر ہے اور بُرائی کی چابی ہے، اور ہر نیکی کے حبط ختم ہونے کا سبب ہے اور تعجب ہے خدا تو کہتا ہے کہ مال اور اولاد فتنہ ہیں، اور لوگ انھیں جمع کرنے

میں لگے ہوتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں حالانکہ انھیں معلوم ہے کہ وہ اس سے جدا ہو جائیں گے، اور اس پر اُن سے حساب لیا جائیگا۔

اور کتنا بہترین شعر کہا ہے کسی شاعر نے "یہ دنیا اس میں رہنے والوں سے کہتی ہے۔ میرے تلے سے بچ بچ کے رہنا میرا حسن تبسم تمھیں مغرور نہ کرے کیونکہ میری بات تو ہنسا دیتی ہے اور میرا کام رُلانے والا ہے"۔

تیسرا باب

دُنیا کی مذمت

روایت ہے کہ ایک شہر کے دروازے پر لکھا ہوا تھا۔ اے فرزند آدم فرصت کو غنیمت سمجھ اس کے امکان کے وقت اور تمام معاملات ان کے مدبّر کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اپنے اوپر اس دن کا بوجھ نہ ڈال جو تجھ پر نہیں آیا۔ کیونکہ اگر وہ تیری عمر میں داخل ہے تو خدا اس میں تجھے تیرا رزق دیگا۔

تم دیکھنے والوں کے لیے عبرت نہ بنو اور مغرور ہونے والوں کے لیے نمونہ قرار پاؤ۔ مال پر مال جمع کرنے میں بس کتنے اشخاص ہیں جنھوں نے اپنی بیوی کے شوہر کے لیے مال جمع کیا ہے۔ اور انسان کا خود تنگی سے وقت گزارنا غیر کے خزانہ میں زیادتی کا سبب ہے اور خلیل کہتے ہیں کہ انسان تین اشخاص میں سے کسی ایک کے لیے مال جمع کرتا ہے اور وہ تینوں

ں کے دشمن ہیں یا اپنی بیوی کے دوسرے شوہر یا اپنے بیٹے کی بیوی کے
لیے یا اپنی بیٹی کے شوہر کے لیے تو انسان کا مال ان لوگوں کے لیے ہوتا ہے
ر وہ اسے چھوڑ جاتا ہے۔ لہٰذا عقلمند شخص جو اپنے آپ کے لیے مخلص ہے
ہ اپنا زادِ راہ آخرت کے لیے جمع کرتا ہے اور وہ ان کو اپنی ذات
ترجیح نہیں دیتا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ خدا کے معاملہ میں اس کی مخالفت
کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیسے اے اللہ کے رسول؟ فرمایا تم اس گھر
تعمیر کی کوشش کرتے ہو جس کے خراب کرنے کا خدا فیصلہ کر چکا ہے
علی زین العابدین اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔ جو دنیا کو اپنا ساتھی بنا لے
مثال اس شخص کی ہے جو پانی کو اپنی مٹھی میں سمیٹنے کی کوشش کرے
انگلیوں کے درمیان کی درزیں اس سے خیانت کریں۔ نبی اکرم نے
مایا۔ خداوند عالم نے دنیا کو دارِ امتحان قرار دیا ہے۔ اور آخرت کو
آخری گھر بنایا ہے۔ پس دنیا کے امتحان کو آخرت کے ثواب کا سبب
بنایا ہے اور آخرت کے ثواب کو دنیا کے امتحان کا عوض قرار دیا ہے
ں وہ لیتا ہے تاکہ عطا کرے اور وہ مبتلا کرتا ہے تاکہ جزا دے اور یہ
نیا جلد ہی زائل ہونے والی ہے۔ اس کا انتقال قریب ہے پس اس
ے دودھ کی مٹھاس سے بچو کیونکہ اس کی دودھ چھڑائی کڑوی ہے
ر اس کی فوری لذت کو چھوڑ دو۔ اس کی بعد والی تکلیف کی وجہ سے
ر اس سے وصال نہ کرو جبکہ خدا نے اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا
ہے اور اس کو آباد کرنے کی کوشش نہ کرو جبکہ اللہ نے اس کے

عذاب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ورنہ تم اس کی ناراضگی کا نشانہ اور اس
کے عقاب کے مستحق ہو جاؤ گے۔

چوتھا باب

ترکِ دُنیا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا کہ لوگ د
یں مہمان ہیں اور دنیا ان کے ہاتھ میں عاریۃً ہے اور مہمان کوچ کر
والا اور عاریہ واپس لے جانے والی ہے۔ یاد رکھو دنیا پیش کی ہو
حاضر چیز ہے کہ جس سے نیک و بد کھاتا ہے اور آخرت سچا وعدہ
جس میں شہنشاہِ عادل قاہر حکم لگائے گا۔ پس خدا رحم کرے اس شخص
جو اپنی ذات کے لیے غور و فکر کرے اور اپنی قبر کے لیے زمین ہموار کر
اور اس کی رسی اس کے کندھے پر پڑی ہو قبل اس کے کہ اس کی
و حیات ختم ہو اور اس کی امید منقطع ہو۔ اور پشیمانی فائدہ نہ دے
امام حسنؑ کا ارشاد ہے جو دنیا سے محبت رکھتا ہے آخرت کا خوف
کے دل سے نکل جاتا ہے۔ اور جو دنیا پہ زیادہ حریص ہو وہ اس سے
ہی دور ہوتا چلا جائے گا اور وہ اللہ کا زیادہ مبغوض ہوگا اور کوشش
کرنے والا حریص اور قناعت کرنے والا زاہد اپنا کھانا پورا لیتے ہیں

کے رزق میں سے کوئی چیز کم نہیں ہوتی پھر یہ آگ پر لگا تار گرنا کس لیے ہے۔ یہ ساری خیر صبر میں ہے۔ ایک گھڑی طویل راحت اور کثیر سعادت کا سبب ہے۔ لوگ دو قسم کے طلب گار ہیں۔ ایک دنیا کو طلب کرتا ہے جب اسے پالیتا ہے تو مرجاتا ہے۔ دوسرا آخرت کو طلب کرتا ہے جب اُسے پالیتا ہے تو وہ نجات حاصل کر لیتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے اور جان لے اے شخص جو دنیا تجھ سے فوت ہو گئی ہے اور جو اس کے شدائد اور سختیاں تجھے پہنچیں ہیں وہ تیرے لیے مضر نہیں جب کہ تو آخرت پر کامیابی حاصل کرے اور جو دنیا تجھے حاصل ہو گئی ہے وہ تیرے لیے نفع مند نہیں۔ اگر تو آخرت سے محروم ہو گیا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے حسن بصری کی طرف لکھا کہ مجھے وعظ کرو، تو اس نے اس کی طرف لکھا جو چیز تیری اصلاح کر سکتی ہے اس کا سر زہد فی الدنیا ہے (دنیا کو چھوڑ دینا) اور زہد یقین سے ہے اور یقین فکر سے ہے اور فکر عبرت حاصل کرنے کا نام ہے۔ پس جب تم دنیا میں فکر کرو تو اس کو اس لائق نہیں پاؤ گے کہ وہ ساری کی ساری تیرے لیے فائدہ مند ہو، اس کا بعض حصہ کس طرح ہو سکتا ہے اور تو اپنے نفس کو پائے گا، اس لائق سمجھے گا کہ دنیا کو حقیر سمجھ کر اس کا اکرام و تعظیم و توقیر کرو۔ اور خدا کے اس قول کو یاد رکھو اور ہر انسان کے نامہ اعمال کو اس کی گردن میں ڈال رکھا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے سامنے کتاب نکال کے رکھ دیں گے، جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔ البتہ تیرے ساتھ انصاف کیا ہے اس ذات نے کہ جس نے تجھے اپنا حساب کرنے۔

والا قرار دیا ہے اور خدا کے اس قول کو پڑھ لو۔ اپنی کتاب کو آج کے دن
نفس ہی تیرے حساب کرنے کے لیے کافی ہے۔ فرمایا اور دنیا میں ایسے
رہتے ہیں، جو خدا کی قسم آنکھوں کی ٹھنڈک تھے اور ان کی گفتگو سیلنوں کو
بھی اور خدا کی قسم وہ حلال سے زیادہ پرہیز کرتے تھے تمھارے حرام
پرہیز کرنے سے اور تم اپنے فرائض کی حفاظت نہیں کرتے جتنی وہ نوافل
کرتے تھے اور خدا کی قسم ان کے حسنات واعمال میں سے جب کوئی شے
ان پر وارد ہوتی تو وہ اس سے زیادہ خوف ناک ہوتے جتنا تمھیں تمھارے
اعمال سے معذّب ہونے کا خوف نہیں ہوتا اور خدا کی قسم انھیں سخت
خوف ہوتا تھا اپنی نیکیوں کے ظاہر ہونے کا جتنا تمھیں برائیوں کے ظاہر
ہونے کا نہیں ہوتا اور خدا کی قسم وہ اپنی نیکیوں کو چھپاتے پھرتے تھے
کہ تم برائیوں کو چھپاتے ہو۔ وہ نیک کام کرتے تھے باوجود اس کے وہ
تھے اور تم برے کام کرتے ہوئے بھی ہنستے ہو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون
مخفی باتیں ظاہر ہو گئیں علما کم ہو گئے سنت ہٹ گئی کتاب کو چھوڑ دیا
بدعت عام ہو گئی لوگوں نے منافقانہ رویہ اختیار کر لیا۔ تعریف کھیتی کی
طرح کاٹتے ہی لوگ چلے گئے، ان کا تلچھٹ رہ گیا اور قریب ہے
دعا مانگو اور وہ قبول نہ ہو۔ مشرک تمھارے خلاف یک مشت ہو کر
دوسرے کی مدد کریں، اور تمھاری فریاد رسی نہ ہو پس جواب تیار کر لو
تم سے سوال کیا جائے گا۔ خدا کی قسم کاش کہ تم کھول کر دیکھتے ان چیزوں کو
جنھیں دفن کر چکے ہو، پس اللہ سے ڈرو اور اپنی بچت آگے بھیج کر

لوگ تم سے پہلے تھے۔ وہ دنیا سے قدرِ ضرورت لیتے تھے اور جو اس سے بچتا تھا اس میں اپنے مومن بھائیوں، مساکین، یتیموں اور بیواؤں کو ترجیح دیتے تھے۔ پس اپنی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ بے شک موت نے دنیا کو رسوا کر دیا ہے اور صاحب عقل کے لیے خوشی کا کوئی مقام نہیں چھوڑا اور جان لو جس نے اپنے رب کو پہچان لیا وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور اس کی اطاعت کرتا ہے اور جو شیطان کی دشمنی کو پہچان لے وہ اس کی نافرمانی کرتا ہے اور جو دنیا کو پہچان لے اور اس کا اپنے اہل کے ساتھ دھوکا کرنا تو وہ اس سے پرہیز کرتا ہے اور مومن لہو لعب اور غفلت میں رہنے والا نہیں، بلکہ اس کی کوشش غور و فکر اور عبرت حاصل کرنا ہے اور اس کا شعار اٹھتے بیٹھتے اور ہر حالت میں ذکر کرنا ہے۔ اس کا بولنا ذکر اس کی خاموشی ذکر اور اس کی نظر عبرت حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اپنے صبح و شام تین خطرات میں گزار رہا ہے یا کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے یا کوئی نعمت چھن جاتی ہے یا فیصلہ شدہ موت آ جاتی ہے اور بے شک موت کی یاد ہر عقلمند کی زندگی کو گندلا کر دیتی ہے پس تعجب ہے اس قوم کے لیے جن میں کوچ کرنے کی منادی کر دی گئی ہے اور وہ زادِ راہ مہیا کرنے سے غافل ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ہر سفر کے لیے زادِ راہ کی ضرورت ہے ان کے اوّل کو آخر سے روک دیا گیا ہے اور وہ لہو و لعب اور غفلت میں پڑے ہوتے ہیں۔ خدا کے اس قول (کہ ہم نے یحییٰ کو بچپنے میں حکم عنایت کیا) کے متعلق روایت ہے کہ یحییٰؑ کی سات سال کی عمر تھی کہ بچے ان سے کہنے لگے ہمارے ساتھ

چل کر کھیلو، تو انھوں نے فرمایا ہم کھیلنے کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ اور
امیر المومنینؑ نے خدا کے اس قول (اور دُنیا سے اپنے حصّہ کو نہ بھول جاؤ)
کے متعلق فرمایا کہ اپنی صحت، قوت، جوانی، تونگری اور نشاط و خوشی کو نہ بھول
جاؤ۔ اس سے کہ آخرت کو طلب کرو، اور ایک عالم نے کہا ہے۔ اس حصّہ
سے مُراد کفن ہے۔ تیسری پوری عملو کر جانا دمیں سے تو بھول نہ جا کہ سارا
دنیا میں رہے سے تمھارا یہی حصّہ ہے۔ چاہے تم تمام دنیا ہی کے مالک ہو جاؤ
امام زین العابدینؑ کا ارشاد ہے۔ سب سے عظیم قدر و منزلت کا مالک
وہ شخص ہے کہ جسے یہ پرواہ نہ ہو کہ دُنیا کس کے ہاتھ میں ہے۔ جناب
محمد[۳] بن حنفیہ نے کہا جس کے نزدیک اس کی ذاتِ مکرّم ہے۔ دنیا اُس کی
نظر میں حقیر ہوتی ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا، زمانہ میں زیادتی نہیں ہوگی
مگر سختی و شدت کی عمر و زندگی میں کمی کی۔ رزق میں قلت کی۔ علم میں چلے
جانے کی۔ خلق میں کمزوری کی دنیا میں پُشت پھیرنے کی، لوگوں میں بخل کی
اور قیامت میں قریب ہونے کی (لہٰذا) قیامت بدترین لوگوں پر قائم
ہوگی۔ فرمایا وہ خزانہ جو دیوار کے نیچے تھا (یہ تھا) تعجب ہے اس
جسے موت کا یقین ہے وہ کیسے خوش ہوتا ہے اور اس پر تعجب ہے جسے
رزق کا یقین ہے وہ کیسے محزون ہوتا ہے اور جسے آتشِ جہنم کا یقین
اور کس طرح گناہ کرتا ہے اور جو دُنیا کو اور اس کا اپنے رہنے والوں
سا تھ اُلٹ پھیر دیکھا ہے۔ وہ کیسے اس پر مطمئن ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ نے
فرمایا۔ جب خدا کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اُسے مبتلا کر دیتا ہے

اور جس سے انتہائی محبت رکھتا ہے۔ اس کو امتحان میں ڈال دیتا ہے۔ عرض کیا گیا افتتان (امتحان) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس کا مال و اولاد ختم کر دیتا ہے اور خدا بندہ مومن کی اس کے مال و اولاد میں مبتلا رکھنے کی اسی طرح دیکھ بھال کرتا ہے۔ جیسے ماں دودھ پلانے میں بچے کی دیکھ بھال رکھتی ہے اور وہ اپنے بندہ مومن کو دنیا سے اس طرح پرہیز کراتا ہے[۴] اور حضرت امیرؑ فرماتے تھے۔ خدایا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں دنیا سے الگ رہنے اور اس سے بغض رکھنے کا کیونکہ اس کی اچھی چیزیں پرہیز کے قابل اور بُری چیزیں سخت ردی ہیں اس کا صاف ستھرا گندا ہونے والا ہے اور اس کا نیا پرانا ہو جاتا ہے اور جو اس میں ہاتھ سے نکل گیا پلٹ کے نہیں آئے گا اور جو اس میں حاصل ہو جائے وہ فتنہ ہے۔ مگر جسے تو بچا لے اور تیری رحمت اس کے شاملِ حال ہو جائے مجھے ان اشخاص میں نہ قرار دے جو اسے پسند کرتے ہیں اور اس پر مطمئن ہیں اور اس پر بھروسہ رکھتے ہیں کیونکہ جو اس پر اطمینان کرلے یہ اس سے خیانت کرتی ہے اور جو اس پر وثوق کرے اسے دھوکہ دیتی ہے۔

امام حسینؑ اوس کے محل و قصر کے قریب سے گزرے تو پوچھا یہ کس کا محل ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ اوس کا۔ فرمایا اوس چاہتا ہے۔ (کاش) آخرت میں اس کے بدلے اسے ایک روٹی مل جائے۔ روایت ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص عراق کا گورنر ہوا تو اس نے خرقہ بنت نعمان کو بلایا وہ اپنی کنیزوں کے جھرمٹ میں آئی تو سعد ان سے کہنے لگا۔ تم میں سے خرقہ

---

۴ جیسے حکیم بیمار کو کھانے میں پرہیز کراتا ہے۔

کو کسی نے - جتا گیا کہ یہ ہے ، وہ کہنے لگی ہاں میں ہی ہوں - اے سعد تو
نے خصوصی طور پر مجھ سے کیوں ابتدا کی ہے - خدا کی قسم سورج نے کسی چیز
پر طلوع نہیں کیا جو کہ ہمیں چھوڑ کر ہمارے نیچے نہیں چلی - مگر یہ کہ وہ ہمارے
قبضہ میں تھی - پس ہمارا آفتاب ڈوب گیا اور ہم پر وہ تمام اشخاص رحم
کھانے لگے جو ہم پر حسد کرتے تھے اور کسی گھر میں حیرت داخل نہیں ہوئی
مگر یہ کہ اسی کا انجام عبرت ہوتا ہے - پھر اس نے کچھ اشعار پڑھے -
اس کے بعد کہنے لگی - یہ دنیا تو زوال کا گھر ہے - وہ ایک حالت میں
نہیں رہتی - وہ دنیا والوں کو الٹ پھیر کرتی رہتی ہے اور ایک حالت
کے بعد دوسری حالت لے آتی ہے اور ہم اس قصر کے مالک تھے - اس
میں رہنے والے ہماری اطاعت کرتے تھے ، اور یہاں کے خراج ہمارے
پاس جمع ہوتے تھے پس امارت نے پشت پھیری اور زمانہ چیخ اٹھا اور
ہمارے عصا کو توڑ دیا - اور ہماری جماعت کو منتشر کر دیا اور اسی طرح
زمانہ ہمیشہ کسی کے حق میں نہیں رہتا - پھر وہ رونے لگی اور سعد بھی رو
پڑا - اور اس نے کچھ عبرت ناک اشعار پڑھے - سعد نے کہا اپنی حاجت
پیش کرو - وہ کہنے لگی بنی نعمان کے منافع ان کے لیے جاری کر دے - وہ
کہنے لگا اپنی ذاتی حاجت بیان کرو ، اس نے کہا امیر کا ہاتھ عطا کرتے
ہیں - میری زبان سوال سے زیادہ کھلا ہوا ہے - سعد نے انہیں بھی نوازتا
دیتے اور اسے بھی دیا اور کافی دیا تو اس نے کہا تیرا شکریہ ادا کرتا ہے
وہ جو تونگری کے بعد فقیر ہوا ہے اور اس ہاتھ کا تجھ پر قبضہ نہ ہو جو فقر

کے بعد تو نگر بنے اور تیری نیکی مستحق تک پہنچے اور خدا تجھے کسی کمینے کا محتاج نہ کرے۔ اور کسی شریف سے کوئی نعمت خدا سلب نہ کرے مگر یہ کہ اس کے پلٹ آنے کا سبب تجھے قرار دے۔ سعد کہنے لگا یہ باتیں حکمت کسروانی کے دیوان میں لکھ دی جائیں۔ جب وہاں سے واپس آئی تو عورتوں نے اس سے سوال کیا۔ امیر نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے (کہنے لگی) میری ذمہ داری کی حفاظت کی ہے اور میری عزت کی ہے اور شریف ہی شریف کی عزت کرتا ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ اے انسان اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھ کیونکہ تو بڑا اور عظیم نہیں ہو سکتا جو مٹی سے پیدا ہوا ہے اور اس کی طرف پلٹ جائے گا، اور کس طرح تکبر کرتا ہے وہ جس کی ابتداء گندہ نطفہ ہے اور انتہا بدبودار مردار ہے اور وہ اپنے دونوں پہلوؤں کے درمیان پاخانہ اٹھائے پھرتا ہے اور جوان تو وہ بڑا نہیں ہو سکتا جس کو بیماریاں پچھاڑ دیتی ہیں۔ اور وہ اپنے تخت کی بلندی سے قبر کی تنگ جگہ میں جا گرتا ہے۔ بادشاہ تو وہ ہے جو ان عیوب سے منزہ اور پاک ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے فرزند آدم فکر کرو اور دیکھو کہ کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ اور اس کے مالک جنہوں نے اس کے ویرانوں کو آباد کیا ہے اور اس میں نہریں کھودیں ہیں اور درخت لگائے ہیں اور شہر آباد کئے ہیں وہ اس سے اس وقت جدا ہوئے جب اس کی جدائی کو پسند نہیں کرتے تھے، اور اس کے وارث دوسرے لوگ بن گئے اور ہم بھی عنقریب ان سے جا ملیں گے۔ اے فرزند آدم اپنے بچھڑنے کی جگہ قبر میں لیٹنے کی

منزل اور اللہ کے سامنے اپنے پیش ہونے کو یاد کرو۔ تیرے خلاف تیرے
اعضا و جوارح گواہی دیں گے جب کہ قدم پھسلیں گے اور دل منہ کو آجائیں گے
اور (کچھ) چہرے سفید اور (کچھ) سیاہ ہوں گے اور بھید ظاہر ہوں گے
اور عدل کا ترازو لگا دیا جائے گا۔ اے فرزند آدم اپنے باپ دادا
اور اولاد کے بچھڑنے کو یاد کرو۔ وہ کس طرح کے تھے اور کہاں جا کے
اترے اور عنقریب تو بھی ان کی منزل میں پہنچ جائے گا۔ اور عبرت حاصل
کرنے والا خود عبرت بنے گا۔ کسی نے دنیا کی عیب جوئی اس طرح نہیں
کی جس طرح حضرت امیر المومنینؑ نے اس کے رنگ دھار کو بیان کیا ہے
اپنے اس قول کے ساتھ کہ وہ ایسا گھر ہے جو مصیبت سے گھرا ہوا ہے
جس کی دھوکہ بازی مشہور ہے اس کے حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں
رہتے۔ اس میں اترنے والے صحیح سالم نہیں رہتے۔ اس کے حالات
مختلف اور اس کے حصے بدلتے رہتے ہیں۔ اس کی زندگی مذموم اور
اس میں امان معدوم ہے اور دنیا والے اس میں ایسے نشانے ہیں جن پر
تیر مارے جاتے ہیں تو دنیا انہیں اپنے تیر مارتی ہے اور موت کے ذریعے
انہیں فنا کر دیتی ہے۔ اور جان لو کہ اے اللہ کے بندے تم اور وہ چیزیں
جن میں تم رہتے ہو۔ اس دنیا میں سے ان لوگوں کے راستہ میں ہو جو تم سے
پہلے گزر چکے ہیں جن کی عمریں تم سے طویل تھیں۔ جنہوں نے تم سے زیادہ
گھر آباد کیے تھے۔ ان کے آثار لمبے چوڑے تھے۔ اب ان کی آوازیں خاموش
ہو چکی ہیں۔ ان کی ہوائیں رک گئی ہیں ان کے جسم پرانے ہو گئے ہیں اُن کے

ھر خالی پڑے ہیں اُن کے آثار مٹ چکے ہیں۔ اور مُجتمع محلات اور
بچھے ہوئے گاؤ تکیوں کے عوض سخت پتھر اور غرابہ میں بنی ہوئی قبریں کہ جو مٹی
سے مضبوط کی گئیں ہیں انھیں ملی ہیں۔ ان کی جائے رہائش تو قریب ہے
ان اہل محلہ کے درمیان اس میں رہنے والے مسافر ہیں جو کہ وحشت
زدہ ہیں۔ ہیں تو فارغ لیکن مشغول ہیں وہ وطنوں کے ساتھ مانوس نہیں
ہوسکیں اور گھروں کے قرب کے باوجود وہ پڑوسیوں کی طرح ایک
دوسرے سے میل جول نہیں رکھتے اور میل جول کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ
اپنے سینے کے ساتھ مصیبت نے اُنھیں پیس دیا ہے اور پتھر اور
مٹی انھیں کھا رہے ہیں اور گویا کہ تم بھی وہاں پہنچ گئے ہو۔ جہاں وہ ہیں
اس لیٹنے کی جگہ اور سپرد ہونے کے مکان نے تمھیں بھی اپنا گرو بنا لیا ہے
پس کیا حالت ہو گی تمھاری جب معاملات تمھیں انتہا کو پہنچا دیں گے
اور قبریں پھٹیں گی اور وہاں ہر نفس کا امتحان ہو گا۔ اس کے متعلق جو
وہ پہلے کر چکا ہے اور اپنے حقیقی آقا و مولا کی طرف پلٹ جائیں گے
اور اُن سے گم ہو جائیں گی وہ باتیں جو وہ بہتان تراشتے تھے۔ ابو ہذیل
عمران لعین کے گھر میں داخل ہوا تو کہنے لگا۔ تیرا یہ گھر تجھ سے پہلے بادشاہوں
کی رہائش گاہ تھا۔ جن کے آثار مٹ چکے ہیں اور ان کی عمریں ختم ہو
چکی ہیں۔ پس نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے وعظ حاصل کرے۔

پانچواں باب

تخویف و ترہیب (ڈرانا دھمکانا)

کتاب خدا کی بعض آیات ارشادِ قدرت ہے ہم انھیں ڈراتے ہیں پس اس سے سوائے سرکشی اور کفر کے کسی چیز کی زیادتی نہیں ہوتی فرمایا بلکہ قیامت ان کی وعدہ گاہ ہے اور وہ قیامت زیادہ مصیبت والی اور کڑوی چیز ہے۔ فرمایا ہم آیات صرف ڈرانے ہی کے لیے نازل کرتے ہیں۔ فرمایا کیا بستیوں والے مامون ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر رات کے وقت نازل ہو جبکہ وہ سوئے ہوئے ہوں۔ کیا بستیوں والے امن میں ہیں کہ ہمارا عذاب دن کے وقت آئے جب وہ کھیل کود میں شامل ہوں کیا وہ عذاب خدا سے مامون ہو گئے ہیں۔ حالانکہ سوائے خسارہ والے گروہ کے کوئی بھی عذاب خدا سے مامون نہیں رہتا۔ فرمایا ہر جھوٹے گناہگار کے لیے ہلاکت ہے۔ جو آیاتِ خدا کو سنتا ہے جن کی اس پر تلاوت ہوتی ہے۔ پھر وہ متکبر ہو جاتا ہے گویا اس نے کچھ سنا ہی نہیں پس اُسے دردناک عذاب کی بشارت دے۔ فرمایا اگر خدا لوگوں کا ان کے ظلم کی وجہ سے مواخذہ کرتا تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا فرمایا خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو چکا ہے بسبب ان اعمال کے جو لوگوں نے کیے ہیں تاکہ ان کے بعض کرتوتوں کی سزا چکھائے شاید وہ پلٹ

ہیں۔ فرمایا ان بستیوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ہلاک کیا۔ فرمایا
یہودیوں کے ظلم کی بنا سے ہم نے طیبات (حلال چیزوں) کو ان پر حرام
کر دیا جو ان کے لیے حلال تھیں۔ فرمایا اگر تیرے رب کی طرف سے بات
پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان پر عذاب لازم ہوتا اور مدت معین ہوتی یعنی ہر
ماہ پر انھیں عذاب کرتا۔ پہلے سے جو بات خدا کہہ چکا ہے وہ یہ ہے
کہ خدا انھیں اس وقت تک عذاب نہیں کرے گا جب تک تو (رسولؐ)
ان میں موجود ہے اور انھیں عذاب نہیں کرے گا۔ جب تک وہ
استغفار کرتے رہیں گے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا لوگوں میں دو امانتیں
ہیں رسول اللہؐ اور استغفار۔ ایک امان یعنی رسول اللہؐ اٹھ گئی ہے اور ایک
امان یعنی استغفار موجود ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندو
اللہ کی نافرمانی سے بچو، کیونکہ خدا سخت عتاب والا ہے۔ رسول اللہؐ نے
فرمایا خدا واپس لینے کے لیے نہیں دیتا۔ اگر خدا کسی قوم سے جو چاہے
انعام کرے اور وہ دن رات رہتی دنیا تک اس کا شکر ادا کرتے رہیں تو
خدا ان سے وہ نعمت نہیں چھینے گا۔ مگر یہ کہ وہ شکر کے بدلے کفر کرنے
لگیں اور اطاعت چھوڑ کے معصیت اختیار کر لیں اور اسی پر خدا کا یہ
ارشاد دلالت کرتا ہے کہ خدا اس وقت تک قوم کی حالت نہیں بدلتا
جب تک وہ اپنے نفسوں کو نہ بدلیں۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں خدا اپنے
بندوں کو طویل برائیوں کے وقت پھلوں کے کم ہوتے، برکتوں کے رک جانے
اور خیرات کے خزانوں کے دروازے بند ہو جانے کے ساتھ مبتلا کر دیتا ہے

تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرلے اور گناہ سے باز آنے والا باز آجائے نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرے۔ اور منزجر ہونے والا منزجر ہو (گناہ کرنے کے بعد اپنے اوپر کڑھنا) اور خدا نے استغفار کو اس کا اور رزق و مخلوق پر رحمت نازل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے پس فرماتا ہے اپنے رب سے استغفار کرو۔ بے شک وہ بخشنے والا ہے تم پر موسلادھار بارش برساتا ہے اور تمھیں مال و اولاد زیادہ دیتا ہے اور وہ تمہارے لیے باغات اور نہریں قرار دے گا۔ پس خدا رحم کرے اُس شخص پر جو اپنی توبہ کو آگے اور شہوت کو پیچھے کرے۔ اور اپنی لغزش سے معافی طلب کرے۔ کیونکہ اس کی اُمید اسے دھوکا دیتی ہے اور اس کی اجل اُس سے پوشیدہ ہے اور شیطان اس پر موکل ہے۔ وہ اسے توبہ کی امید دلاتا ہے تاکہ وہ اُسے تاخیر میں ڈال دے اور گناہ کو اس کے سامنے بنا سنوار کر پیش کرتا ہے تاکہ وہ اس کا ارتکاب کرے۔ یہاں تک کہ اس کی موت آجاتی ہے اور وہ اس سے انتہائی طور پر غافل ہوتا ہے پس ہائے حسرت صاحب غفلت پر کہ اس کی عمر اس کے لیے حسرت ہوگی اور اس کے دن اُسے بدبختی کی طرف لے جائیں گے پس ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمھیں ان افراد میں سے قرار دے کہ جنھیں نعمت ناشکر گزار نہ بنائے۔ اور اللہ کی اطاعت میں آخر تک پہنچنے سے کوتاہی نہ کرنے دے۔ اور موت کے بعد اسے پشیمانی اور حزن و ملال نہ ہو۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اگر لوگ جب ان سے نعمتیں زائل ہو جائیں

اور مصیبتیں اُن پر نازل ہوں گھبرا کے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں اپنے نفسوں کی گھبراہٹ، سچی نیتوں اور خالص باطنوں کے ساتھ توبہ بھاگی ہوئی نعمت انھیں واپس کر دے۔ اور ان کا ہر بگڑا ہوا معاملہ سلجھا دے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا خدا کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے جو ہر رات اُتر کر یہ آواز دیتا ہے۔ اے بیس سال والے جدوجہد کرو اور اے تیس سال والے زندگانی دنیا تمھیں دھوکا نہ دے، اور اے چالیس سال والے تم نے اپنے پروردگار کی ملاقات کے لیے کیا تیار کیا ہے۔ اور اے پچاس سال والے تمھارے پاس ڈرانے والا آچکا۔ اے ساٹھ سال والے یہ ایسی کھیتی ہے جس کے کاٹنے کا وقت قریب آگیا اور اے ستّر سال والے تمھیں پکارا گیا ہے پس تم لبیک کہو۔ اور اے اسّی سال والے تمھارے پاس قیامت آگئی اور تم غافل پڑے ہو۔ پھر فرمایا اگر رکوع کرنے والے بندے خشوع و خضوع کرنے والے، اشخاص دودھ پینے والے بچے اور جنگل میں چرنے والے جانور نہ ہوتے تو خدا پھینکتا تمھاری طرف عذاب کو پھینکنا۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا ضعیف و کمزور لوگوں کی عزت کرو کیونکہ تمھیں رزق اور نصرت ضعفاء کی وجہ سے نصیب ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے بنی ہاشمؑ۔ اے اولادِ عبدالمطلبؑ اے اولادِ عبدِمناف لے اے اولاد قصی اپنے نفوس اللہ سے خرید کرو۔ اور جان لو کہ میں ڈرانے والا ہوں۔ موت تغیر لانے والی ہے اور وعدہ گاہ قیامت ہے اور جب آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریب ترین قبیلہ کو ڈراؤ، تو

آپؐ صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو گئے اور اپنے اعزا و اقربا کو جمع کیا اور فرمایا اے فرزندانِ عبدالمطلبؑ اے بنی ہاشمؑ اے بنی عبدِ مناف۔ اے بنی قصی اپنی جانیں اللہ سے خرید کر لو۔ کیونکہ میں کسی چیز میں تمہیں خدا سے بے پرواہ نہیں کر سکتا۔ اے محمدؐ کے چچا عباسؓ، اے محمدؐ کی پھوپھی صفیہؓ اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ پھر آپؐ نے ہر مرد عورت کو اس کے نام کے ساتھ قیامت کے دن لوگ اس طرح نہ آئیں کہ آخرت کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہوں اور آ کے یہ کہتے رہیں کہ محمدؐ ہم میں سے ہیں اور یا محمدؐ یا محمدؐ کر کے پکاریں گے پس میں اِدھر اُدھر اور دائیں بائیں طرف منہ پھیر لوں گا پس خدا کی قسم میرے اولیاء و دوست سوائے متقیوں کے کوئی نہیں۔ بیشک خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم وہ ہیں جو اُس سے زیادہ ڈرتے ہیں

روایت ہے جب آپؐ مرض الموت میں بیمار ہوئے تو آپؐ سر پر پٹی باندھے ہوئے امیرالمومنینؑ اور فضلؓ ابن عباسؓ کے سہارے باہر تشریف لائے لوگ آپؐ کے پیچھے ہو لیے۔ تو آپؐ نے فرمایا اے لوگو! میری رحلت قریب آگئی ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں قبرستان بقیع والوں کے لیے استغفار کروں۔ پھر حضورؐ جنت البقیع میں داخل ہوئے اور فرمایا السلام علیکم یا اھل التربت السلام علیکم یا اہل الغربہ اے خاک میں مل جانے والے مسافرو تمہیں خوش گوار ہو وہ حالت جس میں تم ہو اور باقی لوگ نہیں ہیں فتنے آگئے ہیں مثل تاریک رات کے ٹکڑوں کے جن کا اوّل آخر کے پیچھے پھر آپؐ نے اُن کے لیے استغفار کی اور کافی دیر تک استغفار کرتے رہے

پھر واپس آگئے تو منبر پر تشریف لے گئے اور لوگ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے تو آپؐ نے اللہ کی حمد و ثناء کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! میرے جانے کا وقت قریب آگیا ہے۔ کیونکہ جبرئیلؑ ہر سال ایک مرتبہ قرآن میرے سامنے پیش کرتا تھا اور اس سال دو مرتبہ پیش کیا ہے۔ اور میں نہیں کہتا کہ یہ بات مگر اس لیے کہ میری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ لیکن جس کا میرے ذمہ کوئی قرض ہو تو وہ اس کو بیان کرے، تاکہ میں اُسے ادا کر دوں اور جس کا میرے ہاں کوئی وعدہ ہو تو اس کو واضح کرے تاکہ اُسے عطا کیا جائے۔ اے لوگوں کوئی تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے اور نہ کوئی دعوے دار دعویٰ نہ کرے کیونکہ خدا کی قسم عمل اور خدا کی رحمت کے علاوہ کوئی چیز نجات دینے والی نہیں اور اگر میں کبھی نافرمانی کروں تو ہلاک ہو جاؤں۔ پھر آپؐ نے آنکھ اُٹھا کے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ خدایا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا اور فرمایا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچو۔ کیونکہ خدا کی طرف سے ان کا بھی مطالبہ ہونے والا ہے اور یہ جب کسی شخص پر اکٹھے جمع ہو جاتے ہیں تو اُسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ اور فرمایا اگر تمھیں معلوم ہو جائے وہ کچھ جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو، اور اپنے اوپر زیادہ گریہ کرو اور تم پہاڑوں کے اوپر جا کے اپنے اعمال پر گریہ کرو۔ اور اگر چوپاؤں کو موت کے متعلق وہ کچھ معلوم ہو جائے جو تمھیں معلوم ہے تو کبھی کوئی موٹا جانور تمھیں کھانے کو نہ ملے فرمایا خدا کی قسم اگر تمھیں معلوم ہو جو مجھے معلوم ہے تو تم اپنے اوپر گریہ کرو اور پہاڑوں پر چلے جاؤ اور اپنے اعمال پر پشیمان ہو اور تم اپنے اموال کو اس

حالت میں چھوڑ جاؤ کہ ان کی نگہبانی کرنے والا کوئی نہ ہو اور نہ ان
کسی کو خوف ہو۔ لیکن تم تو بھول چکے ہو اس چیز کو جو تمھیں یاد دلائی گئی
ہے اور تم مانوس ہو گئے ہو اس سے جس سے تمھیں ڈرایا گیا ہے۔ پس
تمھاری رائے تم سے گم ہو جائے گی اور تمھارا معاملہ بگڑ جائے گا۔
کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا مجھے ان لوگوں سے ملحق کر دے
میرے لیے تم سے بہتر ہیں۔ خدا کی قسم وہ قوم بابرکت رائے والی ہے جو
دانائی کی باتوں کو ترجیح دیتی اور سچ بولتی ہے وہ بغاوت کو چھوڑنے
ہوئے ہے اور ان کے قدم سیدھے راستے پر چلے ہیں۔ انھوں نے
رستہ پر چلا کر اپنے نفسوں کو تھکا دیا ہے۔ وہ دائمی آخرت اور باقی
والی کرامت کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یاد رہے
خدا کی قسم کہ تم پر بنی ثقیف کا ایک لونڈا غلبہ حاصل کرے گا جو ناز و نخرے
سے چلنے والا اور مُظفّر کے اپنے دامنوں کو دیکھے گا۔ تمھاری سبزی
کھا جائے گا۔ اور تمھاری چربی کو پگھال دے گا کہ یہ چھپکلی والے یعنی حجاج
بن یوسف۔ اور فرمایا بے شک جو لوگ دنیا میں زاہد ہیں ان کے دل
ہیں۔ اگرچہ وہ ہنس رہے ہوں اور ان کا حزن و ملال شدید ہوتا ہے۔
اگرچہ وہ خوش و خرم دکھائی دیں۔ اور وہ اپنے نفوس پر زیادہ ناراض
رہتے ہیں۔ اگرچہ جو کچھ ان کو رزق دیا گیا ہے اس پر ان پر رشک کیا جاتا
ہے۔ ایک اور خطبہ میں فرمایا اما بعد بے شک دنیا پشت پھیر چکی ہے اور
وداع کرنے کی اطلاع دے چکی ہے اور آخرت آگے بڑھ رہی ہے اور

بالکل قریب آچکی ہے۔ یاد رکھو آج کا دن تیاری کا ہے اور کل دوڑ ہوگی اور انعام میں جنت ملے گی اور انتہا جہنم ہے تو کیا کوئی شخص موت کے آجانے سے پہلے اپنے گناہ سے توبہ کرنے والا نہیں کیا کوئی شخص فقر و فاقہ اور حسرت و یاس کے دن سے پہلے اپنے نفس کے لیے عمل کرنے والا نہیں یاد رکھو کہ تم عمل کے دنوں میں رہ رہے ہو جن کے پیچھے اجل ہے۔ پس جو شخص عمل کے زمانہ میں عمل کرے۔ اجل کے آجانے سے پہلے تو اس کا عمل اُسے فائدہ دے گا اور موت اس کے لیے مضر نہیں ہوگی اور جو عمل کے زمانہ میں کوتاہی کرے گا اس کا عمل خسارہ میں ہے اور اجل اس کے لیے مضر رساں ہوگی۔ خبردار پس رغبت اور میلان میں اس طرح عمل کرو جیسے خوف کے وقت کرتے ہو۔ یاد رکھو میں نے جنت کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کا طالب گا سویا ہوا ہو۔ اور نہ جہنم کے مانند کوئی چیز دیکھی ہے کہ جس سے بھاگنے والا سویا ہو، اور جس کو حق فائدہ نہیں دیتا۔ باطل اُسے ضرر دے گا اور جس کو ہدایت سیدھا نہیں کر سکتی اسے گمراہی ہلاک کر دے گی۔ یاد رکھو تمہیں کوچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور زادِ راہ کی رہبری کر دی گئی ہے۔ اور سب سے زیادہ خوف مجھے تم پر خواہشات کی پیروی کرنے اور طویل امید کا ہے۔ دُنیا میں رہ کر دُنیا سے زادِ راہ مہیا کرو کہ جس سے اپنے نفسوں کو نجات دلا سکو۔ اللہ کی رحمت اور رضوان کا محتاج ہے۔ بندہ حسن بن محمد دیلمی کہتا ہے کہ آپ کا یہ کلام بہت بڑا موعظہ جلیل اور فائدہ اور بلیغ مقالہ ہے۔ اگر کوئی کلام وعظ و نصیحت میں گھر کر سکتا ہے تو وہ

یہ ہے امیدوں کے علائق کو توڑنے اور وعظ حاصل کرنے اور بیدار کرنے
کے لیے یہ کافی ہے۔ خدا کی قسم اس میں فکر کرنے والوں کی گردنوں کو اور زہد
میں بالبصیرت ہونے والوں کو یہ اپنی گرفت میں لیتا ہے اور انھیں آخرت
کے عمل پر مجبور کر دیتا ہے۔ پس اے صاحبان عقل عبرت حاصل کرو، اور
اس کے معانی میں غور و فکر کرو اور بصیرت حاصل کرو۔ ایک اور خطبہ میں
جو اسی قسم کا ہے۔ آپؑ نے فرمایا دنیا کی طرف ان زاہدوں کی آنکھوں سے
دیکھو جو اس سے منہ پھیر چکے ہیں۔ خدا کی قسم یہ دنیا عنقریب رکے ہوئے
ساکن کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گی اور ناز و نعمت میں پلے ہوئے کو درد و تکلیف
پہنچائے گی۔ تو دنیا کی جو چیز پشت پھیر چکی وہ پلٹ کے نہیں آئے گی اور
معلوم نہیں کہ کونسی چیز اس کی آنے والی ہے تاکہ اس کی انتظار کی جائے
اس کی خوشی حزن سے ملی ہوئی ہے اور مردوں کی قوت و طاقت کمزوری
اور سستی کی طرف جا رہی ہے۔ پس تمہیں کثرت ان چیزوں کی جو تمہیں
بھلی معلوم ہوتی ہیں دھوکہ نہ دے۔ کیونکہ بہت کم وقت وہ تمہارا ساتھ
دیں گی۔ اور خدا رحم کرے اس شخص پر جو غور و فکر کرکے عبرت حاصل کرے
پس وہ بالبصیرت ہو جائے اور گویا جو کچھ دنیا میں ہے عنقریب وہ نہیں ہوگا
اور جو کچھ آخرت میں ہے ہونے والا ہے وہ کبھی زائل نہیں ہوگا اور ہر
وہ چیز جو شمار کی جا سکتی ہے وہ ناقص ہونے والی ہے اور ہر وہ چیز جس
کی توقع ہے وہ آکے رہے گی اور جو آنے والی ہے وہ بہت قریب ہے
اور عالم وہ ہے جو اپنی قدر و منزلت کو پہچانے اور انسان کی جہالت کے

لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر و منزلت کو نہ پہچانتا ہو، اور اللہ کی طرف سب بندوں میں سے زیادہ مبغوض وہ بندہ ہے جسے خدا اس کے اپنے نفس کے سپرد کر دے۔ وہ حیانہ راستہ سے ہٹا ہوا اور بغیر رہبر کے چلنے والا ہے۔ اگر اُسے دنیا کی کھیتی کی طرف بلایا جائے تو وہ عمل کرتا ہے اور اگر اُسے آخرت کی زراعت کے لیے بلائیں تو سستی کرتا ہے۔ گویا جس کے لیے وہ عمل کر رہا ہے وہ اس پر ضروری اور واجب ہے اور جس میں وہ سستی کرتا ہے وہ اس سے ساقط ہے اور یہ ایسا زمانہ ہے کہ جس میں صحیح سالم نہیں رہ سکتا۔ مگر وہ مومن جو گمنام ہے اگر وہ موجود ہو تو اُسے کوئی نہ پہچانے اور اگر وہ غائب ہو تو اس کے متعلق کوئی پوچھ گچھ نہ کرے۔ ایسے ہی لوگ ہدایت کے چراغ اور راستہ کے نشان ہیں۔ وہ برائی کو نہیں پھیلاتے اور نہ چغل خوری کا بیج بوتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن پر خدا اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اپنے عذاب کی تکلیف ان سے دور رکھتا ہے۔ اے لوگو! تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں اسلام کو اس طرح انڈیل دیا جائے گا جس طرح برتن میں رکھی ہوئی چیز کو برتن سمیت انڈیلا جاتا ہے۔ اے لوگو! اللہ نے تمہیں اس سے پناہ دی ہے۔ کہ تمہارے خلاف کسی کی حمایت کرے لیکن اس نے نہیں بچایا کہ تمہارا امتحان کرے، کیونکہ اس کا ارشاد ہے۔ اس میں نشانیاں ہیں۔ اور ہم مبتلا کریں گے۔ ایک اور خطبہ میں فرمایا ہے جو اسی قسم کا ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا ختم ہو چکی ہے اور وہ اپنے زوال کی خبر دے چکی ہے

اور ختم ہونے کی اطلاع دے چکی ہے اور اس کے ختم ہونے سے اس کی نیکی بدی ہو چکی ہے اور وہ پورے طور پر پشت پھیر چکی ہے۔ وہ اپنے میں رہنے والوں کی فنا ہونے کی رہنمائی کر چکی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو موت کے ساتھ جدائی کر چکی ہے اور اس کا میٹھا کڑوا ہو چکا ہے اور اس کا صاف پانی گندا ہو چکا ہے۔ پس اس میں سے باقی نہیں رہا۔ مگر تلچھٹ کوزے کے تلچھٹ کی طرح یا ایک گھونٹ گڑھے کے گھونٹ جیسا اگر اس کو پیاسے کی خوش گواری کے لیے الگ نہ کیا جائے تو وہ نفع نہیں دیتا۔ پس پختہ ارادہ کر لو۔ اے اللہ کے بندو اس گھر سے کوچ کرنے کا کہ جس کے رہنے والوں کے لیے زوال مقدر ہو چکا ہے اور اس کی مہلت تمہیں دھوکا نہ دے اور نہ تم پر کبھی اُمید غلبہ کرے۔ پس خدا کی قسم اگر تم متحیر کمزور شخص کی طرح آواز نکالو اور تم کبوتر کی آواز میں دُعا مانگو اور تم خدا رسیدہ راہب کی طرح گڑگڑاؤ اور اللہ کی طرف اپنے مال و اولاد کو چھوڑ کے نکل کھڑے ہو اس کے تقرب کو چاہتے ہوئے تاکہ تمہارا درجہ اُس کے ہاں بلند ہو یا تمہارا وہ گناہ معاف ہو جائے جیسے اس کے منشیوں نے لکھ لیا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے فرشتوں نے محفوظ کر لیا ہے تو یہ بات کم ہے اس چیز کے مقابلہ جس کا مجھے اس کے عذاب میں سے ڈر ہے اور جس کی اس کے ثواب میں سے مجھے اُمید ہے اور خدا کی قسم اگر تمہارے دل پگھل جائیں اور تمہاری آنکھیں اللہ کی طرف رغبت کرنے اور اس کے عذاب سے ڈرنے کی وجہ سے خون بہائیں پھر تم دنیا میں اس

کی عبادت میں کھڑے ہو کر زندگی گزارو، تو تمھارے اعمال اس کی عظیم نعمتوں اور اس کا تمھیں ایمان کی طرف ہدایت کرنے کی جزا نہیں ہو سکیں گے۔ اگر چہ تم اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو، اور رسول اللہ نے فرمایا عنقریب نفاق ظاہر ہوگا اور امانت اٹھ جائے گی اور رحمت عذاب سے بدل جائے گی۔ امین متہم ہوگا اور خائن امین سمجھا جائے گا فتنے تمھارے پاس تاریک رات کی مانند آئیں گے اور اس آیت کی تفسیر میں (اور جہنمی ندا دیں گے اے مالک جہنم ہمارا فیصلہ ہی کر دے تیرا رب) آیا ہے کہ وہ چالیس سال تک پکارتے رہیں گے تو انھیں کوئی جواب نہیں ملے گا۔ پھر مالک ان سے کہے گا تم یہیں رہو گے پس وہ کہیں گے اے ہمارے مالک ہمیں جہنم سے نکال لے۔ اگر ہم پھر برے اعمال کی طرف لوٹے تو بے شک ہم ظالم ہیں۔ وہ چالیس سال تک یہ دعا کرتے رہیں گے۔ دوبارہ انھیں کہا جائے گا دفع ہو جاؤ اسی میں اب تم سے کوئی بات نہیں کی جائے گی۔ تو وہ لوگ اس کے بعد مایوس ہو جائیں گے۔ اس کے بعد جہنم کی آواز اور ان کی چیخ و پکار کے علاوہ کچھ باقی نہیں ہوگا۔ (ان کی چیخ و پکار) گدھے کی آواز کی طرح ہوگی۔ فرمایا اہل جہنم کو سخت بھوک لگے گی۔ باوجود اس عذاب کے جس میں وہ مبتلا ہوں گے، وہ کھانے کے لیے فریاد کریں گے پس انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو گلے میں اٹک جائے گا اور دردناک عذاب ہوگا۔ اور کھولتا ہوا گرم پانی جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا تو وہ جہنم

کے دربانوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے کہو کہ ایک دن کے لیے
ہم سے عذاب میں تخفیف کر دے تو انھیں جواب ملے گا کہ کیا تمھارے
پاس ہمارے رسولؐ واضح نشانیوں کے ساتھ نہیں آتے تھے۔ وہ کہیں گے
بیشک تو پھر پکارتے رہو اور کافروں کی پکار گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں
امام حسنؑ نے فرمایا کہ خدا اہل جہنم کے گلے میں طوق نہیں ڈالے گا
کیونکہ وہ اس سے عاجز ہیں۔ بلکہ جب جہنم کے شعلے انھیں اچھالے گا
تو انھیں جہنم کی تہہ میں لٹکا دے گا۔ پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی جب
آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا اے فرزند آدم اپنے نفس پر رحم کرو یہ تو صرف
ایک ہی نفس ہے۔ اگر اس نے نجات پائی تو تم نجات پاؤ گے اور اگر
یہ ہلاک ہو گیا تو دوسرے کسی کا نجات حاصل کرنا تمھارے لیے مفید نہیں
ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہلاکت ہے اغنیاء کے لیے قیامت کے دن
فقراء سے فقراء کہیں گے۔ خدایا انھوں نے ہمارے ان حقوق میں ہم پر
ظلم کیا جو تو نے ان کے اموال میں ان پر فرض کیے تھے۔ فرمایا برا بندہ
وہ ہے جو بھول جائے اور لہو و لعب میں مشغول ہو کر غافل ہو جائے اور
قبر و بلا (مصائب قبر) کو بھول بیٹھے اور وہ بندہ برا ہے جو سرکشی کرے
بغاوت کرے اور ابتداء و انتہا کو بھول جائے اور برا ہے وہ بندہ جس کو
طمع اپنی طرف کھینچے۔ تونگری اسے سرکش بنائے اور خواہشات اس کو
ہلاک کریں۔ قیس بن عاصم کہتا ہے بنی تمیم کے ایک وفد میں میں رسول اللہؐ
کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ ہمیں کوئی

ایسا وعظ و نصیحت کیجئے جس سے ہمیں فائدہ ہو۔ آپ نے فرمایا اے قیس یقیناً
عزت کے ساتھ ذلت ہے اور زندگی کے ساتھ موت ہے اور دنیا کے
ساتھ آخرت ہے اور ہر چیز کا ایک حساب کرنے والا اور ہر چیز پر ایک
نگہبان ہے۔ ہر نیکی پر ثواب ہے اور ہر برائی پر عذاب ہے اور اے قیس
اس سے چارہ کار ہی نہیں کہ ایک ساتھی تیرے ساتھ دفن ہوگا جو کہ زندہ ہوگا
جب کہ تو مرچکا ہوگا۔ اگر تو وہ کریم و شریف ہوا تو تیری عزت و اکرام کرے گا۔
اور اگر وہ کمینہ اور ذلیل ہوا تو تجھے (عذاب کے) سپرد کر دے گا اور تم
اس کے بغیر دفن نہیں ہوگے اور وہ تمہارے بغیر دفن نہیں ہوگا پس قرار
دے اسے مگر صالح اور نیک کیونکہ اگر وہ صالح اور نیک ہوا تو وہی تیرا
انیس ہوگا۔ اور اگر برا ہوا تو وہی تمہیں وحشت میں ڈالے گا۔ رسول اللہؐ نے
فرمایا ہر انسان کے تین دوست ہیں ان میں سے ایک تو اسے کہتا ہے اگر تم
مجھے آگے بھیج دو تو میں تیرا ہوں اور دوسرا اس سے کہتا ہے میں تو بادشاہ
کے دروازے تک تیرے ساتھ ہوں پھر تجھے الوداع کہہ کر چلا آؤں گا اور
تیسرا اسے کہتا ہے کہ میں تو تیرے ساتھ رہوں گا۔ اور تجھ سے کبھی جدا نہیں
ہوں گا۔ پہلا ساتھی تو اس کا مال ہے اور دوسرا اس کے رشتہ دار اور
اولاد ہے اور تیسرا ساتھی اس کا عمل ہے تو اس وقت انسان کہے گا خدا
کی قسم تم تینوں میں سے میری نظر میں زیادہ حقیر تھا، کاش کہ میں تیرے
علاوہ کسی چیز سے مشغول نہ ہوتا۔ عرباض بن ساریہ کہتا ہے رسول اللہؐ نے
ہمیں ایسا وعظ کیا کہ جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل دھڑکنے لگے۔ تو ہم

نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ تو وداع کرنے والے کا موعظہ ہے۔ اب
آپؐ ہمیں کس بات کی وصیت کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمھیں ایک واضح رستے
پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کی رات دن کی طرح ہے اس کے بعد کوئی غیر عادل
نہیں ہوگا۔ مگر ہلاک ہونے والا اور جو تم میں سے زندہ رہا تو وہ بہت کچھ
اختلاف دیکھے گا۔ لہٰذا تم پر لازم ہے میرے بعد میری وہ سنّت جسے تم
پہچانتے ہو اور میری اہلِ بیتؑ میں سے خلفاءِ راشدین کی سنّت پر ان
اپنی ڈاڑھوں کو کاٹو (یعنی ان کی اتباع پر ایڑی چوٹی کا زور لگا دو) اور
حق کی اطاعت کرو چاہے حق دار ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ
مومن گھر پالتو اونٹ کی طرح ہے جدھر اس کو کھینچا جائے وہ چل پڑتا ہے۔
حضرت امیر المومنینؑ نے خدا کے اس قول (پھر ضرور تم سے نعیم کے متعلق
اس دن سوال ہوگا) کے بارے میں فرمایا یہ صحت امن قوت اور عافیت
ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ گرمی کے موسم میں ٹھنڈا پانی مراد ہے۔ اور حضورؐ
جب پانی پیتے تو کہتے کہ حمد ہے اس خدا کی جس نے ہمارے گناہوں
کی وجہ سے اسے گدلا نہیں کیا۔ اور اسے اپنی نعمت و احسان کی بنا پر
میٹھا اور خوشگوار بنایا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا اللہ کے بندوں میں
سے کوئی ایسا بندہ نہیں جس کے خلاف خدا کی حجت قائم نہ ہوئی ہو یا اس
اللہ کی اطاعت کو معمولی چھوڑا ہوگا۔ یا وہ اس کی نافرمانی کا مرتکب ہوا یا اس
کے شکر میں اس نے کوتاہی کی ہوگی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے اے فرزند آدمؑ تم میرے ساتھ انصاف نہیں کرتا۔ میں تو نعمتوں سے

ذریعہ دوستی اور محبت کو بڑھاتا ہوں اور تو گناہ کر کے میرا مبغوض بنتا ہے میری خیر تجھ پر نازل ہوتی ہے اور تیرا شر و برائی میرے پاس اوپر آتے ہیں اور ہمیشہ آتا رہا اور ہر دن ایک کریم فرشتہ تیری طرف سے عمل قبیح لے کر آتا رہتا ہے۔ اے فرزند آدمؑ اگر تو اپنی توصیف اپنے غیر سے سنے جب کہ تمھیں معلوم نہ ہو کہ یہ موصوف کون ہے تو تم فوراً اس پر ناراض ہو جاؤ فرمایا تمھیں تمھارے رب کا طویل عرصہ مہلت دینا اور اچھے اتفاقات دھوکہ میں نہ ڈالیں کیونکہ اس کی گرفت دردناک ہے اور اس کا عذاب شدید ہے۔ بے شک خدا کی نعمت میں ایک حق ہے اور وہ اس کا شکر ہے جو اس شکر کو ادا کرے گا وہ اس کو زیادہ دے گا اور جو اس میں کوتاہی کرے گا وہ اس سے چھین لے گا۔ پس خدا تمھیں اپنے عذاب کی وجہ سے اس طرح خوفناک دیکھنا چاہتا ہے۔ جس طرح تمھیں نعمت میں خوش دیکھتا ہے۔ اور ابن عباسؓ کا قول ہے کہ آخری آیت یہ نازل ہوئی تھی اور ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ کی بارگاہ میں پلٹ کے جاؤ گے۔ پھر ہر نفس کو پورا پورا دیا جائے گا جو کچھ وہ کرتا رہا اور اُن پر ظلم نہیں ہوگا۔ رسول اللہ نے فرمایا میں کتاب خدا میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر تمام لوگ اس کو اپنا لیں تو وہ سب کے لیے کافی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسی آیت ہے۔ فرمایا، اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اُس کے لیے نکلنے کی راہ قرار دے گا، اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اُسے وہم و گمان بھی نہیں ہوگا۔

چھٹا باب

دنیا کے عذاب سے ڈرانا

ارشادِ قدرت ہے، پس ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے اُسے گرفت کی، پھر اُن میں سے کچھ لوگوں پر ہم نے پتھر برسائے اور کچھ لوگوں کو آسمانی آواز نے آلیا اور بعض لوگوں کے ساتھ زمین دھنس گئی اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ اُن پر ظلم نہیں کرتا۔ لیکن وہ خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور رسول اللہؐ نے فرمایا میری اُمت میں زمین کا دھنسنا اور پتھروں کا برسنا ظاہر ہوگا۔ عرض کیا گیا یہ کب ہوگا اے اللہ کے رسولؐ فرمایا جب آلات لہو بنائے جائیں گے۔ سنگار کرنے والی عورتیں اور شراب پینا ظاہر ہوگا اس وقت میری اُمت کے کچھ لوگ رات گزاریں گے عیش و عشرت میں اور صبح کو وہ بندر اور خنزیر ہو کے اٹھیں گے، کیونکہ اُنھوں نے حرام کو حلال سمجھ رکھا ہوگا اور اُنھوں نے بنی سنوری عورتوں اور شراب خوری کو اپنا رکھا ہوگا اور وہ سُود کھائیں گے اور ریشم کا لباس پہنیں گے۔ فرمایا جب حاکم ظلم کرے تو بارش کم ہوتی ہے اور جب اہل ذمہ سے دھوکا کریں گے تو اُن پر اُن کا دشمن غالب آجائے گا، اور جب بُرائیاں ظاہر ہوں گی تو زلزلے آئیں گے اور جب امر بالمعروف کم ہو جائے گا تو حرام مباح سمجھا جائے گا سوائے اس کے نہیں کہ وہ تبدیلی ہے پھر تدبیر اور اس کے بعد ہلاکت ہے۔

ساتواں باب

اُمید کا کوتاہ ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پس اُن کو رہنے دو، وہ کھاتے رہیں اور نفع حاصل کرتے رہیں اور امید انھیں غافل رکھے رہے۔ پس عنقریب انھیں معلوم ہو جائے گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اُمید سے پہلے موت آجاتی ہے ایک بزرگ نے کہا اگر تم اجل کو اور اس کے چلنے کو دیکھو تو امید و آرزو اور دھو کا بازی کو مبغوض رکھو۔ اور انس نے کہا کہ ہم رسول اللہؐ کے پاس تھے۔ پس آپؐ نے اپنا کپڑا اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور سو گئے تو سخت ہوا چلنے لگی۔ پس آپؐ گھبرا کے اُٹھے اور اپنی چادر رہنے دی ہم نے عرض کیا کیا بات ہے اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا میں نے خیال کیا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ابن آدمؑ بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور دو چیزیں اس کے ساتھ رہتی ہیں حرص و طمع اور طویل اُمید امیر المومنینؑ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا اللہ سے ڈرو، کتنے ایسی اُمید رکھنے والے ہیں جس تک وہ پہنچ نہیں سکتے اور ایسی چیز کو جمع کرتے ہیں جس کو کھا نہیں سکتے اور شاید اُس نے اسے باطل طریقے سے جمع کیا ہو اور حق سے روک رکھا ہو، حاصل کیا ہوا ہے حرام سے اور وارث ہوا ہے عدوانًا وہ اس کے بوجھ کو اُٹھائے گا اور اس کا عذاب جھیلے گا اور اپنے رب کے ہاں

غائب و خاسر افسوس و فریاد کرتے ہوئے جائے گا اور دنیا و آخرت کا
اُسے ہوگا اور یہی واضح خسارہ ہے انتہی کتاب ہے۔ میں نے ایک عر
یہ کہتے ہوئے سُنا۔ اُمیدیں مردوں کی گردنیں توڑ دیتی ہیں۔ جیسے سراب
اس کی اُمید رکھے وہ اس کی امید کے خلاف کرتا ہے اور جو اُسے
اُسے دھوکا دیتا ہے۔ اور جس کی سواری رات دن ہوں تو اس کا سفر
تمام ہوگا اور اُسے منزل تک پہنچا دیں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ ا
فرزندِ آدمؑ گویا تو ہی ایام (دن) ہے۔ جب ایک دن گزرتا ہے تو
حصہ ختم ہو جاتا ہے۔ کسی نے کسی شخص سے پوچھا کہ کس حالت میں تو نے
صبح کی ہے۔ (یعنی تیرا کیا حال ہے) کہنے لگا خدا کی قسم میں نے موت
غفلت کی حالت میں صبح کی ہے، باوجود ایسے گناہوں کے جو مجھے گھیرے
ہیں اور ایسی اجل میں جو جلدی آنے والی ہے۔ میں ایک ہولناک منزل کی
جا رہا ہوں معلوم نہیں کہاں جا کے گھسوں گا۔ پس مجھ سے زیادہ بُری
میں کون ہے اور زیادہ عظیم خطرہ کسے ہے۔ پھر وہ رو پڑا۔ ابوعتاہیہ ابو
کی مرض الموت کے زمانہ میں اس کے پاس گیا تو کہنے لگا تو اپنے نفس کو
پاتا ہے۔ ابونواس نے شعر میں جواب دیا اوپر و نیچے کا حصہ فنا کی طرف
جا رہا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک ایک عضو مر رہا ہے۔ میرا ہر وقت
کی اطاعت میں گزرا ہے۔ پس اللہ کی اطاعت کو کمزور پاتا ہوں۔ کوئی گھڑی
نہیں گزری۔ مگر یہ کہ وہ اپنے گزرنے کے ساتھ میرے ایک جز کو کم کر دیتی
نے سب کچھ بُرا ہی کیا ہے۔ پس اے خدا ہم سے درگزر اور معاف کر

آٹھواں باب

عمر کی کمی اور اس کا جلدی ختم ہو جانا اور عمر کے دھوکا میں آنا

اس قول کی تفسیر میں (کیا ہم نے تمھیں عمر نہیں دی اور اس سے نصیحت حاصل نہیں کی جسے نصیحت حاصل کرنا ہے) آیا ہے کہ یہ چالیس سال کی عمر کے شخص کو سرزنش ہے۔ بعض کہتے ہیں اٹھارہ سال والے کو ہے۔ اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا ہے۔ یعنی بڑھاپا اور خدا کا یہ ارشاد کہ میں بڑھاپے میں حد سے بڑھ چکا ہوں۔ یعنی ساٹھ سال سے تجاوز کر گیا ہوں اور بعض نے کہا ہے جو ساٹھ کے گھاٹ پر پہنچ گیا ہے وہ پانی میں وارد ہو جائے گا (یعنی مر جائے گا)۔

اور خدا کا یہ ارشاد کہ ہم ان کے لیے شمار کرتے ہیں۔ شمار کرنا، کے متعلق ہے کہ اس کے سانس خسارہ میں ہیں جو انھیں اطاعت خدا میں خرچ کرے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ عمر کوتاہ ہے اور سفر طولانی ہے پس اپنے زندگی کے دنوں کی اصلاح میں مشغول ہو جا اور طویل سفر کے لیے زادِ راہ تیار کر اور جو کچھ جمع کیا ہے اس سے فائدہ اٹھالے۔ پس اس کو اپنی گزرگاہ سے رہنے کی جگہ کے لیے بھیج دے۔ قبل اس کے کہ زبردستی تجھے اس سے الگ کر لیا جائے اور تجھ سے اس کا حساب لیا جائے اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں پس کتنا کم ہے تیرا رہنا فنا کے گھر میں اور کتنا عظیم

ہوگا تیرا ٹھہرنا بقاء کے گھر میں اور اس ارشاد ربانی کی تشریح میں (کہ ہم نے انسان کو بہترین تقویم (سانچے) میں پیدا کیا ہے) آیا ہے کہ اس سے مراد جوانی ہے۔ پھر اسے پست ترین درجہ کی طرف پلٹا دیا یعنی بڑھاپا منقطع کرنے والا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا تم میں سے بہترین جوان وہ ہے جو بوڑھوں کے لباس میں ہو۔ بُرا بوڑھا وہ ہے جو جوانوں کے طور طریقوں سے رہے۔ اور حضورؐ نے ارشاد فرمایا ارشادِ ربانی ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ مجھے اپنے اس بندے اور اس کنیز سے شرم آتی ہے کہ جو اسلام میں بوڑھے ہوئے ہیں کہ میں انھیں عذاب کروں　　پھر آپ رونے لگے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا میں ان کی وجہ سے روتا ہوں کہ جنھیں خدا تو عذاب کرنے سے حیا کرتا ہے اور وہ اس کی نافرمانی کرنے سے حیا نہیں کرتے۔

نواں باب

بیماری اور اس کی مصلحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک دن صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ وہ صحیح و سالم رہے اور بیمار نہ ہو، وہ کہنے لگے ہم سب یہی چاہتے ہیں۔ فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ گمشدہ گدھوں کی مانند رہو

تم یہ نہیں چاہتے کہ صاحب کفارہ بنو۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ایک شخص کے لیے جنت میں ایک درجہ ہوتا ہے کہ جس تک وہ کسی عمل کی بنا پر نہیں پہنچ سکتا بلکہ مصیبت پر صبر کرنے سے ملتا ہے اور عظیم جزا، عظیم بلا و مصیبت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اسے بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اب اگر وہ راضی رہا تو اس کے لیے رضا ہوگی اور اگر ناراض ہوا تو اس کے لیے ناراضگی ہے۔ فرمایا اگر بیماری کی حالت (ثواب) مومن کو معلوم ہو جائے تو وہ پسند کرے اس بات کو وہ بیماری سے کبھی الگ نہ ہو۔ اور فرمایا صحت و عافیت میں رہنے والے قیامت کے دن آرزو کریں گے کہ کاش ان کے گوشت قینچیوں سے کاٹے جاتے جب مصیبت زدہ لوگوں کے ثواب کو دیکھیں گے۔ جناب موسیٰؑ نے عرض کیا خدایا نہ تو بیماری مجھے بخیل بناتی ہے اور نہ صحت مجھے نسیان میں ڈالتی ہے۔ لیکن اس کے درمیان میں کبھی بیمار ہوتا ہوں تو تجھے یاد کرتا ہوں کبھی صحیح و سالم ہوتا ہوں تو تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ روایت ہے کہ ابوذرؓ بیمار ہوئے تو لوگ اس کی عیادت کو گئے اور کہنے لگے تجھے کس چیز کی شکایت ہے کہنے لگا اپنے گناہوں کی۔ انھوں نے کہا تیرا دل کیا چاہتا ہے کہنے لگا خدا کی بخشش۔ کہنے لگے کیا تیرے لیے کوئی طبیب نہ بلا لائیں۔ کہنے لگا طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔ کہنے لگے پھر اس سے اس کا سبب پوچھو۔ کہنے لگا میں نے پوچھا ہے وہ کہتا ہے میں جو چاہوں

وہ کرتا ہوں۔ ایک شخص بیمار ہوا تو اس سے کہا گیا تم علاج کیوں نہیں کرا
وہ کہنے لگا کہ عاد و ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے درمیان کتنی زیادہ
صدیاں گزریں۔ ان کے پاس طبیب بھی تھے اور دوائیں بھی لیکن نہ
بتانے والا باقی رہا اور نہ وہ جسے بتایا تو اگر دوائیں ہی بیماری کو روک
سکتیں تو نہ کوئی طبیب مرتا اور نہ بادشاہ۔

دسواں باب

عیادتِ مریض کا ثواب

حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ بخار
موت کا قاصد ہے اور زمین میں اللہ کا قید خانہ ہے اور اس کی گرمی جہنم کی
آگ سے ہے اور یہی حصہ ہے ہر مومن کا جہنم کی آگ سے اور بہترین بیماری
بخار ہے ہر عضو کو بلا میں سے اس کا حصہ ملتا ہے اور ہر شخص کے لیے خیر نہیں
جو مبتلا نہ ہو۔ جب مومن کو ایک دفعہ بخار آئے تو اس کے سبب گناہ اس
طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے۔ پس اگر وہ اپنے فرش پر کراہے
تو اس کا کراہنا تسبیح اس کا چیخنا تہلیل اور اس کا پہلو بدلنا اس طرح ہے
جیسے کوئی شخص اللہ کی راہ میں تلوار چلائے۔ پس اگر وہ بیماری کی حالت
میں اللہ کی عبادت کرے تو اسے بخش دیا جائے گا اور اس کے لیے خوشخبری

اور ایک رات کا بخار ایک سال کا کفارہ ہے کیونکہ اس کا اثر ایک سال تک جسم میں رہتا ہے۔ لہٰذا یہ اپنے سے پہلی اور بعد کی مدت کا کفارہ ہے اور جو شخص ایک رات بیمار رہے اور وہ اُسے قبول کرلے اور اس کا شکر ادا کرے تو یہ اس کے ساٹھ سال کے لیے کفارہ ہوگا۔ اس کو قبول کرنے اور اس پر صبر کرنے کے صلہ میں اور بیماری مومن کے لیے تطہیر اور پاکیزگی اور رحمت ہے اور کافروں کے لیے عذاب اور لعنت ہے اور مومن بیمار رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا اور ایک رات کا دردِ سر بڑے گناہوں کے علاوہ ہر معصیت کو گرا دیتا ہے اور آپ نے فرمایا بیمار کے لیے اس کی بیماری میں چار چیزیں ہیں اس سے قلم اٹھالیا جاتا ہے اور خداوند عالم فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس کے لیے ان اعمال کا ثواب لکھے جو صحت کی حالت میں وہ کیا کرتا تھا۔ اور اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جیسے پتّے درخت سے اور جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے تو خدا سے جس چیز کا وہ سوال کرے وہ اُسے عطا فرماتا ہے۔ اور بائیں طرف والے فرشتے کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ جب تک میرا بندہ میری قید میں ہے اس وقت تک میرے بندے کے خلاف کچھ نہ لکھو۔ اور دائیں طرف کے فرشتے کو کہتا ہے کہ اس کے کراہنے کو نیکیاں قرار دے اور بیماری جسم کو گناہوں سے اس طرح پاک و صاف کردیتی ہے جیسے آگ لوہے کی خرابی کو صاف کرتی ہے اور جب بچہ بیمار ہو تو اس کی بیماری اُس کے ماں باپ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ روایت ہے کہ

موسیٰؑ نے جو مناجات کی اس میں یہ بھی عرض کیا۔ اے پروردگار مجھے بتا کہ مریض کی عیادت میں کیا اجر و ثواب ہے۔ ارشاد ہوا کہ میں اس پر ایک فرشتہ کو موکل کرتا ہوں جو اس کی قبر میں حشر تک عیادت کرتا رہے گا۔ عرض کیا جو بیمار کو غسل دے اس کو کیا ملے گا۔ فرمایا میں اس کے گناہ دھو دوں گا جیسا کہ اس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔ عرض کیا جو اس کی تشییع جنازہ کرے اس کے لیے کیا ہے۔ فرمایا ایسے اشخاص پر میں فرشتے موکل کرتا ہوں جو ان کی تشییع کریں گے۔ قبر سے لے کر حشر تک عرض کیا اس کے لیے کیا ہے جو مصیبت زدہ کو تعزیت کرے۔ فرمایا میں اس دن اس کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دوں گا جس دن میرے سایۂ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا بیمار کی عیادت کرنے والا دریائے رحمت میں داخل ہو جاتا ہے جب کوئی اس کے پاس بیٹھ جائے تو اس نے رحمت میں غوطہ لگا لیا اور عیادت کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ دُعا کرے پس کہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبعِ وَرَبَّ الاَرضِینَ السَّبعِ وَمَا فِیھِنَّ وَمَا بَینَھُنَّ وَمَا تَحتَھُنَّ وَرَبَّ العَرشِ العَظِیمِ اشفِہٖ بِشِفَائِکَ وَدَاوِہٖ بِدَوَائِکَ وَعَافِہٖ مِن بَلَائِکَ وَاجعَل شِکَایَتَہٗ کَفَّارَۃً لِمَا مَضیٰ مِن ذُنُوبِہٖ وَلِمَا بَقِیَ۔ اے اللہ ایسے سات آسمانوں اور سات زمینوں اور جو ان میں ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور جو ان کے نیچے ہے کے مالک اور عرشِ عظیم کے مالک۔ اس کو اپنی شفا سے شفا دے اور اپنی دوا سے اس کا علاج کر اور اپنی بلاء و مصیبت سے اسے عافیت دے۔ اور اس

کی بیماری کو اُس کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کا کفّارہ قرار دے اور بیمار کے پاس زیادہ دیر بیٹھنا مکروہ ہے۔

گیارھواںؔ باب

توبہ اور اُس کے شرائط

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو اللہ کی بارگاہ میں توبہ نصوح کرو۔ نصوح سے مراد وہ توبہ ہے جس میں گناہ کی طرف پھر رجوع نہ ہو۔ فرماتا ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ پر ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا ضروری ہے جو جہالت کی وجہ سے بُرا کام کرتے ہیں۔ پھر نزدیکی وقت میں توبہ کرتے ہیں۔ پس ان لوگوں کی اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔ خدا کے قول بجہالتہ سے مراد مواقعہ عقاب سے جہالت ہے۔ بعض کہتے ہیں عظمتِ خدا سے جہالت اور یہ کہ جب انسان گناہ کر رہا ہے تو وہ اس وقت بھی بندے کی گرفت کر سکتا ہے پھر فرماتا ہے اور ان لوگوں کی توبہ توبہ نہیں جو بُرے اعمال کرتے ہیں یہاں تک جب ان میں سے کسی ایک کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو مرتے ہیں کفر کی حالت میں خداوندِ عالم نے اس توبہ کے قبول ہونے کی نفی کی ہے جو گنہگار اور کافر موت کے علامات و نشانات کو دیکھ کر کرے۔ حالانکہ توبہ تو صرف اُس

وقت قابلِ قبول ہے جب موت کا یقین نہ ہو۔ کیونکہ خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے۔ قبول توبہ کا اس قول میں کہ وہ وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اپنے متعلق اس کا ارشاد ہے گناہ کو بخشنے والا، توبہ کو قبول کرنے والا، شدید عذاب والا پس فی نفسہ اور ذاتہ توبہ فعلِ قبیح کے ارتکاب اور واجب کے چھوڑنے پر لازم و واجب ہے۔ پھر اگر توبہ حق اللہ سے ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ کا ترک کرنا اور باقی حقوق کہ جن کا تعلق نفس (روح و بدن) دونوں کے ساتھ ہے، یا ان میں سے ایک کے ساتھ ہے۔ تو توبہ کرنے والے پر واجب ہے کہ قدرت رکھتا ہو تو انھیں شروع کر دے اور اگر قدرت نہیں رکھتا تو پختہ عزم ارادہ کرے کہ جس وقت قدرت حاصل ہوئی ادا کروں گا اور گزشتہ زمانہ میں ان حقوق کے ترک پر پشیمان ہو اور ارادہ کرے کہ پھر دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔ اور اگر توبہ کا تعلق بندوں کے حقوق کے ساتھ ہے تو واجب ہے کہ اس حق کو ان کی طرف لوٹا دے۔ اگر وہ زندہ ہوں اور ان کے مرنے کے بعد ان کے وارثوں کو دے۔ اگر عین مال موجود ہے، ورنہ اس کی مثل دے۔ اور اگر ان کا کوئی وارث نہیں تو ان کی طرف سے صدقہ دے۔ اگر اس کی مقدار معلوم ہے ورنہ اتنا صدقہ دے جس کے متعلق ظن غالب ہو کہ وہ اس کے برابر ہے اور اس مال کے غصب کرنے پر پشیمان اور نادم ہو اور ارادہ کرے کہ پھر ایسا نہیں کروں گا۔ اور اللہ سے استغفار کرے کہ اس نے اس کے اور اس کے

رسولؐ کے حکم اور اس کے امامؑ کے فرمان سے تجاوز کیا تھا کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا اس سلسلہ میں حق ہے جو کہ استغفار سے ساقط ہو سکتا ہے اور اگر توبہ ہو کسی عزت و ناموس کے معاملہ میں یا چغلخوری یا لوگوں پر جھوٹا بہتان باندھا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ان کے سامنے جھکا دے اور اقرار کرے کہ میں نے ان پر جھوٹ اور بہتان باندھا تھا اور ان سے اس حق سے بری الذمہ کرنے کی استدعا کرے ۔ اگر وہ اپنے حق سے تنزل کرلیں ورنہ جس طرح وہ راضی ہوں انھیں راضی کرے۔ اور اگر جان بوجھ کر کسی شخص کو قتل کیا تھا یا زخم لگایا تھا یا لوگوں کو کسی قسم کی بدنی تکلیف دی تھی تو اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دے تاکہ ان کے حقوق سے وہ خارج ہو سکے جس طرح کہ شرعاً حکم ہے ۔ قصاص کی صورت میں یا زخم سے یا اگر وہ چاہیں اور راضی ہوں ۔ تو عمدی قتل کی دیت لے لیں ، ورنہ قتل کے بدلے قتل ہوگا ۔ اور اگر توبہ کا تعلق زنا شراب پینے اور اس قسم کے گناہوں سے ہو تو ان سے توبہ یہ ہے کہ وہ اس فعل پر پشیمان ہو اور ارادہ کرے کہ پھر اس کی طرف نہیں لوٹوں گا اور انسان کا صرف استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ (میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں) توبہ نہیں جبکہ نہ اللہ کا حق ادا کرے نہ اس کے رسولؐ و امامؑ کا اور نہ لوگوں کا ۔ اب اگر صرف ایسا کرے تو وہ اپنے نفس سے مذاق کرتا ہے اور جھوٹ کی وجہ سے ایک اور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ ایک شخص کسی کے قریب سے گزرا وہ استغفر اللہ

بھی کہتا تھا اور ساتھ ساتھ لوگوں کو گالیاں بھی دیئے جا رہا تھا۔ اور بار بار استغفر اللہ کرتا اور گالیاں دیتا تو سننے والا کہنے لگا میں ایسی استغفار سے اللہ سے استغفار چاہتا ہوں۔ اور اس نے انا للہ کہا یا کہ تم تو اپنے آپ سے مذاق کر رہے ہو۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا اے لوگو! مرنے سے پہلے خالص توبہ کر لو اور اعمالِ صالح کی طرف جلدی کرو قبل اس کے کہ مشغول ہو جاؤ اور اپنے اور اپنے رب کے درمیان اصلاح کر لو۔ تم نیک بخت ہو جاؤ گے اور زیادہ صدقہ دیا کرو تمھیں رزق دیا جائے گا اور نیکی کا حکم دو محفوظ ہو جاؤ گے اور برائی سے منع کرو تو تمھاری مدد و نصرت کی جائے گی۔ اے لوگو تم میں سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو موت کی زیادہ یاد کرتا ہے اور تم میں سے زیادہ ہوشیار وہ ہے جو موت کے لیے بہترین تیاری کرتا ہے اور عقل کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ غرور و دھوکا کے گھر سے دوری اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کیا جائے اور قبر والی رہنے کے لیے زادِ راہ تیار کیا جائے اور حشر و نشر کے دن کے لیے تیاری کی جائے اور رسول اللہؐ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے۔ اللّٰھم اغفر لی کلّ ذنب علی انک انت التواب الرحیم۔ روایت ہے کہ ابلیسؑ نے کہا تھا تیری عزت و جلال کی قسم میں لگاتار ابنِ آدم کو گمراہ کرتا اور گناہ کی طرف بلاتا رہوں گا۔ جب تک روح اس کے جسم میں باقی رہتی ہے۔ تو خداوند عالم نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں اس کو توبہ سے منع نہیں کروں گا۔ جب تک اس کی روح جدا نہیں ہوتی اور خداوندِ عالم

وقت بندہ کی روح کو قبض نہیں کرتا جب تک یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ اگر یہ باقی رہا تو توبہ نہیں کرے گا۔ جیسا کہ خداوند عالم اہل جہنم کے اس قول کے جواب کے متعلق خبر دیتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں واپس پلٹا دے ہم اچھے کام کریں گے، پس فرماتا ہے اور اگر انھیں واپس کیا جائے تو یہ پلٹ جائیں گے اس کی طرف جس سے انھیں روکا گیا تھا اور بے شک یہ جھوٹے ہیں اور رسول اللہؐ ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے اور کہتے تھے استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ اور اس طرح آپؐ کے اہل بیت علیہم السلام اور آپؐ کے نیک صحابی بھی کرتے تھے بسبب خدا کے اس ارشاد کے اور اللہ سے استغفار کرو۔ پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میں گناہ کرتا ہوں۔ فرمایا استغفار کرو، وہ کہنے لگا میں توبہ کرتا ہوں، پھر گناہ کی طرف لوٹ جاتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جب گناہ کرو تو توبہ کر لو۔ وہ کہنے لگا پھر تو میرے گناہ زیادہ ہو جائیں گے تو آپؐ نے فرمایا خدا کی عفو و بخشش کہیں زیادہ ہے۔ تم ہمیشہ توبہ کرتے رہو۔ یہاں تک کہ شیطان دفع ہو جائے گا، اور فرمایا خدا بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے اور خدا کا ارشاد ہے کہ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اپنے آپ کو پاک کرنے والوں کو بھی دوست رکھتا ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا جو بندہ گناہ کرتا ہے۔ پھر کھڑا ہو جاتا ہے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو خدا اُسے بخش دیتا ہے اور خدا پر حق ہے کہ وہ اس کی استغفار کو قبول کرے کیونکہ

وہ خود فرماتا ہے کہ جو شخص بُرا عمل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو خدا کو غفور و رحیم پائے گا اور آپ نے فرمایا بندہ گناہ کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا یہ کیسے ہوتا ہے۔ اے اللہ کے رسولؐ فرمایا اس لیے کہ اس کا نصب العین یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس سے استغفار کرتا اور اس پر پشیمان ہوتا رہتا ہے۔ پس خدا اس وجہ سے اُسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور میں کسی نیکی کو اتنا بہتر نہیں سمجھتا۔ جتنا وہ نیکی جو ایک قدیم گناہ کے بعد ایجاد ہو بیشک نیکیاں بُرائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے اور فرمایا جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے اب اگر وہ توبہ کر لے اور اُسے چھوڑ دے، اور استغفار کر لے تو اس کا دل اُس سے صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور نہ استغفار کرے تو گناہ پر گناہ اور سیاہی پر سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ دل کو گھیر لیتی ہے تو وہ دل گناہوں کے پردے کی زیادتی کی وجہ سے مر جاتا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے۔ خدا کا یہ ارشاد بلکہ اُن کے دلوں پر زنگ آ جاتا ہے بسبب ان کے کسب شدہ افعال کے یعنی پردہ آ جاتا ہے اور عقلمند گمان کرتا ہے کہ اس کا نفس مر چکا ہے اور وہ اللہ سے رجوع کا سوال کرتا ہے تاکہ یہ توبہ کرے اور گناہ کو چھوڑ دے اور نیک صالح بن جائے تو خدا اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے پس وہ جدوجہد کرتا ہے اور خدا کے اس ارشاد کی تفسیر میں آیا ہے (اور

م انھیں پست عذاب چکھاتے ہیں بڑے عذاب کے علاوہ تاکہ وہ پلٹ
ہیں) کہ اس ادنیٰ عذاب سے مراد وہ مصائب ہیں جن کا تعلق مال اہل و
یال اور اولاد و نفس سے ہے اور عذاب اکبر سے مراد عذاب جہنم ہے
رشاید وہ لوٹ آئیں سے مراد گناہ سے لوٹنا ہے۔ اور یہ بات دنیا
لے علاوہ نہیں ہو سکتی۔ اور خداوند عالم نے داؤدؑ کی طرف وحی کی اس
سے ڈرو کہ میں اچانک تمہاری گرفت کروں۔ پس تم میری ملاقات کرو۔
پر حجت کے۔ اس سے مراد توبہ ہے اور روایت ہے کہ وہ کلمات جو
دمؑ نے اپنے رب سے حاصل کئے تھے کہ جن کی وجہ سے اُن کی توبہ
ول ہوئی تھی۔ وہ اللہ کا یہ ارشاد تھا۔ اے ہمارے رب ہم نے
پنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم
کیا تو ہم خسارہ میں رہنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اور ایک روایت
ہے کہ آدمؑ اور ان کی بیویؑ نے جنت کے دروازے پر دیکھا تھا کہ محمدؐ
علیؑ فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ مخلوق میں سے میرے چنے ہوئے ہیں۔ پس
ونوں نے ان کا واسطہ دے کر سوال کیا تو ان کی توبہ اللہ نے قبول کی اور توبہ
کے چار خصال (ارکان) ہیں دل سے پشیمانی اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم اور
حقوق سے بری الذمہ ہونا اور اعضاء و جوارح سے اس گناہ کو بجا نہ لانا۔
ور توبہ نصوح یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد اس فعل کی طرف رجوع نہ کرے
س سے توبہ کی ہے۔ اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس
نے گناہ ہی نہیں کیا اور جو گناہ پر اصرار کرتا ہے استغفار کے باوجود وہ

اپنے آپ سے مذاق کرتا ہے اور شیطان بھی اس کا تمسخر اڑاتا ہے
اور انسان جب کہے کہ اے میرے رب میں تجھ سے استغفار اور
بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر وہ گناہ کی طرف لوٹ جائے پھر
لوٹ جائے تو چوتھی دفعہ وہ جھوٹوں کی فہرست میں لکھا جائے گا
بعض نے کہا ہے تو خود اپنا وصی بن اور لوگوں کو اپنا وصی نہ بنا
کس طرح تو لوگوں کو اپنی وصیت کے ضائع کرنے پر ملامت کرتا ہے
حالانکہ تو نے خود اپنی زندگی میں اسے ضائع کر دیا ہے حضرت
نے ایک شخص کو استغفر اللہ کہتے ہوئے سنا تو فرمایا تیری ماں تیرے
میں روئے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ استغفار کی کیا تعریف اور حد
استغفار علیین کا درجہ ہے اور یہ چھ معانی پر واقع ہوتی ہے
معنی پشیمان ہونا اس پر جو گزر چکا ہے۔ دوسرا معنی یہ عزم و ار
کہ پھر کبھی بھی اس کام کی طرف نہیں لوٹوں گا اور تیسرا یہ کہ جو حق
کے ہیں وہ انھیں ادا کرے یہاں تک کہ بارگاہ ایزدی میں صا
ہو کر جائے اور چوتھا یہ کہ تو قصد کرے ہر اس فریضہ کا جسے ضا
یعنی اس کے حق کو ادا کرے اور پانچواں یہ کہ وہ گوشت جو حرا
کے زمانہ میں اُگا ہے اسے پگھال دینے کا ارادہ کرے اور چھٹا
کو اطاعت کا درد و تکلیف چکھاؤ۔ جس طرح اسے نافرمانی کا
چکھایا ہے پھر کہو استغفر اللہ۔

بارھواں (۱۲) باب

موت اور اس کے مواعظ کا تذکرہ

حسن بن ابوالحسن بن محمد دیلمی اس کتاب کا مصنف خدا اُسے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ کہتا ہے جو شخص موت کو اپنا نصب العین بنالے تو وہ دنیا میں زاہد ہو جاتا ہے اور مصائب اس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں اور اس سے وہ اچھے افعال میں رغبت کرنے لگتا ہے اور یہ بات اُسے توبہ پر اکساتی ہے اور اسے اکڑپن سے روک دیتی ہے اور دنیا میں اُمید کے پھیلانے سے قطع کر لیتی ہے اور وہ کم گناہ کی طرف لوٹتا ہے تھوڑی سی دنیا پر اس کا دل خوش رہتا ہے اور خُدا نے کسی پر اس سے بڑا انعام نہیں کیا کہ وہ آخرت کے گھر کی یاد کو اپنا نصب العین بنالے۔ اسی لیے خداوند عالم نے جناب ابراہیمؑ اور ان کی ذریت پر یہ احسان جتلایا ہے کہ انھیں آخرت کی یاد کے لیے خالص کر لیا ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا لذتوں کو توڑنے والی (موت) کو زیادہ یاد کیا کرو۔ کیونکہ اگر تم تنگی میں ہوتے تو ذکر موت اس کو وسعت دے گا۔ پس تم اس پر راضی ہو گے اور ثابت قدم ہو جاؤ گے اور اگر تم تونگری میں ہوتے تو وہ اس کو تمھارا مبغوض بنا دے گی۔ اور تم کہیں سخاوت کرنے لگو گے پس تم کو اجر ملے گا۔ کیونکہ موتیں امیدوں کو کاٹ دیتی ہیں اور

اجلوں کو قریب لاتی ہیں اور انسان اپنی روح کے نکلنے کے وقت اور قبر میں داخل ہوتے ہی جو کچھ آگے بھیج چکا ہے اس کی جزا اور جو کچھ پیچھے چھوڑ کے جا رہا ہے اس کا کم بے پرواہ کرنا دیکھ لیتا ہے، اور شاید باطل سے اس نے جمع کیا ہو اور حق سے منع کیا ہو اور امیر المومنینؑ فرماتے ہیں جسے یہ معلوم ہو جائے کہ موت اس کا مصدر اور قبر اس کا مورد ہے اور اللہ کے سامنے اس کی پیشی ہے اور اس کے اعضاء و جوارح اس کے گواہ ہوں گے تو اس کی حسرت طویل اور اس کے آنسو زیادہ نکلیں گے اور ہمیشہ متفکر رہے گا اور فرمایا جو جانتا ہے کہ وہ احباب سے جدا اور مٹی میں ساکن ہو جائے گا اور حساب کا آمنا سامنا ہے۔ تو اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ امید کو توڑ لے۔ اور اچھا عمل کر لے۔ پس یاد کرو خدا تم پر رحم کرے۔ خدا کے اس قول کو کہ موت کی مستی آگئی حق کے ساتھ یہ وہ چیز ہے کہ جس سے تو دور رہتا تھا پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا۔ پس تیری نظر آج کے دن تیز ہے یعنی وہ دیکھ رہی ہے۔ موت کو تجھے اس میں کوئی شک و ریب باقی نہیں رہا۔ بعد اس کے کہ تو اسے بھولا ہوا تھا اور اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا اور آپؐ نے فرمایا کیا تمھیں معلوم ہے کہ تم میں سے زیادہ عقلمند کون ہے کہنے لگے نہیں اے اللہ کے رسولؐ فرمایا جو موت کو تم میں سے زیادہ یاد کرے اور اس کے لیے بہترین تیاری کرے، کہنے لگے اور اس کی علامت کیا ہے اے اللہ کے رسولؐ فرمایا غرور و دھوکا کے گھر سے دوری اور دائمی گھر کی رجوع کرنا اور قبروں میں رہنے کے لیے زاد راہ تیار کرنا۔ اور حشر و نشر کے دن کی تیاری کرنا۔

تیرھواں باب

عمل میں ایک دوسرے سے سبقت کرنا

اس کتاب کا مصنف کہتا ہے خدا اُس پر رحم کرے۔ اے انسان
پنے خواب غفلت سے بیدار ہو جا اور اپنی مستی سے افاقہ حاصل کر اور عمل کر
ب کہ تجھے چھوڑتا ہے۔ اجل کے آجانے سے پہلے اور اُس مال سے سخاوت
ر جو تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے لیے جو تیرے سامنے ہے۔ کیونکہ تیرے
امنے ایک سخت گھاٹی ہے کہ جسے کم بوجھ والوں کے علاوہ کوئی طے نہیں
ر سکے گا۔ پس احسن طریقہ پر تیاری کر۔ اس گھر سے جس میں ننگا داخل ہوا تھا
ور جس سے عریاں ہی خارج ہوگا۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ البتہ میرے پاس تنہا
اؤ گے جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ خلق کیا تھا اور جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے
سے پیچھے چھوڑ کر جاؤ گے، اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے وہ سفارشی نہیں
یکھیں گے جنھیں تم گمان کرتے تھے۔ اور نبی اکرمؐ نے فرمایا صحت میں بیماری سے
پہلے اور جوانی میں بڑھاپے سے پہلے اور فراغت کے وقت شغل سے پہلے اور
ندگی میں موت سے پہلے عمل کرو اور جبرائیلؑ میرے پاس آیا ہے اور اُس نے
کہا ہے اے محمدؐ خدا تمہیں درود و سلام کے بعد کہتا ہے جس گھڑی میں تم مجھے یاد
کرو، وہ میرے پاس تمہارے لیے ذخیرہ ہے اور ہر وہ گھڑی جس میں تم مجھے یاد
کرو، وہ تیری ضائع ہو گئی ہے اور خداوند عالم نے داؤدؑ سے وصیت کی،

اے داؤدؑ جس گھڑی تم مجھے یاد نہ کرو، میں اُس گھڑی کو معدوم کر دیتا ہوں اور
امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے وہ شخص جو اپنی عمر کی کسی گھڑی کو ضائع کر دے
اس چیز کے علاوہ کسی بات میں کہ جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے تو وہ اس لائق
ہے کہ اس پر قیامت کے دن اُسے طویل حسرت و ندامت ہو۔ روایت
کہ ایک جوان اپنے باپ سے کافی زیادہ مال کا وارث بنا تو اُسے فضول
راہ میں خرچ کرنے لگا۔ پس اس بات کی شکایت اس کی ماں نے اس
باپ کے ایک دوست سے کی اور کہنے لگی میں اس پر فقر و فاقہ سے ڈرتی
ہوں۔ اس دوست نے اسے حکم دیا کہ اس مال میں سے کچھ اپنی ذات
لیے بھی آگے بھیج دے۔ تو وہ جوان کہنے لگا آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے متعلق
جو شہر کی سرائے میں ساکن ہو، اور چاہتا ہے کہ وہ شہر میں داخل ہو۔ اور وہ اپنے
غلام۔ مال و متاع کے ساتھ شہر والے گھر میں بھیجے تو یہ بات اس کے لیے
بہتر ہے۔ یا خود تنہا چلا جائے اور اپنا مال و متاع پیچھے چھوڑ جائے جب
اُسے معلوم نہیں کہ پیچھے سے کوئی اس کو اس کی طرف بھیجے گا۔ پس وہ دوست
سمجھ گیا کہ وہ اپنی مثال میں سچا ہے تو اس نے اُسے حکم دیا کہ تم صدقات
اُسے خرچ کرو۔ لہٰذا اے بھائی تجھ پر لازم ہے کہ ہمیشہ صدقے دیا کرو کیونکہ
ان کا دوام دُنیا اور آخرت کی نیک بختیوں کی دلیل ہے اور تھوڑے صدقے
کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ تھوڑا تھوڑا مل کر زیادہ ہو جاتا ہے اور دلی رغبت کے
ساتھ واجب زکوٰۃ کے نکالنے میں جلدی کرو۔ کیونکہ صدقہ مومن کے ہاتھ سے
نہیں نکلتا۔ جب تک ستر شیطان نہیں چھوٹ جاتے۔ جن میں سے ہر ایک

ند آدم پر دانت کاٹتا ہے اور اُسے زکوٰۃ نکالنے سے روکتا ہے اور اپنے
ی جو چیز تم صدقہ میں دو اُسے زیادہ نہ سمجھو اور خدا کی اطاعت کو جب
ن بڑا سمجھے تو وہ اللہ کے نزدیک چھوٹی ہو جاتی ہے اور جب مومن کے
یک چھوٹی ہو تو اللہ کے نزدیک بڑی ہو جاتی ہے۔ روایت میں ہے کہ
رت موسیٰؑ نے شیطان سے پوچھا کہ مجھے وہ گناہ بتاؤ کہ جب فرزند آدم
کا مرتکب ہو جائے تو تم اس پر غالب آجاتے ہو۔ وہ کہنے لگا جب وہ
نے اوپر اترائے اور اپنے عمل اور صدقہ کو بڑا سمجھے اور اپنے گناہوں کو
ول جائے تو میں اس پر چھا جاتا ہوں۔ اور سنو اور پھر کبھی سائل کو جھڑک کر
ے یا اُسے ناامید پلٹانے سے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ
سوال میں لپٹ پڑے۔ بلکہ اُسے خوب صورتی سے واپس کر۔ جب تیرے
ں دینے کے لیے کچھ نہ ہو، اس کے لیے یہ چیز تجھ پر نعمت خدا کو زیادہ
ں بڑھا دے گی کیونکہ بعض اوقات سوال کرنے والا فرشتہ ہوتا ہے کہ
شتہ خدا نے تیری طرف آدمی کی شکل میں بھیجا ہوتا ہے تاکہ اس سے تیرا
متحان کرے۔ اور وہ دیکھے کہ جو رزق اس نے تجھے دیا ہے اس کے ساتھ
یا کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب خدا نے حضرت موسیٰؑ سے مناجات
ی تو فرمایا اے موسیٰؑ سائل کو عطا کرو چاہے تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو۔ ورنہ
سے خوب صورتی سے لوٹا دو۔ کیونکہ کبھی تمہارے پاس وہ آتا جو نہ انسان
ہے اور نہ جن۔ بلکہ خدائے رحمٰن کے فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ تم سے آکر سوال
رتا ہے اس سے جو تم پر حق ہے اور وہ تمہارا امتحان کرتا ہے اس میں جو

اللہ نے تمھیں رزق دیا ہے اور روایت ہے کہ ایک عالم اپنے ساتھیوں
ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک مسکین آیا اور اس نے کچھ لینے کے لیے سوال
تو وہ عالم ان سے کہنے لگے تمھیں معلوم ہے کہ یہ سائل کیا کہتا ہے۔ یہ کہتا
کہ مجھے کچھ دو جو میں تمھارے لیے آخرت کے گھر کی طرف اُٹھا کے لے جا
جو تمھارا ذخیرہ ہو کر کل عرصۂ محشر میں تم اس کے پاس جاؤ۔ پس اے
تیرے لیے ضروری ہے کہ تم ان فقراء کے ہاتھ زیادہ سے زیادہ اپنا مال
کے لیے بھیجو تاکہ تمھارا ثواب دارِ نعیم باقی و دائم میں جنت ہو۔ خلیل
نے اپنے ایک تونگر ساتھی سے کہا تم مال جمع کرتے ہو ایسے اشخاص
لیے جو سب کے سب تمھارے دشمن ہیں یا تو تمھارے بعد والے اپنی
کے شوہر کے لیے یا اپنی بیٹی کے شوہر کے لیے اور یا اپنے بیٹے کی بیوی
لیے اور یہ سب تیری موت کی تمنا کرتے اور تیری زندگی کو طویل سمجھتے ہیں
اگر تم عقلمند اور اپنے نفس کے لیے مخلص ہو تو اپنا مال اپنی آخرت کے زادِ راہ
طور پر اپنے ساتھ اُٹھا لو اور ان میں سے کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہ دو
ایک مردِ صالح نے کسی عالم سے کہا کہ مجھے وصیت نصیحت کرو۔ وہ کہنے
میں تمھیں ایک ہی چیز کی وصیت کرتا ہوں۔ جان لو کہ رات دن تجھ میں اپنا
کر رہے ہیں پس تم بھی ان میں عمل کرو اور اس بات میں جب عقلمند غور
تو اسے معلوم ہو گا کہ یہ بہت بلیغ موعظہ ہے۔ ایک عالم سے کہا گیا کہ موت
دل میں تمام چیزوں میں تعریف سے زیادہ لائق اور زیادہ میٹھی کونسی چیز
کہنے لگا ایک ہی چیز اور وہ عملِ صالح کا ثمرہ اور نتیجہ ہے کہا گیا۔ انہوں

دشی کس چیز میں ہے۔ نہ کہنے لگا موت کے وقت خوف سے دامن ہونا پھر
ن نے یہ دو اشعار پڑھے۔ جب تیری ماں نے تجھے جنا تھا تو تو رو رہا تھا
ور لوگ تیرے گرد خوشی سے ہنستے تھے پس اپنے لیے ایسی کوشش کر کہ
ب لوگ تیری موت کے وقت روئیں تو تو خوشی سے ہنسے۔ ایک شخص
نے حضرت صادقؑ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجیے۔ آپؑ نے فرمایا اپنا
سامان تیار کرو اور طویل سفر کے لیے زادِ راہ زیادہ مہیا کرو۔ اور اپنی ذات کا
خود وصی بن جا اور کسی غیر کو امین نہ بنا کہ وہ تیری قبر کی طرف تیری نیکیاں
بھیجے گا کیونکہ تیری اولاد میں سے کوئی بھی نہیں بھیجے گا اور حق کتنا واضح ہے
دو آنکھوں والے شخص کے لیے کہ دو دنوں میں سے ایک میں کوچ کرنا ہے
نیک اعمال کا زادِ راہ اکٹھا کرو۔ اور خالص مال سے صدقہ دو۔ کیونکہ کوچ
اور زوال قریب ہے۔ عقلمند کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے اول اوقات
کی حفاظت کرے اور نیک کاموں کی طرف جلدی کرے پس نیکی اور بہتر وقت
زیادہ وسیع ہے کیونکہ عمر چند لمحے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص مر گیا جب
وہ قبر میں ہوگا کہ تیزیاں اور حسرتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے تو کہتا ہے
مجھے دنیا کی طرف پلٹا دو تاکہ میں اپنے مال کا صدقہ دوں پس اس سے
کہا جاتا ہے یہ بات اب دور کی ہے پس اے صاحبِ عقل جو وقت باقی
رہ گیا ہے اُسے غنیمت سمجھ کیونکہ تیری بقیہ زندگی کے لیے کوئی قیمت نہیں ہے
پس اس سے تدارک کر لے جو تجھ سے چھوٹ چکا ہے اور کوشش کر کہ
تیری نظر آخرت پر ہو۔ وہ تیرے لیے دنیا پر نظر رکھنے سے زیادہ مفید ہے

کیونکہ دُنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت نے ہی باقی رہنا ہے اور نیک بخت وہ ہے جو آگے کے لیے تیاری کرے اور موت سے پہلے نیک عمل آگے بھیجے کہ جس پر اُس نے جانا ہے کہ جس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد میں کہتا ہوں کہ مال جمع کرنا اور اس کا اپنی ذات پر بخل کرنا اور رضائے خدا میں اُسے خرچ نہ کرنا ایسا ہے جیسے خدا فرماتا ہے اور اُن لوگوں کے متعلق کہ جو بخل کرتے ہیں۔ اس میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں دیا ہے یہ گمان نہ کرو کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ بلکہ یہ ان کے لیے بدتر ہے عنقریب قیامت کے دن طوق بنا کر اُن کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ جس میں وہ بخل کرتے تھے۔ روایت میں نبی اکرمؐ سے مروی ہے کہ خداوندِ عالم تمہارے مال کو بڑا زہریلا سانپ بنا کے تمہارے گلے میں بطورِ طوق ڈال دے گا پس وہ سانپ کہے گا میں تیرا وہ مال ہوں جس کو صدقہ کرنے سے تُو نے روک رکھا تھا۔ پھر وہ اپنے ڈاڑھوں سے اُسے کاٹے گا پس وہ اس سے بہت زیادہ چیخے گا۔ لہٰذا تم پر لازم ہے۔ اے جنت اور اس کی نعمتوں کے طلب گار کہ تو محبتِ دُنیا اور اُس کی زینت کو ترک کر دے کیونکہ خداوندِ عالم نے اپنی کتاب عزیز میں اس کی مذمت کی ہے اور فرمایا جو لوگ زندگیٔ دُنیا اور اس کی زینت کو چاہتے ہیں تو ہم ان کے اعمال کو اسی میں پورا کر دیں گے اور اس میں ان کے لیے کوئی کمی اور نقص نہیں ہو گا یعنی مال و عزت و منزلت میں نقص نہیں ہو گا۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں جہنم کی آگ کے علاوہ کچھ نہیں اور حبط ہو جائے گا جو وہ اُس میں

رتے رہے ہیں یعنی ان کے دنیا کے اعمال باطل ہو جائیں گے۔ فرمایا
آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی کو بڑھا دیں گے اور جو دنیا کی
یتی چاہتا ہے تو اس میں سے ہم اُسے دیں گے اور آخرت میں اس کا
ئی حصہ نہیں۔ حرثِ آخرت سے مراد آخرت کے لیے عمل کرنا کہ جس
ے انسان جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہوتا ہے۔ کیونکہ حرث سے
زمین کی زراعت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل جنت
ر دنیا میں سے کسی چیز پہ پشیمان نہیں ہوں گے سوائے اس گھڑی کے
جو دنیا میں ذکرِ خدا کے بغیر ان سے گزری ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کوئی
نہیں گزرتا۔ مگر یہ کہ خداوندِ عالم ندا کرتا ہے۔ اے میرے بندے تو نے
ے انصاف نہیں کیا۔ میں تجھے یاد رکھتا ہوں اور تو مجھے بھولے ہوئے
ہ اور میں تجھے اپنی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور تو میرے غیر کی طرف
تا ہے اور میں تجھے اپنے خزانہ سے دیتا ہوں اور تجھے حکم دیتا ہوں کہ
رنے گئے محاسبے صدقہ دے۔ پس تو میری اطاعت نہیں کرتا اور میں تجھ
رزق کے دروازے کھول دیتا ہوں، اور اپنے دئیے ہوئے مال سے
سے قرض چاہتا ہوں اور تو ترش روئی سے پیش آتا ہے اور میں تجھ
مصیبت کو ہٹاتا ہوں اور تو برے کاموں پر ڈٹا ہوا ہے۔ اے فرزندِ آدمؑ
تیرے پاس کیا جواب ہوگا جب تو مجھے جواب دے گا۔ ایک عالم کا قول
ہ اے بھائی مُردے موت پر نہیں روتے کیونکہ وہ تو حتمی ہے اور اس سے
ئی چارہ کار نہیں۔ بلکہ وہ (اعمالِ صالحہ) کے فوت ہو جانے کی حسرت پر

روتے ہیں۔ اب کہاں سے اعمالِ صالحہ کا زادِ راہ لے آئیں کہ جس سے وہ بلند درجوں کے مستحق ہوں اور چونکہ وہ کوچ کر چکے ہیں ایسے گھر سے کہ جس سے انھوں نے زادِ راہ تیار نہیں کیا اور اتر چکے ہیں ایسے گھر میں جسے آباد نہیں کیا تو اُس وقت وہ کہیں گے ہائے حسرت اس بات پر کہ ہم نے خدا کے معاملہ میں کوتاہی کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ہر رات ملک الموت پکارتا ہے کہ اے مرنے والے آج کے دن تم کس پر رشک کرتے ہو جب کہ تم مطلع کی ہولناکی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو تو مُردے جواب دیتے ہیں کہ ہم مومنین کی مسجدوں پر رشک کرتے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور ہم نہیں پڑھ سکتے۔ اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہم نہیں دے سکتے اور وہ ماہِ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور ہم نہیں رکھتے اور جو کچھ اُن کے اہل و عیال سے بچ جاتا ہے وہ اس کا صدقہ دیتے ہیں اور ہم نہیں دیتے اور وہ اللہ کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے۔ پس ہائے حسرت و افسوس اس چیز پر جو دارِ دنیا میں ہم سے فوت ہوئی ہے اور لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا اگر تو جنت کو چاہتا ہے، تو تیرا رب اطاعت کو چاہتا ہے پس تو اس چیز کو دوست رکھ جسے وہ پسند کرتا ہے تاکہ وہ تجھے وہ چیز دے جس سے تجھے محبت ہے اور اگر تو جہنم کو ناپسند کرتا ہے تو تیرا رب گناہ کو ناپسند کرتا ہے پس اس کو ناپسند کر جسے وہ ناپسند کرتا ہے تاکہ وہ تجھے نجات دے اُس سے جسے تو ناپسند کرتا ہے اور جان لو کہ موت کے بعد وہ چیزیں ہیں جو زیادہ عظیم اور زیادہ مصیبت

ہیں ہے۔ خداوند عالم اپنی کتاب محکم میں ارشاد فرماتا ہے اور صور میں پھونکا گیا پس آسمان و زمین میں جو کوئی ہے وہ مر جائے گا۔ مگر جسے خدا چاہے پھر اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ قابل وثوق راویوں نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ صور ایک بہت بڑا سینگ ہے جس کا ایک سرا اور دو طرفین ہیں اور اس کی نچلی طرف جو زمین کی طرف ہے اور اوپر والی طرف جو آسمان کی طرف ہے کے درمیان کا فاصلہ ساتویں زمین کی سرحد سے لے کر ساتویں آسمان کے اوپر والے حصہ جتنا ہے اور اس میں مخلوق کی روحوں جتنے سوراخ ہیں۔ اس کے منہ کی وسعت آسمان سے لے کر زمین تک ہے اور اس میں تین دفعہ پھونکا جائے گا۔ ایک دفعہ پھونکا جائے گا کہ جس سے لوگ گھبرا جائیں گے دوسری دفعہ کے پھونکنے سے مر جائیں گے اور تیسری دفعہ پھونکنے سے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ جب دنیا کے دن ختم ہوں گے تو خداوند عالم اسرافیلؑ سے کہے گا کہ صور میں گھبرا دینے والا نفخ کرے پس جب ملائکہ اسرافیلؑ کو اس حالت میں اترتے دیکھیں گے کہ اس کے ساتھ صور ہو گا تو وہ کہیں گے خداوند عالم نے اہل آسمان و زمین کی موت کا حکم دے دیا ہے۔ پس اسرافیلؑ بیت المقدس کے پاس اترے گا اور کعبہ کی طرف منہ کر لے گا پس صور میں گھبرا دینے والا پھونک پھونکے گا۔ ارشاد قدرت ہے اور صور میں پھونکا گیا تو آسمان و زمین میں جو کوئی تھا وہ گھبرا اٹھا مگر جسے خدا نے چاہا اور سب اس کے پاس ذلیل ہو کر آئیں گے۔ خدا کے اس قول

تک جو کوئی نیکی لے کر آئے گا تو اس کو اس سے بہتر ملے گا اور وہ اس
کی گھبراہٹ سے مامون ہوں گے اور زمین کانپنے لگے گی اور دودھ
والی اپنے بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور
جھومنے لگیں گے اور بعض بعض پر گر رہے ہوں گے گویا وہ نشہ میں ہو
حالانکہ وہ نشہ میں نہیں۔ لیکن وہ عظیم ترین گھبراہٹ میں ہوں گے اور بچ
کی داڑھیاں گھبراہٹ سے سفید ہو جائیں گی اور شیاطین بھاگ کر اطرا
زمین کی طرف اڑ جائیں گے اور اگر خدا اپنے مخلوق کے ارواح کو ان میں
روک رکھا ہوتا تو صور پھونکنے کی آواز کے ہول سے ارواح جسم سے
ہو جاتے۔ پس وہ اسی حالت میں رہیں گے۔ جب تک خدا چاہے گا
پھر خدا اسرافیل کو حکم دے گا کہ اب موت کا صور پھونکے پس آوا
اس طرف سے نکلے گی جو زمین کی طرف ہے تو زمین میں کوئی انسان
اور شیطان وغیرہ کہ جن میں روح ہے باقی نہیں رہے گا۔ مگر یہ کہ
چیخ مار کر مر جائے گا۔ پھر اس طرف سے آواز نکلے گی جو آسمان کی طرف
ہے تو جو ذی روح آسمان میں ہوگا وہ مر جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے
مگر جسے خدا چاہے اور وہ جبرئیلؑ میکائیلؑ اسرافیلؑ اور عزرائیلؑ ہیں
وہ ہیں جنھیں خدا چاہے گا۔ پس خداوند عالم کہے گا اے ملک الموت
میری مخلوق میں سے کون باقی رہ گیا ہے تو اسرافیل عرض کرے گا۔ اے
پروردگار تو ہی وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔ جبرائیلؑ میکائیلؑ اسرافیلؑ
اور میں باقی رہ گیا ہوں۔ پس خدا عزرائیل کو حکم دے گا کہ ان کے رو

بھی قبض کرلے پس ان کے رُوح ملک الموت قبض کر لے گا۔ پھر ارشادِ قدرت ہوگا اے ملک الموت کون باقی رہ گیا ہے۔ ملک الموت عرض کرے گا تیرا ضعیف و مسکین بندہ ملک الموت باقی رہ گیا ہے۔ پس خداوندِ عالم اس سے کہے گا۔ اے ملک الموت میرے حکم سے مرجا پس ملک الموت مر جائے گا۔ اور جب اس کی روح نکلے گی تو اتنی بڑی چیخ مارے گا کہ جیسے اگر اولادِ آدمؑ اپنی موت سے پہلے سُنتی تو سب ہلاک ہو جاتی اور ملک الموت کہے گا، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اولادِ آدمؑ کے ارواح کے نکلنے میں یہ کرواہت شدت اور سختی ہے تو میں مومنین کے روحوں کے قبض کرنے میں شفقت کرتا۔ جب اللہ کی مخلوق میں سے آسمان و زمین میں کوئی باقی نہیں رہے گا، تو خدائے جبار جل جلالہ کی طرف سے ندا آئے گی۔ اے دُنیا کہاں ہیں بادشاہ اور بادشاہوں کے بیٹے۔ کہاں ہیں جبابرہ اور ان کے بیٹے؟ کہاں ہیں وُہ جو پوری دُنیا کا مالک ہوا؟ کہاں ہیں وہ جو میرا رزق کھانے کے باوجود اپنے اموال میں سے میرا حق نہیں نکالتے تھے۔ پھر فرمائے گا آج کس کی بادشاہی ہے۔ کوئی جواب دینے والا نہیں ہوگا۔ پھر وہ خود ہی جواب دے گا اور فرمائے گا خدائے واحد قہار کی بادشاہی ہے۔ پھر خداوندِ عالم آسمان کو حکم دے گا۔ جو اپنے افلاک اور نجوم کے ساتھ گھومنے لگے گا۔ جیسے چکّی گھومتی ہے اور پہاڑوں کو حکم دے گا پس وہ بادلوں کی طرح چلیں گے۔ پھر زمین دوسری زمین کے ساتھ بدل جائے گی کہ جس پر گناہ نہیں ہوئے ہیں اور نہ اس پر بظاہر کسی کا خون بہایا گیا۔ ہے نہ اس

پھر پہاڑ ہلیں گے اور زمین ترو تازہ ہوگی جس طرح اُسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اسی
طرح آسمان بدل دیئے جائیں گے جس طرح کہ وہ خود کہتا ہے کہ جس دن
زمین و آسمان دوسرے بدل دیئے جائیں گے اور لوگ خدائے واحد قہار
کی بارگاہ کی طرف نکلیں گے۔ اور اپنے عرش کو پانی کی طرف پلٹا دے گا۔
جس طرح کہ آسمان و زمین کی خلقت سے پہلے مستقل تھا اس کی عظمت و
قدرت سے۔ پھر خدا آسمان کو حکم دے گا کہ وہ زمین پر چالیس دن تک
بارش برسائے، یہاں تک کہ ہر چیز کے اُوپر بارہ ہاتھ پانی آجائے گا
پس مخلوق کے جسم اُگیں گے جیسے سبزی اُگتی ہے۔ پھر ان کے بعض اجزا
دوسرے اجزاء کے قریب ہو جائیں گے۔ عزیز حمید خدا کی قدرت سے
جو کہ مٹی ہو چکے تھے یہاں تک کہ اگر ایک ہی قبر میں ہزار مردہ دفن ہوا ہے
اور ان کے گوشت جسم اور بوسیدہ ہڈیاں مٹی ہو کر بعض دوسرے بعض
سے مل چکی ہیں تو بھی ایک میت کی مٹی دوسری میت کی مٹی سے نہیں ملے
گی۔ کیونکہ اس قبر میں شقی اور سعید تھے۔ ایک جسم جنت کی نعمتوں سے
منعم تھا۔ اور ایک جسم جہنم کی آگ سے معذب تھا۔ ہم اس سے اللہ
کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر ارشادِ قدرت ہوگا کہ جبرئیلؑ میکائیلؑ، اسرافیلؑ
عزرائیلؑ اور حاملین عرش زندہ ہو جائیں پس وہ حکم خدا سے زندہ ہو
جائیں گے۔ پھر خدا اسرافیلؑ کو حکم دے گا کہ وہ صور کو اپنے ہاتھ میں لے لے
اس کے بعد تمام مخلوق کے ارواح کو حکم ہوگا کہ وہ صور میں داخل ہو جائیں
پھر خدا وند عالم اسرافیلؑ کو حکم دے گا کہ وہ زندہ ہونے کے لیے صور پھونکے

اور ان دو دفعہ صور پھونکنے کا درمیانی وقفہ چالیس سال ہوگا۔ فرمایا پھر
ارواح صور کے سوراخوں سے نکلیں گے پھیلی ہوئی ٹڈیوں کی طرح اور
وہ آسمان و زمین کی درمیانی فضا کو پُر کر دیں گے۔ پس زمین پر روح
جسموں میں داخل ہوں گے۔ درآنحالیکہ وہ قبروں میں سوئے ہوئے مُردوں
کی طرح ہوں گے پس رُوح اپنے ہی جسم میں داخل ہوگا۔ پھر وہ اُن کے
نتھنوں میں داخل ہوں گے۔ تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جائیں گے
پس زمین اُن سے پھٹ جائے گی جس طرح فرماتا ہے۔ جس دن وہ قبروں
سے جلدی جلدی نکلیں گے۔ گویا وہ اپنے حصنوں کی طرف جا رہے ہیں۔
اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ ذلت نے انھیں گھیر رکھا ہوگا۔ یہ
وہ دن ہے جس کا انھیں وعدہ دیا گیا تھا۔ فرمایا پھر اس میں دوبارہ پھونکا
جائے گا۔ پس اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر وہ عرصہ محشر
کی طرف بُلائے جائیں گے۔ پس خداوند عالم سورج کو حکم دے گا کہ وہ
چوتھے آسمان سے پہلے آسمان کی طرف اتر آئے۔ اس کی گرمی لوگوں
کے سروں کے قریب ہو جائے گی پس انھیں اس کی گرمی سے ایک
ہیبت عظیم لاحق ہوگی۔ یہاں تک کہ اس کی گرمی اور مصیبت کی شدت
سے انھیں پسینہ آئے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے پسینوں میں ڈوبے ہوئے
گے۔ پھر وہ سر سے پاؤں تک ننگے اٹھیں گے اور پیاس سے ہر ایک اپنی
زبان دونوں ہونٹوں پر پھیر رہا ہوگا۔ فرمایا وہ اس وقت اتنا گریہ کریں گے
کہ اُن کے آنسو خشک ہو جائیں گے پھر آنسوؤں کے بعد خون روئیں گے۔

راوی کہتا ہے چونکہ حسن بن محبوب ہے اور وہ اس روایت کو یونس بن فاختہ تک لے گیا ہے۔ وہ کہتا ہے میں نے امام زین العابدینؑ کو دیکھا جب آپؑ یہاں تک پہنچے تو پھوٹ پھوٹ کر اس طرح روتے تھے جیسے پسر مردہ عورت روتی ہے اور کہتے تھے افسوس ہائے افسوس میرے پر کہ میں نے اُسے عبادت و اطاعت خدا کے علاوہ کس طرح ضائع کیا ہے تاکہ میں نجات پانے والے کامیاب ہونے والوں میں سے ہو۔ میں کہتا ہوں اور یہ سورۂ مومنین کی آخری آیات کی اس آیت کی تفسیر آیا ہے "یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک پر موت آتی ہے وہ کہتا ہے پالنے والے مجھے واپس پلٹا دے شاید میں اچھا عمل کروں ان چیزوں میں جنھیں پیچھے چھوڑ آیا ہوں یعنی اپنے وارثوں کے لیے پیچھے چھوڑ آیا ہوں پس میں ان کا صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہوتا" پس اس کو ملک الموت کہتا ہے ہرگز نہیں یہ ایسی بات ہے جسے وہ کہہ رہا ہے۔ یعنی تیرے لیے دنیا کی طرف رجوع نہیں ہے اور یہ بات اس لیے کہہ رہا ہے چونکہ اس نے سکرات موت کی شدت عذاب قبر ابتداء آخرت کا طلوع اور سوال منکر و نکیر دیکھا ہے فرمایا اگر ان کو واپس کیا جائے تو یہ دوبارہ انھیں کاموں کو کریں گے کہ جن سے انھیں منع کیا گیا ہے اور یہ تو جھوٹے ہیں یعنی اگر انھیں دارِ دنیا میں دوبارہ پلٹا دیا جائے اور ان کی عمروں کو بڑھا دیا جائے تو یہ اسی حالت کی طرف پلٹ جائیں، اپنے اموال میں بخل کریں اور صدقہ نہ دیں اور بھوکوں کو سیر نہ کریں

اور ننگوں کو کپڑے نہ پہنائیں اور پڑوسیوں کے ساتھ مواسات نہ کریں بلکہ بُخل اور ترکِ اطاعت میں شیطان کی اطاعت کریں، پھر فرماتا ہے اور ان کے پیچھے برزخ ہے مبعوث ہونے کے دن تک۔ تفسیر میں برزخ سے مراد قبر ہے۔ پھر فرماتا ہے جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان نسب باقی نہیں رہیں گے اس دن اور نہ ایک دوسرے کے متعلق ان سے سوال ہوگا پس جس کے ترازو بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے ترازو ہلکے ہوں گے پس ان کے نفس خسارہ میں ہوں گے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ان کے چہروں کو آگ جھلس دے گی اور اس آیت کا معنی کہ جب صور پھونکا گیا تو اس دن ان کے درمیان نسب نہیں ہوں گے خبر صحیح میں نبی اکرمؐ سے منقول ہے کہ مخلوق جب قیامت اور وقتِ حساب اور دردناک عذاب کو دیکھے گی تو اس دن باپ بیٹے سے چمٹ جائے گا۔ اور کہے گا دارِ دنیا میں میں تیرا کیسا باپ تھا۔ کیا میں نے تیری تربیت نہیں کی۔ تجھے غذا نہیں کھلائی اور تجھے سختی و تنگی کے باوجود کھانا نہیں کھلایا اور تجھے لباس نہیں پہنایا۔ تجھے حکم و آداب کی تعلیم نہیں دی۔ اور آیات کتاب خدا کا درس نہیں پڑھایا اور میں نے اپنی قوم کی باعزت عورت سے تیری شادی نہیں کی تھی اور تجھ پر اور تیری بیوی پر اپنی زندگی میں خرچ نہیں کیا اور اپنی وفات کے بعد اپنے مال میں تجھے اپنی ذات پر ترجیح نہیں دی۔ وہ کہے گا بے شک اے میرے باپ جو کچھ تو نے کہا ہے سچ و حق ہے۔ پس تجھے کس چیز کی ضرورت ہے وہ کہے گا

بیٹا میرا ترازو ہلکا ہے اور میری برائیاں میری نیکیوں سے بھاری ہیں۔ ملائکہ یہ کہتے ہیں تیری نیکی کا پلڑا ایک نیکی کا محتاج ہے تاکہ وہ اس سے بھاری ہو جاتے۔ اب میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ مجھے ایک نیکی دے دو تاکہ اس عظیم خطرہ کے دن میرا ترازو بھاری ہو جائے تو بیٹا کہے گا اے بابا خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میں بھی اسی بات سے ڈرتا ہوں جس کا تجھے خوف ہے اور مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں اپنی نیکیوں میں سے کچھ دے سکوں۔ فرمایا پس باپ روتا ہوا پشیمانی کے عالم میں کہ وہ اس سے دنیا میں کیا کرتا رہا۔ وہاں سے چلا جائے گا اور اسی طرح کہا گیا ہے کہ ماں اس دن اپنے بیٹے سے ملاقات کرے گی تو کہے گی اے بیٹا کیا میرا شکم تیرا ظرف نہیں تھا وہ کہے گا بے شک اے ماں پھر کہے گی کیا میرے پستان تیری سیرابی کے سبب نہیں تھے۔ وہ کہے گا بے شک اے ماں۔ پس وہ کہنے گی اب میرے گناہوں نے مجھے ثقیل کر دیا ہے میں چاہتی ہوں کہ تم میرے ایک ہی گناہ کا بوجھ اٹھالو وہ کہے گا اے ماں اب مجھ سے دور چلی جا کیونکہ میں اپنی ہی ذات میں مشغول ہوں پس وہ روتے ہوئے پلٹ جائے گی اور یہی ہے تاویل خدا کے اس قول کی کہ اس دن ان کے درمیان کوئی نسب نہیں ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے وہ پوچھیں گے فرمایا اور شوہر اپنی بیوی سے ملے گا اور کہے گا اے فلانی میں دنیا میں تیرا کیسا شوہر تھا، وہ اس کی اچھی تعریف کرے گی اور کہے گی تو میرا بہترین شوہر تھا تو وہ کہے گا پھر

میں تجھ سے ایک ہی نیکی چاہتا ہوں، شاید میں اس کی وجہ سے نجات حاصل کر دوں۔ وقتِ حساب تختِ میزان اور پل صراط کے گزرتے ہیں کہ جنھیں تم دیکھ رہی ہو وہ کہے گی نہیں خدا کی قسم مجھ میں اس کی ہمت نہیں ورمیں بھی اسی طرح ڈر رہی ہوں جیسے تجھے خوف ہے تو وہ محزون اور حیران دل کے ساتھ وہاں سے چلا جائے گا اور یہ بات خدا کے اس قول کی تاویل میں وارد ہوئی ہے اگر بوجھل نفس سوال کرے گا ان کے اٹھانے کا تو اس سے کوئی چیز اٹھانے والا نہیں ہوگا چاہے ذی القربیٰ ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی وہ نفس جو گناہوں کی وجہ سے بوجھل ہوگا وہ اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں سے سوال کرے گا کہ وہ اس کے بوجھ اور گناہوں میں سے کچھ اٹھالیں۔ لیکن کوئی اس کا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ بلکہ قیامت کے دن سب کی حالت نفسی نفسی ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جس دن بھاگے گا انسان اپنے بھائی ماں باپ بیوی اور اولاد سے اس دن ہر شخص کی اپنی ایک حالت ہوگی جو اسے دوسروں سے غافل کیے ہوگی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ اچانک لوگ عرصہ قیامت میں کھڑے ہوں گے جب کہ خدا جہنم پر موکل ملائکہ کو حکم دے گا کہ وہ جہنم کو کھینچ کر لے آئیں پس اسے ستر ہزار فرشتے ستر ہزار مہار کے ساتھ کھینچ کر لائیں گے۔ پس مخلوقات اس کی گرمی اور بھڑک کو تیز رفتار گھوڑ سوار کے ایک مہینہ کی راہ سے محسوس کریں گے جبکہ جہنم کے شرر اڑ رہے ہوں گے اور اس کی آواز بلند ہوگی اور وہ

عرصہ قیامت کے قریب آئے گی تو اپنی چنگاریاں پھینکے گی جو مثلِ قصر کے ہوں گی۔ پس اس دن ہر نبی وصی نبی اور شہید گھٹنے ٹیک دے گا اور باقی مخلوق منہ کے بل گر پڑے گی اور ہر ایک پکارے گا میرا نفس میرا نفس مگر آپؐ اے اللہ کے نبی آپؐ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے خدایا مجھے میری ذریت، میرے شیعوں اور میری ذریت کے محبوں کو نجات دے جبرئیلؑ کہتے ہیں پس نبی کریمؐ مطالبہ کریں گے کہ جہنم کو پیچھے ہٹایا جائے تو خداوندِ عالم خازنِ جہنم کو حکم دے گا کہ اسے وہیں واپس لے جاؤ جہاں سے آئی ہے اور یہ اس آیت کے ضمن میں آتا ہے اور اس دن جہنم کو لایا جائے گا۔ اس دن انسان یاد کرے گا۔ لیکن وہ یاد کس کام کی۔ اس دن سے مراد قیامت کا دن ہے۔ تذکر حاصل کرے گا یعنی فرزندِ آدمؑ اپنے گناہوں اور معصیتوں کو یاد کرکے پشیمان ہوگا کہ کیوں میں نے اپنے مال کو آگے نہیں بھیجا تاکہ قیامت کے دن میں اس کے پاس پہنچتا اور خدا کا یہ قول کہ وہ یاد کرنا کس کام کا یعنی قیامت کے دن یاد کرنے کا کیا فائدہ جب کہ دارِ عمل میں اس نے یاد نہیں کیا۔ اور نصیحت حاصل نہیں کی۔ اس نے تو دارِ جزا میں یاد کیا ہے تو اس کے لیے یہ یاد کرنا فائدہ مند نہیں ہوگا۔ اور خدا کا یہ ارشاد فرزند آدمؑ کی حکایت کرتا ہے، وہ کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی کے لیے کچھ بھیجا ہوتا، یعنی آگے کچھ بھیجا ہوتا۔ پس میں نے اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے صدقہ دیا ہوتا اور میں نے عملِ خیر نماز عبادات تسبیح اور ذکرِ خدا

...ے زادِ راہ بنایا ہوتا تاکہ میں اس دن بلند درجے آخرت کے اور
...ی نعمتیں بلند ترین جنات کی شہداء اور صالحین کے ساتھ حاصل کی
...یں اور خداوندِ عالم نے آخرت کا نام حیات (زندگی) رکھا ہے۔
...ہ جنت کی نعمتیں قائم و دائم ہیں وہ ختم ہونے والی نہیں اور
...ا کی بقاء کے ساتھ وہ باقی ہیں۔ بخلاف دنیا کے کہ اس کی زندگی
...نقطع ہے۔ علاوہ ازیں وہ ہمّ و غمّ بیماری و خوف کمزوری بڑھاپا
...ر قرض وغیرہ سے ملی ہوئی ہے۔ پس اے بھائی اپنی نیند سے بیدار
... اور اپنی غفلت سے خارج ہو اور یوم حساب سے پہلے اپنے
...س کا حساب کر اور حقوق العباد سے اپنے آپ کو نکال اور معافی
...ان لوگوں سے جن سے تُو نے سُود لیا ہے اور ان سے معذرت
...ب کر جنھیں زنا کی تہمت لگائی ہے اور ان کی غیبت کی ہے یا
...ی عزت سے کھیلا ہے۔ کیونکہ انسان جب تک دنیا میں ہے تو
...ں کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ جب وہ گناہوں سے توبہ کرے۔ اور
...نیا اپنے قرض خواہوں سے معذرت کرے تو وہ اس پر رحم کریں گے
...ُسے معاف کر دیں گے اور اس پر جو ان کے حقوق ہیں اُنھیں چھوڑ
...ں گے۔ لیکن آخرت میں نہ تو کوئی حق بخشا جائے گا اور نہ کوئی معذرت
...ا قبول ہوگی اور نہ گناہ کی مغفرت ہوگی اور نہ گریہ کرنا فائدہ مند ہوگا
...پ نے فرمایا کوئی شخص دنیا میں کچھ دیر کے لیے فارغ نہیں رہا مگر یہ
...اس کا یہ بے کار رہنا قیامت کے دن اس کے لیے حسرت کا سبب

ہوگا۔ کیونکہ انسان لہو ولعب کے لیے پیدا نہیں ہوا۔ خدا کے اس ارشاد کی طرف دیکھو۔ کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے بےکار چھوڑ دیا جائے گا اور ارشاد ہے کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمھیں فضول پیدا کیا ہے۔ اے بھائی تو تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ عمر بہت بڑی تجارت ہے اور نفع کی چیز ہے اور اس کا ہر سانس ایک جوہر ہے اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے جو شخص اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الٰھا واحداً احداً فرداً صمداً لم یتخذ صاحبۃ ولا ولداً کہے تو خداوندِ عالم اُس کے لیے ان کلمات کے بدلے چار کروڑ پچاس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور چالیس کروڑ گناہ اس کے مٹا دیتا ہے اور چار کروڑ پچاس لاکھ درجے علیین میں اُس کے بلند کرتا ہے۔ آپؐ سے جبرئیلؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ ہر چیز کا حساب ہو سکتا ہے سوائے کسی شخص کے اِس قول کے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کہ اس کا ثواب سوائے خداوندِ عالم کے کوئی شمار نہیں کر سکتا یہ آپؐ کے لیے اور آپؐ کی اُمت کے لیے ذخیرہ ہے (خداوندِ عالم فرماتا ہے) تم مجھے یاد رکھو، میں تمھیں یاد رکھوں گا اور خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میری ضیافت و مہمانی میں ہیں اور میری اطاعت کرنے والے میری نعمت میں رہتے ہیں۔ اور میرا شکر کرنے والے میرے زائرین اور میری نافرمانی کرنے والوں کو میں اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا اگر وہ توبہ کرلیں تو میں ان سے سرگوشی کرتا ہوں۔ اگر وہ بیمار ہوں تو میں ان کا

طبیب ہوں شدائد و مصائب کے ساتھ ان کا علاج کرتا ہوں تاکہ گناہوں اور عیوب سے انھیں پاک کردوں۔ علیؑ ابن الحسینؑ زین العابدینؑ کا ارشاد ہے۔ کہ عقل خیر اور اچھائی کا رہبر ہے۔ خواہش گناہ کی سواری ہے فقہ عمل کا ظرف ہے۔ دنیا آخرت کا بازار ہے۔ نفس انسانی تاجر ہے۔ رات اور دن پونجی ہیں۔ جنت نفع اور جہنم خسارہ ہے خدا کی قسم یہ وہ تجارت ہے جو تباہ نہیں ہوتی اور ایسی پونجی ہے جس میں خسارہ اور نقصان نہیں اور اسی طرح آنحضرتؐ نے بھی فرمایا اور یہ بازار تو آپؐ کے اور آپؐ کے آباؤ اجداد اور اولاد کے کامیاب شیعوں کے لیے ہے اور ان سب باتوں کو خدا نے اپنے اس قول میں جمع کردیا ہے اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو تمھیں تمھارے مال اور اولاد ذکرِ خدا سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کریں گے تو وہی خسارہ میں رہیں اور فرمایا کچھ ایسے جوانمرد ہیں کہ انھیں تجارت اور خرید و فروخت ذکرِ خدا سے غافل نہیں کرتی۔ فرمایا منہ پھیر لے اس شخص سے جو ہمارے ذکر سے منہ پھیر لے اور سوائے زندگانی دنیا کے کچھ نہ چاہے۔ یہی ان کا مبلغ علم ہے۔ فرمایا اور اس کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی اتباع کرتا ہے اور اس کا معاملہ کوتاہی کرنا ہے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا خدا نے اپنے ذکر کو دلوں کی جلا قرار دیا ہے۔ وہ بہرے پن کے بعد ذکر کی وجہ سے سنتا اور اندھے پن کے بعد اس کے ذریعہ دیکھتا اور عناد کے بعد اس کے ذریعہ مطیع ہوتا ہے۔ اور خدا وند عالم عزت اسمائہ (جس کے نام عزت والے ہیں) کچھ

زمانہ کے بعد اور سستی کے زمانوں کے بعد کچھ بندوں کا شرح صدر کرتا ہے۔
ان کے دلوں میں سرگوشی کرتا ہے اور ان کے عقلوں میں ان سے باتیں کرتا ہے
پس وہ اس حالت میں صبح کرتے ہیں کہ بیداری کی روشنی ان کے کانوں آنکھوں
اور دلوں میں ہوتی ہے۔ وہ اللہ کے دنوں کو یاد کرتے اور اس کے مقام
مرتبہ سے ڈرتے ہیں (یہ بات) اُن کے دلوں میں دلیلوں کی جگہ لے لیتی ہے۔
(اب) جو سیدھا راستہ اختیار کرنے لگتا ہے اس کے لیے راستہ بیان کرتے
ہیں اور اُسے نجات کی بشارت دیتے ہیں، اور جو دائیں بائیں کا راستہ اختیار
کرتا ہے۔ اس کے راستہ کی مذمت کرتے ہیں اور اُسے ہلاکت سے ڈراتے
ہیں وہ اس وجہ سے ان تاریکیوں میں چراغ ہیں اور ان شبہات کی دلیلیں
ہیں اور ذکر کے کچھ اہل ہیں۔ جنھوں نے اسے دنیا کے بدلے اپنایا ہے انھیں
تجارت اور خرید و فروخت اس سے مشغول نہیں کرتی اور اسی میں دنیاوی
زندگی کے دن کاٹتے ہیں وہ محرمات الٰہی سے زجر و توبیخ کی پکار غافلین کے
کانوں میں کرتے ہیں وہ اچھی چیز کا حکم دیتے ہیں اور خود اسی حکم کی پیروی
کرتے ہیں اور بری چیز سے منع کرتے ہیں اور خود وہ اس سے رُکتے ہیں۔
گویا وہ دنیا کو عبور کر کے آخرت میں پہنچ گئے ہیں۔ جب کہ وہ ابھی دنیا میں ہیں
لیکن انھوں نے اس کے بعد جو کچھ کیا ہے اس کو دیکھ لیا ہے اور وہ گویا اہل برزخ
کے عیوب پر مطلع ہو چکے ہیں۔ یا جو طویل قیام کے اور قیامت کا عذاب
ان پر محقق ہو چکا ہے پس انھوں نے اس کا پردہ اہل دنیا کے لیے کھول دیا
ہے گویا کہ وہ اس چیز کو دیکھ رہے ہیں جسے عام لوگ نہیں دیکھ رہے اور سُن

رہے ہیں جیسے وہ نہیں سن رہے۔ کاش کہ تم ان کی اپنے عقل سے تصویر کشی کرتے ہوئے ان کے مقاماتِ حمیدہ میں اور ان کی ان مجالس میں جنھیں دیکھا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے اعمال کے رجسٹر کھول رکھے ہیں اور انھوں نے ہر چھوٹے بڑے گناہ کے حساب کے لیے انھوں نے اپنے آپ کو فارغ کیا ہوا ہے کہ جن کا انھیں حکم دیا گیا تھا اور انھوں نے اس میں کوتاہی کی تھی یا ایسے جن کی نہی تھی اور انھوں نے اس میں زیادتی کی اور اپنے بوجھ اپنی پشت پر لادے لیے۔ اپنے ان کو اٹھا کر اٹھنے سے عاجز ہیں۔ پس وہ سخت پریشان اور رونے کے ذریعے سے جواب دیتے ہیں۔ وہ مقام پشیمانی اور گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے بارگاہِ خدا میں چیخ و پکار کرتے ہیں۔ تمھیں وہ ہدایت کے جھنڈے اور تاریکیوں کے چراغ نظر آئیں گے کہ جنھیں ملائکہ نے گھیر رکھا ہے اور ان پر سکینہ و وقار نازل ہوا ہے ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں اور ان کے لیے کرامت کی جگہیں تیار کی گئی ہیں جہاں خداوندِ عالم ان پر نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے پس ان کی کوشش پسندیدہ ہے اور ان کی تعریف کرتا ہے نجاوز کرنے والی روح کو نسیم تک پہنچاتے ہیں۔ اس کے فضل کی طرف احتیاج سے گرویدہ ہیں اور اس کی عظمت کے مقابلہ میں ذلت کے قیدی ہیں۔ طویل تکلیف نے ان کے دلوں کو مجروح کر دیا ہے اور زیادہ رونے نے ان کی آنکھوں کو زخمی کر دیا ہے۔ اللہ کی طرف ہر رغبت کا دروازہ ان کا ہاتھ دق الباب کرنے والا ہے۔ اس ذات سے سوال کرتے ہیں کہ جس کے ہاں چارہ کار ہیں

کے لیے تنگی نہیں اور جہاں سوال کرنے والے ناامید نہیں ہوتے پس اپنی ذات کے لیے اپنے آپ کا حساب کرلے۔ کیونکہ تیرے علاوہ نفوس کے دوسرے حساب کرنے والے موجود ہیں۔ جناب نبی اکرمؐ سے روایت ہے کہ جنت کے باغوں میں چرتے پھرتے رہو۔ لوگوں نے عرض کی کیا جنت کے باغ کونسے ہیں۔ فرمایا صبح و شام ذکرِ خدا کرنا۔ لہٰذا ذکرالٰہی کیا کرو اور جو چاہتا ہو کہ اللہ کے ہاں اپنی قدر و منزلت معلوم کرے تو وہ دیکھے کہ اس کے نزدیک اللہ کی کیا قدر و منزلت ہے۔ کیونکہ خدا بندے کو اس مقام پر رکھتا ہے۔ جہاں بندہ اپنے خدا کو سمجھتا ہے۔ یاد رکھو کہ تمھارے اعمال میں سے بہترین اور وہ کہ جن کا تمھارے مالک کے ہاں تذکرہ ہوتا ہے اور جو تمھارے درجات کو اللہ کے ہاں زیادہ بلند کرتا ہے اور جن چیزوں پر سورج طلوع کرتا ہے ان سے بہتر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور یاد ہے اس نے اپنے متعلق خبر دی ہے کہ میں اس کا ہم نشین ہوں جو میرا ذکر کرے۔ اور خدا کے ہمنشیں سے کس کی قدر و منزلت زیادہ بلند ہو سکتی ہے۔ اور روایت ہے جب کوئی قوم ذکرِ خدا کے لیے جمع ہوتی ہے تو شیطان اور دنیا وہاں سے الگ ہو جاتے ہیں۔ پس شیطان دنیا سے کہتا ہے دیکھتی نہیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں تو دنیا کہتی ہے انھیں رہنے دو جب یہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے تو میں ان کی گردنوں کو پکڑ لوں گی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ارشاد قدرت ہے جس سے حدث سرزد ہو اور وہ وضو نہ کرے تو اس نے مجھ پر جفا کی ہے اور جس سے حدث ہو اور وہ وضو کرلے۔ لیکن دو رکعت نماز نہ پڑھے

اور مجھ سے دعا نہ کرے تو اس نے مجھ سے جفا کی ہے اور جس سے حدث صادر ہو اور وہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور مجھ سے دعا کرے اب اگر میں اس کی دعا قبول نہ کروں تو دنیا و آخرت میں سے جس چیز کا بھی سوال کرے تو میں نے اس پر جفا کی ہے اور میں جفا کرنے والا پروردگار نہیں ہوں اور روایت ہے کہ جب رات کا آخری وقت ہوتا ہے تو خداوند عالم فرماتا ہے کیا کوئی دعا کرنے والا نہیں کہ جس کی دعا میں قبول کروں۔ کیا کوئی سوال کرنے والا نہیں کہ جسے میں اس کی مانگی ہوئی چیز عطا کروں۔ کیا کوئی استغفار کرنے والا نہیں کہ جس کو میں بخش دوں، کیا کوئی توبہ کرنے والا نہیں جس کی توبہ میں قبول کروں۔ روایت ہے کہ خداوند عالم نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی نازل فرمائی۔ اے داؤدؑ جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کی بات کی تصدیق کرتا ہے اور جو کسی محبوب سے مانوس ہوتا ہے وہ اس کا قول قبول کرتا ہے اور جو کسی دوست پر بھروسہ رکھتا ہے اس پر اعتماد کرتا ہے اور جو کسی دوست کا مشتاق ہوتا ہے وہ اس کی طرف جانے میں پوری کوشش کرتا ہے۔ اے داؤدؑ میرا ذکر ذکر کرنے والوں کے لیے ہے اور میری جنت اطاعت کرنے والوں کے لیے ہے اور میری زیارت میرے مشتاق بندوں کے لیے ہے۔ اور میں مخصوص ہوں اپنے محبت کرنے والوں کے لیے۔ اور آپؐ نے فرمایا ہر دل پر شیطان کا ایک خادم مقرر ہے پس جب وہ خدا کو یاد کرتا ہے تو وہ اس سے الگ ہو جاتا ہے اور جب وہ ذکر کو چھوڑ دیتا ہے تو اسے

اپنا لقمہ بنا لیتا ہے۔ اُسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسے گمراہ کرتا ہے اسے پھسلاتا ہے اور اسے سرکش بناتا ہے۔ کعب الاحبار نے روایت کی ہے کہ خداوندِ عالم نے ایک نبی کی طرف وحی کی اگر تم چاہتے ہو کہ کل حظیرۃ قدس میں میری ملاقات کرو تو میرا ذکر کرنے والا مسافر محزون اور (میرے غیر سے) وحشت کرنے والا بن جاؤ۔ مثل اس اکیلے پرندے کے جو خالی زمین میں اُڑتا پھرتا ہے۔ جو پھل دار درختوں سے کھاتا ہے جب رات آتی ہے تو اپنے گھونسلے میں پناہ لیتا ہے اور اس کو اس سے کوئی وحشت نہیں اور وہ اپنے پروردگار سے اُنس رکھتا ہے۔ رسولِ خدا نے فرمایا۔ فرشتے ذکر کی مجالس کے قریب سے گزرتے ہیں اور ان لوگوں کے سروں پر ٹھہر جاتے ہیں اور ان کے رونے سے روتے ہیں اور اُن کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب آسمان کی طرف جاتے ہیں تو خداوندِ عالم اُن سے پوچھتا ہے کہ اے میرے فرشتے تم کہاں تھے۔ حالانکہ اسے معلوم ہوتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں ہمارے مالک تجھے معلوم ہے کہ ہم ایک ذکر کی مجلس میں حاضر ہوئے تھے۔ ہم نے انھیں دیکھا کہ وہ تیری تسبیح و تقدیس اور تجھ سے استغفار کر رہے تھے۔ وہ تیری آگ سے ڈرتے اور تیرے ثواب کی اُمید رکھتے تھے، تو خداوندِ عالم فرماتا ہے تم گواہ رہو کہ میں نے انھیں بخش دیا ہے اور انھیں اپنی آگ سے مامون قرار دیا ہے اور ان کے لیے جنت واجب کر دی ہے۔ وہ فرشتے کہتے ہیں کہ خدا تجھے معلوم ہے کہ ان میں ایسا شخص بھی تھا جو تیرا ذکر نہیں کر رہا تھا اور تو

ہوتا ہے کہ اسے اہلِ ذکر کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے بخش دیا کیونکہ
ذکر کرنے والوں کا ہمنشین بدبخت نہیں ہو سکتا ۔ ایک بزرگ سے روایت
ہے کہ میں ایک رات سویا ہوا تھا تو میں نے ایک ہاتف کی آواز سنی وہ
کہہ رہا تھا ۔ کیا تم خدائے رحمٰن کے حضور میں حاضر ہونے سے سویا ہوا ہے
حالانکہ وہ رضوان کے انعامات اپنے محبت کرنے والوں اور دوستوں کے
درمیان تقسیم کر رہا ہے پس جو شخص مزید انعام کا خواہاں ہے وہ اپنی
طویل رات میں نہیں سوتا اور اپنے آپ سے تھوڑے پر قناعت نہیں
کرتا ۔ کعب الاحبار کہتا ہے کہ توریت میں لکھا ہوا ہے اے موسیٰ جو
مجھ سے محبت کرتا ہے وہ مجھے نہیں بھولتا ۔ اور جو میرے احسان کی اُمید
رکھتا ہے وہ مجھ سے سوال کرنے میں اصرار کرتا ہے ۔ اے موسیٰ میں اپنی
مخلوق سے غافل نہیں ہوں ۔ لیکن میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے فرشتے
دعا کی چیخ و پکار کو سنیں اور میرے محافظ فرشتے اولادِ آدمؑ کا میرے
ہاں جو قرب ہے اُسے دیکھیں کہ کس پر میں ہوا انہیں قوت دیتا ہوں ۔
اور میں ہی اس کا سبب ہوں ۔ اے موسیٰ میری اسرائیل سے کہہ دے کہ
تمہیں نعمت قولِ حق سے متکبر نہ بنا دے ۔ ورنہ جلدی تم سے وہ نعمت
چھن جائے گی ۔ اور ذکر و شکر سے غافل نہ رہو ، ورنہ نعمتیں تم سے سلب
ہو جائیں گی اور تم پر ذلت و خواری نازل ہو گی سائل الحاح و زاری سے
دعا کرو تو اجابتِ دعا تمہیں شامل ہو گی اور نعمتیں عافیت کے ساتھ
تمہارے لیے خوشگوار ہوں اور خدا کا یہ ارشاد آیا ہے کہ اے فقر سے ڈرو

جو حق ہے ڈرنے کا۔ فرمایا اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اور اسے یاد رکھا جائے اور بھلایا نہ جائے اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے اور کفرانِ نعمت نہ کیا جائے اور رسول اللہؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا اے ابوذرؓ اپنی شہوات کو کم کر دے۔ فقر و فاقہ تیرا کم ہو جائے گا۔ اور گناہوں کو تھوڑا کر دے حساب کی تجھ پر تخفیف ہوگی اور جو کچھ تجھے دیا گیا ہے اسی پر قناعت کر تیرے لیے موت آسان ہو جائے گی، اور اپنا مال آگے بھیج دے تو تیرے لیے اس سے ملنا خوشی کا باعث ہوگا۔ اور اس عمل کو نظر میں رکھ کر جس کے متعلق تو دوست رکھتا ہے کہ جب موت آئے تو تم اس میں مشغول ہو پس اسے کرو اور اس کو چھوڑ کر جو تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اس میں مشغول نہ ہو جس کی ضمانت دی گئی ہے اور کوشش کر اس ملک کے لیے جس میں زوال نہیں جو ایسی جگہ ہے جس سے منتقل نہیں ہونا پڑے گا۔

چودھواں ۱۴ باب

موت کے وقت مومن کی حالت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو خدا کے رحمت کے فرشتے اس کے پاس سفید جریدہ (رجسٹر) لے کر آتے ہیں۔ پس اس کی روح کو کہتے ہیں چلی آ راضیہ مرضیہ تو روح و ریحان اور اپنے

پروردگار کی طرف جو غضبناک نہیں تو وہ روح اس طرح نکلے گی جیسے خوشبو کستوری سے نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض فرشتے دوسروں سے اُسے لیتے ہیں پس وہ اُسے لے کر آسمان کے دروازے تک پہنچتے ہیں۔ تو اس کے رہنے والے کہتے ہیں کس قدر عمدہ ہے اس روح کی خوشبو اور جب ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو ہر ایک کے رہنے والے یہی کہتے ہیں یہاں تک کہ اسے جنّت میں ارواح مومنین کے پاس لے جاتے ہیں تو اُسے دنیا کے ہم و غم سے راحت و آرام مل جاتا ہے۔ اور باقی رہا کافر تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں تو اس کی روح سے کہتے ہیں کہ کارہ و مکروہ ہو کر نکل اللہ کے عذاب و سزا کی طرف اور پروردگار تجھ پر غضب ناک ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ حالتِ احتضار میں مردہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے لوگوں نے کہا ہاں ایسا ہوتا ہے اس کی نظر اس کی روح کے پیچھے ہوتی ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ہر گھر میں ملک الموت روزانہ پانچ مرتبہ آتا ہے۔ جب کسی شخص کو دیکھتا ہے کہ اس کی مدّت اور اس کی روزی ختم ہوگئی ہے تو موت کا غم اس میں ڈال دیتا ہے۔ پس موت کے دُکھ درد اور اس کے شدائد و مصائب اُسے گھیر لیتے ہیں اس کے گھر والوں میں سے کوئی اپنے بال کھول دیتا ہے کوئی اپنے منہ پر طمانچے مارتا ہے۔ کوئی دردناک آواز میں روتا ہے۔ کوئی واویلا کر کے چیخ و پکار کرتا ہے تو ملک الموت کہتا ہے تم پر ویل و ہلاکت ہو یہ جزع فزع کس لیے ہے۔ میں نے تم میں سے کسی کا رزق لے کر گیا ہوں اور نہ اس کی اجل کو نزدیک لایا ہوں اور جب تک

مجھے حکم نہیں ملا میں نہیں آیا اور نہ میں نے اس کی رُوح قبض کی ہے۔ جب
تک اجازت نہیں لے لی اور میں نے تو بار بار تمھاری طرف آنا ہے
تک کہ تم میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ پھر فرمایا قسم ہے اُس کی
کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اس کو دیکھ لو اور اس کی کلام سُنو تو
مُردہ سے غافل ہو جاؤ اور اپنے اوپر رونے لگو۔ جب میت کو چارپائی
اُٹھایا جاتا ہے تو اُس کی رُوح اس کے اوپر پھڑ پھڑاتی ہے اور پکارتی
اے میرے گھر والے اے میری اولاد دُنیا تمھارے ساتھ نہ کھیلے جیسے
مجھ سے کھیل کھیلی ہے۔ میں نے حلال و غیر حلال سے مال جمع کیا ہے
اُسے تمھارے لیے چھوڑے جا رہا ہوں۔ اس کی خوش گواری تمھارے
ہے اور باز پرس مجھ سے ہو گی پس ڈرو تم اس مصیبت سے جو مجھ پر نازل
ہے۔ سلمان فارسی نے فرمایا تین چیزوں نے مجھے ہنسایا اور تین ہی چیزوں
نے رُلایا۔ مجھے اس غافل پر ہنسی آتی ہے جس سے غفلت نہیں برتی گئی
اور جو اپنے ملنے والے کے سامنے ہنستا ہے۔ حالانکہ موت اس کی تلاش میں
ہے اور جو دنیا کی امید رکھتا ہے حالانکہ اُسے معلوم نہیں کہ اس کی موت کب
آجائے گی اور مجھے دوستوں کی جُدائی آخرت کی ہولناکی اور اللہ کی بارگاہ میں
حاضری نے (جب کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ پر خوش ہے یا ناراض) رُلایا
ہے اور جان لو خدا تم پر رحم کرے کہ صحیح و سالم کو اس بیماری کی توقع ہے جو
اُسے ہلاک کرے گی اور ایسی موت جو اُسے بلا و مصیبت کے نزدیک کر دے گی
گویا وہ دنیا میں رہا ہی نہیں۔ حالانکہ وہ اسی کی طرف مائل ہے۔ موت اس کے

نازل ہوتی ہے وہ اپنے اہل و عیال کے درمیان پڑا ہے۔ لیکن ان کی بات نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ ان کے سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ اس کا چہرہ زرد ہو چکا ہے۔ اس کی نظریں کھنچی ہوتی ہیں۔ اس کے سینے سے آواز نکل رہی ہوتی ہے۔ اس کی تھوک خشک ہو چکی ہوتی ہے اس کے جوڑ کانپ رہے ہوتے ہیں اور اس کی انتڑیاں پھڑک رہی ہوتی ہیں۔ اس کے دوست و احباب اس کے ارد گرد ہوتے ہیں دیکھتا ہے لیکن انھیں پہچانتا نہیں۔ ان کی آواز سنتا ہے لیکن جواب نہیں دے سکتا۔ اسے پکارا جاتا ہے۔ وہ جواب نہیں دے سکتا۔ وہ قصر و ملازمت اپنے پیچھے چھوڑ رہا ہے اور گھر اس سے خالی پڑے ہیں اور وہ مردوں کی گردنوں پر سوار ہے وہ اسے جلدی گردوں کے محلے اور خسارہ کے گھر اور تنہائی مسافرت اور وحشت کی جگہ کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ پھر وہ اس کے مال کو تقسیم کر لیتے ہیں اور اس کے گھر میں رہنے لگتے ہیں اور اس کی بیویوں سے شادی کر لیتے ہیں اور وہ اپنی قبر میں پڑا ہے۔ پس خدا رحم کرے اس شخص پر جس کا ایک ہی ہم و غم ہو۔ وہ اپنی روزی کھائے اور اچھا عمل کرے اور تھوڑی امید رکھے۔ ایک روایت ہے کہ جب دشمن خدا اپنی قبر کی طرف اٹھا کے لایا جاتا ہے تو جو اس کے پیچھے آ رہے ہوتے ہیں انھیں پکار کے کہتا ہے۔ اے بھائیو ڈرو اس سے جس میں میں آ گرا ہوں۔ میں شکایت کرتا ہوں کہ دنیا نے مجھے دھوکا دیا ہے یہاں تک کہ جب میں اس پر مطمئن ہو گیا تو اس نے مجھے ذلیل و خوار کیا اور میں شکایت کرتا ہوں ان دوستوں سے جو خواہش نفس کے پجاری ہیں جب

میں نے ان کی موافقت کرلی تو وہ مجھ سے برائت کرنے لگے اور میرا سا
دیا۔ اور میں تمھارے سامنے اولاد کی شکایت کرتا ہوں کہ جنھیں میں
اپنی ذات پر ترجیح دی اور انھوں نے مجھے چھوڑ دیا، اور میں تم سے
مال کی شکایت کرتا ہوں کہ جس کو خشکی اور تری سے جمع کرنے میں بڑی
تکلیف اُٹھائی اور اس کے لیے ہولناک مناظر برداشت کیے پس آ
میرے دشمن لے گئے اور اس کا وبال میرے اوپر رہا اور اس کا نقص
کو پہنچا اور میں اس کا گرو پڑا ہوں اور میں تم سے تنہائی وحشت
اور چھوٹے بڑے گناہ سے سوال کیے جانے والے گھر کی شکایت
ہوں۔ اس طرح کی مصیبت سے ڈرو کہ جس میں مبتلا ہوا ہوں۔
ہائے میری مصیبت کی طوالت اور عظیم سختی نہ میرا کوئی سفارشی ہے او
نہ مخلص دوست اور رسول اللہؐ جب قبرستان میں جاتے تو فرماتے

السلام علیکم ایها الابدان البالیة والعظام النخرة التی خرجت من
الدنیا بحسراتها وحملت منها برهنها اللهم ادخل علیهم
روحا منک وسلاما منا ومنک یا ارحم الراحمین۔

ترجمہ :۔ تم پر سلام ہو اے پرانے ہو جانے والے اجسام اور بوسیدہ
ہڈیاں جو کہ دنیا سے اس کی حسرتیں لے کر نکلے ہو۔ اور قبروں میں انھیں سے
گروی پڑ گئے ہو۔ خدایا اپنی طرف سے راحت و آرام ان پر وارد کر اور
ہماری اور اپنی طرف سے سلام اے رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم
کرنے والے۔

ایک بزرگ نے کہا قبرستان بلیغ ترین وعظ ہے۔ لہٰذا قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اور قبر سے (قیامت کے دن) مبعوث ہونے سے عبرت حاصل کرو۔ روایت ہے کہ ایک شخص رات کو قبرستان میں جاتا پس وہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے اہلِ قبور تم کون ہو؟ پھر خود ہی جواب دیتا۔ ہم آباؤ اجداد ہیں بھائی اور بہنیں ہیں ہم دوست و احباب اور پڑوسی ہیں۔ ہم دوست اور بھائی ہیں۔ ہم محبت کرنے والے ساتھی ہیں ہم کو زمانے ہونے نے پیس دیا ہے اور پتھروں اور مٹی نے ہم کو کھا لیا ہے۔

براء بن عازب کہتے ہیں ہم رسول اللہؐ کے پاس بیٹھے کہ اچانک آپؐ کی نظر ایک جنازے پر پڑی جو دفن ہو رہا تھا۔ پس آپؐ جلدی جلدی اس کی طرف گئے اور اس کے پاس جا کے رک گئے اور رونے لگے یہاں تک کہ آپؐ کا کپڑا تر ہو گیا۔ پھر آپؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بھائیو! اس جیسے وقت کے لیے عمل کرنے والوں کی عمل کرنا چاہیے اس سے ڈرو اور اس کے لیے عمل کرو۔ کسی بزرگ نے ایک بادشاہ کی طرف خط لکھا اور اس میں اس کو وعظ کیا۔ اے بادشاہ اپنی رعیت کے ساتھ عدل و انصاف کر اور جو تیرے ماتحت ہیں ان پر رحم کر اور ان پر جبر نہ کر اور اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھ اور اپنی قبر کو نہ بھول جو کہ تیرا انجام ہے کیونکہ موت تیرے پاس آکے رہے گی چاہے تیری عمر طویل ہو اور حساب تیرے آگے ہے اور قیامت تیری وعدہ گاہ ہے اور یہ حکومت جو تیرے پاس ہے اگر یہ غیر کے ہاتھ میں تھی اگر اس کے لیے باقی رہتی تو تجھ تک نہ پہنچتی اور

عنقریب تجھ سے منتقل ہو جائے گی۔ جس طرح اس سے منتقل ہوئی ہے۔ نہ وہ
تیرے لیے باقی رہے گی اور نہ تو اس کے لیے باقی رہے گا پس اپنے
نیکی آگے روانہ کر اُسے حاضر پائے گا اور غرور دھوکا کے گھر سے قرار
کی منزل کے لیے زادِ راہ تیار کر اور عبرت حاصل کر ان لوگوں سے جو تجھ
پہلے تھے جنھوں نے مال کے خزانے اور بڑے محلات تعمیر کیے اور لوگوں کو
جمع کیا۔ لیکن وہ موت کو نہ روک سکے اور مصیبت کو نہ ٹال سکے۔ پھر
اس پست دُنیا سے مغرور نہ ہو جس کو خداوندِ عالم اپنے اولیاء کی جزا
اور اپنے دشمنوں کی سزا کے لیے پسند نہیں فرمایا۔ اور عبرت حاصل کر
شاعر کے اس قول سے کس طرح زندگی سے لذت حاصل کرتا ہے۔ وہ
جسے یقین ہے کہ موت اچانک آجاتی ہے اور کس طرح لذت حاصل
ہے نیند سے وہ جس کا یہ ایمان ہے کہ خداوندِ عالم اس سے سوال کرے
اور کس طرح لذت حاصل کرتا ہے زندگی سے وہ جو قبر میں جانے والا
جو اس کو پُرانا کر دیتی ہے اور کس طرح نیند سے لذت حاصل ہوتی
اسے کہ جس پر مشغول بوجھ لاد دیا گیا ہے۔ اُن چیزوں کا تعین ہو گیا

ہے۔

پندرھواں باب

مصنف قدس سرہٗ کی موعظہ میں گفتگو

اس کتاب کا جامع یہ کہتا ہے کہ اس شخص کو وعظ فائدہ نہیں دیتا جس کا
دل تزویج کرنے والا اور اس کو وعظ کرنے والا اس کے نفس کے اندر موجود
ہو اور خداوند عالم اپنے بندہ پر جو کچھ بخشش کرتا ہے اس میں سب
سے زیادہ فائدہ مند اس کے اپنے اندر زجر و توبیخ کرنے والے کا ہونا ہے
جبار و متکبر قسم کے اشخاص کے لیے وعظ کم فائدہ مند ہے اور جیسے
کہا ہے کہ اُس قوم سے جو عمدہ ریشمی چادروں اور نرم و چکنے لباس
ملبوس ہیں جو ولایت و حکومتوں پر قبضہ کر بیٹھتے ہیں اور امانتوں کا بوجھ
اٹھا لیتے ہیں اور خیانتوں کے معترض ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ
اپنے مقصد کو پہنچ جاتے ہیں اور اپنی خواہش کو پا لیتے ہیں تو جو اُن سے
دنیاں ماتحل فضل و فقر میں سے اُن سے زیادتی کرتے ہیں اور جو اُن سے
بہت میں کمزور اور کاہلی قسم کے لوگ ہیں پیچھے کم ہوتے ہیں۔ انھوں نے
اپنے بدن موٹے کر لیے ہیں اور دین کو کمزور کر دیا ہے۔ انھوں نے اپنی دنیا
کو اور آخرت کو برباد کر رکھا ہے۔ انھوں نے اپنے گھروں کو درست اور
قبروں کو تنگ کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک اپنے دائیں طرف تکیہ لگا
تا ہے اور دوسرے کا مال کھاتا ہے اور ترش کے بعد میٹھے کا حکم دیتا

ہے خشک کے بعد تر اور ٹھنڈے کے بعد گرم منگواتا ہے۔ یہاں تک کہ
میں اس کا سانس رکنے لگتا ہے اور پیٹ کی پڑی اُسے بوجھل بنا دیتی
اور بدہضمی غالب آجاتی ہے تو کہتا ہے اے کنیز ہضم کرنے والی اور بدہضمی
دُور کرنے والی دوا لے آ۔ خدا کی قسم اے جاہل و مغرور تُو نے کھانے
ہضم نہیں کیا بلکہ دین کو ہضم کر گیا ہے۔ اور تُو نے علم و یقین کو الگ
دیا ہے پس تیرا فقیر، تیرا یتیم، تیرا پڑوسی کہاں ہے اور وہ کہاں ہے
جس کا مال تُو نے غصب کیا ہے۔ جس پر تُو نے ظلم کیا ہے اور جس
تُو نے ترجیح حاصل کی ہے۔ اس میں اور اپنی سلطنت کی وجہ سے
پر جبر کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب یہ شخص مظالم میں مبالغہ کرتا ہے اور گنا
میں گھر جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ میں نے زیارت کی، میں نے حج کیا اور
دیا۔ حالانکہ وہ خدا کا یہ ارشاد بھول گیا ہے کہ اللہ تو صرف متقیوں سے
قبول کرتا ہے اور یہ ارشاد کہ یہ آخرت کا گھر ہم اُن لوگوں کے لیے قرار
جو زمین پر برائی اور فساد نہیں چاہتے۔ اور عافیت متقیوں کے لیے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا جو
کے حرام شدہ افعال کو حلال سمجھے اور امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ وہ شخص
میرا شیعہ نہیں جو حرام سے کسی مومن کا مال کھالے۔ اس کیفیت کا شخص
کی سی زندگی بسر کرتا اور مغرور ہو کے مرتا ہے اور قیامت کے دن
اُس جیسے اشخاص اہل سعادت میں سے جو جنت میں جائیں گے
سے کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ وہ کہیں گے ہاں تو ایسا لیکن

تم نے اپنے نفوس کو مفتون کر رکھا تھا اور انتظار میں رہے اور شک و ریب میں پڑے اور امیدوں نے تمہیں دھوکا دے رکھا تھا۔ یہاں تک کہ حکم خدا آ گیا اور تمہیں مغرور نے خدا سے دھوکا میں رکھا۔ پس آج تم سے اور ان سے جنہوں نے کفر کیا ہے کوئی فدیہ اور بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ یہ ارشاد دیتا ہے کہ وہ لوگ کافر نہیں ہوں گے (بلکہ مسلمان ہوں گے)۔

سولہواں باب

قیامت کے علامات و احوال

کیا وہ قیامت کے علاوہ کسی چیز کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے۔ یقیناً اس کے علامات تو آ چکے۔ فرماتا ہے قیامت ان کی وعدہ گاہ ہے۔ وہ زیادہ حیران کن اور زیادہ کڑوی ہے۔ فرمایا قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ رسول اللہؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ بہترین گفتگو اللہ کی کتاب ہے اور افضل ترین ہدایت اللہ کی ہدایت ہے اور بدترین امور نئے پیدا شدہ ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے پس ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسولؐ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جس سے سوال کیا گیا ہے اُسے سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں وہ نہیں آئے گی مگر اچانک پس وہ شخص کہنے لگا اس کے علامات،

ہمیں بتائیے فرمایا اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک علم نہ اُٹھ جائے زلزلے زیادہ نہ ہوں، فتنے اور فساد کثرت سے ہوں، ہرج و مرج ظاہر ہوں اور تم میں خواہشات زیادہ ہوں۔ آباد جگہ برباد اور برباد آباد ہو جائے۔ مشرق میں اور مغرب میں اور جزیرہ عرب میں زمین دھنس جائے اور سورج مغرب سے طلوع کرے اور دابۃ الارض خروج کرے اور دجال کا ظہور ہو اور یاجوج و ماجوج زمین میں پھیل جائیں اور عیسیٰ بن مریمؑ کا نزول ہو پس اس وقت ایک ہوا چلے گی یمن کی طرف سے جو ریشم سے زیادہ نرم ہوگی۔ اور پس وہ کسی میں ذرہ برابر ایمان نہیں پائے گی۔ مگر وہ اس سے چھین لے گی اور قیامت صرف بُرے لوگوں پر قائم ہوگی۔ پھر عدن کی طرف سے آگ آئے گی باقی زمین پر جو لوگ باقی ہوں گے ان کو جلا کے محشور کرے گی۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کب ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا جب تمہارے قاری امراء کے ساتھ منافقت کریں گے اور تم اغنیاء کی تعظیم کرو گے اور فقراء کی اہانت کرو گے اور تم میں راگ ظاہر ہوگا اور زنا عام ہوگا اور مکان اُونچے اُونچے بنیں گے اور تم قرآن راگ سے پڑھو گے اور اہل باطل اہل حق پر غالب آجائیں گے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کم ہو جائے گا۔ اور نماز ضائع کر دی جائے گی اور شہوات کی اتباع کی جائے گی اور خواہش کی طرف جھکا جائے گا پس ظالم امیر آگے بڑھیں گے۔ پس وہ خیانت کریں گے اور وزیر فاسق ہوں گے اور قاریوں میں حرص و طمع اور علماء میں نفاق ظاہر ہوگا۔ تو اس وقت ان پر بلاء و مصیبت نازل ہوگی حالانکہ کوئی اُمت مقدس و پاک نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے

کمزور کی صاحب قوت کے خلاف امداد نہ کی جائے۔ مساجد میں نقش و نگار کیے بنائیں گے اور مصاحف (قرآن مجید) پر سونے کا پانی چڑھایا جائے گا اور منبر اونچے بنائے جائیں گے اور صفیں زیادہ ہوں گی اور مساجد میں چیخ و پکار کثرت سے ہوگی۔ جسم اکٹھے ہوں گے اور زبانیں مختلف ہوں گی اور ہر ایک کا دین اس کی زبان کی چاٹ ہوگا۔ اگر اُسے کچھ دیا جائے تو شکریہ ادا کرے گا اور اگر روک دیا جائے تو کفرانِ نعمت کرے گا۔ وہ چھوٹوں پر رحم نہیں کریں گے اور بڑے کی عزت و وقار نہیں سمجھیں گے اپنے نفسوں کو ترجیح دیں گے۔ ان کے اہلِ حرم سے بدکاری کی جائے گی وہ حکم میں ظلم و جبر کریں گے۔ غلام ان کے حاکم ہوں گے اور لونڈے ان کے مالک۔ اور ان کے معاملات کی تدبیر لونڈیں کریں گی۔ مرد سونے چاندی کے زیورات پہنیں گے اور ریشم و دیباج زیب تن کریں گے اور لڑکیوں و کنیزوں کو سب و شتم اور قطع رحمی کریں گے۔ راستہ خوفناک کر دیں گے۔ چونگیاں قائم کر دی جائیں گی اور مسلمانوں سے جنگ اور کفار سے صلح کریں گے پس اس وقت بارش زیادہ ہوگی اور انگوری کم اُگے گی۔ استہزاء کرنے والے زیادہ اور علماء کم ہوں گے۔ امراء زیادہ اور امین تھوڑے ہوں گے۔ اس وقت دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے جاری ہوگا اس کے کنارے لوگ قتل ہوں گے پس تنلوے میں سے ننانوے مارے جائیں گے اور ایک بچے گا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ نے ہمیں اندھیرے میں نماز پڑھائی تو ایک شخص نے پکار کر کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ قیامت کب آئے گی تو آپؐ نے اُسے جھڑک دیا۔ یہاں تک کہ جب ہم پہ روشنی چھا گئی تو آپؐ نے آسمان کی

طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھا۔ پھر فرمایا بابرکت ہے اس کا پیدا کرنے والا اس کو رکھنے والا۔ اس کو بچھانے والا اور ثبات و قرار سے اُسے آراستہ کرنے والا پھر فرمایا اے قیامت کے متعلق سوال کرنے والے وہ اُمرا کے خبیث ہو جانے قاریوں کے مکر و فریب علماء کے نفاق کے وقت آئے گی اور جب میری اُمّت علم نجوم کی تصدیق اور قضاء و قدر کی تکذیب کرے گی۔ جب وہ امانت کو غنیمت صدقہ کو جرمانہ بدکاری کو مباح عبادت کو تکبّر اور لوگوں پر اپنی بڑائی سمجھیں گے۔ فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم پر فاسق امیر خیانت کرنے والے وزیر اور حکومت کے معاون ظالم اور فاسق قاری اور جاہل عبادت گزار نہ ہوں۔ خداوند عالم اُن پر تاریک غبار والے فتنے کا دروازہ کھول دے گا۔ پس وہ اس میں سرگردان ہوں گے جس طرح یہودی سرگردان ہوئے تھے۔ اس وقت اسلام کا ایک ایک دستہ ٹوٹنے لگے گا۔ یہاں تک کہ صرف اللہ اللہ کہا جائے گا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا جس بادشاہ کو خدا نعمت و قوت عطا کرے۔ پس وہ اس سے بندوں پر ظلم کرے تو خداوند عالم پر لازم ہے کہ وہ اس سے سلطنت چھین لے کیا تم خدا کے اس ارشاد کو نہیں دیکھتے کہ خدا قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے آپ کو نہ بدلیں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا یہ اُمّت ہمیشہ خدا کے انعام اور رحمت کے سایہ میں رہے جب تک اس کے قاری امراء کی طرف مائل نہ ہوں۔ اور اس کے صلحاء برے لوگوں سے دوستی اختیار نہ کریں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو خدا اُن سے اپنی

قسمت چھین لے گا اور انہیں فقر و فاقہ میں مبتلا کرے گا اور برے لوگوں کو اُن پر مسلط کر دے گا۔ اور ان کے دل خوف سے بھر دے گا اور اُن میں سے جبار لوگوں پر سخت عذاب کرے گا۔ پس وہ دُعائے غریق پڑھیں گے تو وہ قبول نہیں ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا: بُرا بندہ وہ ہے جو مغفرت کی دُعا مانگتا ہے۔ حالانکہ وہ گناہ کرتا ہے اور نجات کی اُمید رکھتا ہے اور اس کے لیے عمل نہیں کرتا اور عذاب سے ڈرتا ہے اور اس سے بچتا نہیں، گناہ میں تعجیل اور توبہ میں تاخیر کرتا ہے اور خدا پہ جھوٹی اُمیدیں لگائے بیٹھا ہے پس ویل ہے اس کے لیے پھر ویل ہے اُس دن جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔ مروی ہے کہ جب عمر ابن ہبیرہ ہشام بن عبدالملک کی طرف سے عراق کا گورنر بن کے آیا تو اُس نے شعبی اور حسن بصری کو دربار میں بلایا اور ان دونوں سے کہنے لگا۔ ہشام بن عبدالملک نے اس کا حکم سننے اور اطاعت کرنے پر مجھ سے بیعت لی ہے پھر اس نے مجھے عراق کا گورنر بنا دیا ہے۔ بغیر اس کے کہ میں اس سے اس کی حکومت کا سوال کرتا اور ہمیشہ اس کے خطوط آتے رہتے ہیں کہ میں لوگوں کی جاگیریں چھین لوں اور اُن کی گردنیں اڑا دوں اور اُن کے مال اپنے قبضہ میں کرلوں۔ اس بارے میں تم دونوں کی کیا رائے ہے۔ شعبی نے تو اس سے منافقت برتی اور کمزور قسم کی بات کی لیکن حسن بصری اُس سے کہنے لگا اے عمر میں تجھے منع کرتا ہوں کہ تو ہشام کو راضی کر کے خدا کی ناراضگی مول لے۔ اور جان لے کہ اللہ تو تجھے ہشام سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ لیکن ہشام تجھے خدا سے محفوظ نہیں کر سکتا اور نہ ہی پورے اہل زمین۔

کیا تیرے پاس اللہ کا خط آتا ہے کہ اس کے خط میں جو لکھا ہے اس پر عمل کرو اور عدل و احسان کرو اور رسول اللہؐ کا خط بھی آتا ہے اور ہشامؒ کا خط ان کے خلاف آتا ہے۔ پس تم ہشامؒ کے خط پر تو عمل کرتے ہو اور خدا کی کتاب اور رسولؐ کی سنت کو چھوڑ دیتے ہو، یہ تو بہت بڑی ہتک اور واضح خسارہ ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور اس کی مخالفت سے بچو، کیونکہ عنقریب تمہارے پاس آسمانی فرشتہ آئے گا اور وہ تجھے تخت کی بلندی سے اتار لے گا اور تیرے قصر و محل کی وسعت سے کھینچ کر قبر کی تنگی کی طرف لے جائے گا پھر تیری قبر کو تیرے عمل کے بغیر کوئی چیز وسیع نہیں کر سکے گی۔ اگر وہ عمل اچھا ہو اور تمہیں وحشت میں نہیں ڈالے گا۔ مگر وہی عمل اگر قبیح ہوا۔ اور جان لو اگر تم نے اللہ کی نصرت کی تو وہ بھی تیری نصرت کرے گا اور تجھے ثابت قدم بنا دے گا۔ کیونکہ خدا اس کی عزت کا ضامن ہے جو خدا کی عزت کرے اور اس کی نصرت کرتا ہے۔ جو اس کی نصرت کرے وہ فرماتا ہے اگر تم اللہ کی نصرت کرو تو وہ تمہاری نصرت کرے گا اور تمہیں ثابت قدم بنا دے گا اور فرمایا خدا ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے۔ اور فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا جب تم میں بدعتیں ظاہر ہوں گی یہاں تک کہ ان میں بچہ بڑھے گا اور بڑا بوڑھا ہو جائے گا اور ان میں عجمی سالم رہیں گے اور جب بدعتیں ظاہر ہوں تو کہا جائے گا یہ سنت ہیں اور جب سنت پر عمل کیا گیا تو کہیں گے یہ بدعت ہے۔ عرض کیا گیا یہ کب ہوگا اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا جب تم دنیا کو آخرت کے عمل سے خرید کرو گے۔ ابن عباسؓ نے کہا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ جس میں سنت کو ختم کر دیں گے اور بدعت پر عمل کریں گے۔ یہاں تک کہ سنتیں مردہ ہو جائیں گی اور بدعتیں زندہ ہوں گے

اور خدا کی قسم لوگوں کو ہلاک نہیں کیا اور حجت و دلیل سے قدیم و جدید زمانہ میں نہیں ہٹایا۔ مگر میرے علماء نے وہ آخرت کے راستہ پر بیٹھ جاتے ہیں، اور لوگوں کو اس پر چلنے سے منع کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں انھیں شک میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو پیاسا تھا اس نے ایک پانی کا بھرا ہو گھڑا دیکھا۔ پس اس نے چاہا کہ اس سے پانی پیئے۔ تو اس سے ایک شخص نے کہا اس میں ہاتھ نہ ڈالو اس میں سانپ ہے جو تمہیں ڈس لے گا اور وہ زہر سے بھرا ہوا ہے۔ پس وہ شخص تو رک گیا اور منع کرنے والا اس میں ہاتھ ڈالنے لگا، تو پیاسے نے کہا اگر اس میں زہر ہوتی تو یہ اپنا ہاتھ اس میں نہ ڈالتا۔ اب میرے علماء کی حالت لوگوں کے ساتھ ایسی ہے۔ وہ لوگوں کو دنیا میں پرہیزگاری کی تلقین کرتے ہیں اور خود اس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور لوگوں کو حاکموں کے پاس جانے اور اُن کی تعظیم کرنے سے روکتے ہیں اور خود ان کے پاس جاتے اُن کی تعظیم کرتے اُن کی مدح و ثنا بجا لاتے اور اُن کے افعال و کردار کو اُن کے سامنے اچھا جتلاتے اور انھیں سلامتی کا وعدہ دیتے ہیں۔ بلکہ اُن سے کہتے ہیں ہم نے تمہارے متعلق خواب دیکھے ہیں عظیم منازل اور مقبول بارگاہ ہونے کے۔ پس انھیں مفتون کرتے اور دھوکا دیتے ہیں اور خدا کے ارشاد کو بھول جاتے ہیں کہ بے شک نیک لوگ جنت نعیم میں اور برے لوگ دوزخ جحیم میں ہوں گے اور اس کا یہ ارشاد کہ ظالموں کا کوئی حمایت کرنے والا اور اطاعت کیے جانے والا شفیع نہیں ہے اور خدا کا ارشاد جب ظالم اپنے ہاتھ کاٹنے لگے گا۔

اور یہ ارشاد اُس دن کوئی دوست دُوسرے دوست کو کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کر سکے گا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا جنت حرام ہے اس جسم پر جس نے حرام کی غذا کھائی ہو۔ اور امیر المومنینؑ فرماتے ہیں وہ شخص میرا شیعہ نہیں جو کسی کا مال حرام کھائے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا وہ جسم جنت کی بُو نہیں سونگھے گا جو حرام سے اُگا ہے۔ اور فرمایا تم میں سے ایک شخص اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتا ہے۔ اور یا رب یا رب کہتا ہے حالانکہ اس کا کھانا اور اس کا لباس حرام ہے پس کونسی اس کی دُعا اور عمل قبول ہوگا۔ حالانکہ وہ حلال مال سے خرچ نہیں کرتا۔ اگر حج کرے تو حج حرام۔ اگر صدقہ دے تو صدقہ حرام۔ اگر شادی کرے تو شادی حرام۔ اگر روزہ رکھے تو افطار حرام کے ساتھ کرتا ہے ہمیں ہائے افسوس اس کے لیے کیا اُسے معلوم نہیں کہ خدا طیب و طاہر ہے اور طیب و طاہر کو ہی قبول کرتا ہے اور خدا نے اپنی کتاب میں کہہ دیا ہے کہ اللہ تو صرف متقیوں سے قبول کرتا ہے البتہ تمہارے اوپر مجھ سے امیر اور حاکم ہوں گے جو شخص ان کے قول کی تصدیق کرے گا اور ظلم میں اُن کی مدد کرے گا۔ اور ان کے دروازوں پر جائے گا۔ وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں (یعنی اس کا میرے ساتھ اور میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں) اور وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس ہرگز نہیں آسکے گا۔ آپؐ نے حذیفہؓ سے فرمایا۔ اے حذیفہؓ کیا حال ہوگا تمہارا جب تمہارے امیر ایسے اشخاص ہوں گے کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو وہ تمہیں کافر بنا دیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کی تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ حذیفہؓ کہنے لگا پھر میں کیا کروں اے اللہ کے

سول نے فرمایا اگر قوت و طاقت ہو تو ان سے جہاد کرنا اور اگر کمزور ہو تو ان سے
بھاگ جانا۔ فرمایا میری امت کی دو ایسی صنفیں ہیں اگر وہ درست ہو جائیں
لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی اور اگر وہ فاسد ہو گئے تو لوگ فاسد و خراب
ہو جائیں گے۔ (۱) امراء (۲) علماء۔ ارشاد قدرت ہے اور نہ مائل ہو جاؤ
ان لوگوں کی طرف جو ظلم کرتے ہیں۔ پس تمہیں جہنم کی آگ مس کرے گی اور
فرمایا اس میں طغیان نہ کرنا ورنہ میرا غضب تم پر نازل ہوگا۔ خدا کی قسم لوگوں
کے معاملات خراب نہیں ہوتے مگر انہیں دو صنفوں کی بدولت خصوصاً وہ شخص
جو اپنے فیصلہ اور قضاوت میں ظلم کرے اور حکم کرنے پر رشوت قبول کرے
ابونواس نے کتنا عمدہ شعر کہا ہے۔ جب امیر اور اس کا منشی خیانت کرے
اور حکومت کا قاضی قضاوت میں مکر و فریب کرے تو ویل ہے پھر ویل ہے
(ہلاکت) پھر ویل ہے۔ حکومت کے قاضی کیلئے آسمان کے قاضی کی طرف
سے اور خدا کے اس قول (کہ اس قوم کو نہیں پائے گا جو اللہ اور آخرت پر
ایمان رکھتے ہیں کہ وہ محبت کریں اس شخص سے جو خدا اور رسولؐ سے دشمنی
کرتا ہے) کی تفسیر میں آیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے
جو بادشاہوں اور ظالموں سے میل جول رکھتے ہیں۔ فرمایا اسلام زبان سے
اعلان کرتا ہے اور ایمان دل میں چھپا ہوتا ہے اور تقویٰ اعضاء و جوارح سے
عمل کرنے کا نام ہے۔ تم کیسے مسلمان ہو سکتے ہو جبکہ لوگ تم سے سالم نہ رہیں
اور کس طرح مومن بن سکتے ہو جبکہ لوگ تم سے امن میں نہ ہوں اور تم متقی
کیسے ہو سکتے ہو جبکہ لوگ تمہارے شر اور اذیت سے بچتے پھرتے ہوں۔ فرمایا

جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور ہمارے کہنے پر عمل نہیں کرتا تو وہ
ہے اور نہ ہم اس سے ہیں۔ کیا انھوں نے اللہ کا یہ ارشاد نہیں سُنا ج
اپنی نبیؐ کے متعلق خبر دیتا ہے کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو مِ
کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ اور جب آپؐ نے اپنے اصحاب
لی تو ان سے یہ عہد و میثاق لیا کہ وہ اللہ کے ارشاد کو گوشِ ہوش سے
اور تنگی و آسائش کے زمانہ میں آپؐ کی اطاعت کریں گے اور یہ کہ
ہوئے حق بات کریں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے
کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔ پھر فرمایا خداوند عالم بندے کی
شمار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بیماری میں اس کے کراہنے کی آواز او
دلیل۔ خدا کا یہ ارشاد ہے وہ کوئی بات نہیں کہتا۔ مگر یہ کہ اس کے
نگہبان ہے اور یہ ارشاد کہ اور بے شک تم پر نگران ہیں۔ مکرم
جو جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو اور یہ ارشاد کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں
اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ خدا اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا۔

ستھواں باب

زنا اور سُود کا عذاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہلِ جہنم چیخیں گے زانیوں کی شرمگاہ

نے والی بدبو سے ، پس تم زنا سے بچو کیونکہ اس میں چھ برائیاں ہیں ، تین دنیا
میں اور تین آخرت میں ۔ جو دنیا میں ہیں وہ یہ کہ اس سے چہرہ کا حسن و رونق
ختم ہو جاتی ہے ، فقر و فاقہ کا سبب بنتا ہے ، اور عمر و زندگی کو کم کر دیتا
ہے ۔ اور وہ جو آخرت میں ہیں یہ کہ خدا کی ناراضگی ۔ برے حساب اور
دائم عذاب کا سبب ہے ۔ بے شک زانی قیامت میں اس حالت میں
آئیں گے کہ ان کی شرمگاہوں میں آگ بھڑک رہی ہو گی ۔ وہ اپنے شرمگاہوں
کی بدبو سے پہچانے جائیں گے ۔ نبی کریمؐ نے فرمایا خدا تمہیں دنیا میں خلیفہ
بنانے والا ہے ۔ یعنی گزشتہ لوگوں کا قائم مقام پس تم دیکھو کہ کس قسم کا
عمل کر رہے ہو ۔ پس زنا اور سود سے بچو کہتے ہیں کہ معتزلہ نے امام رضاؑ
کی مجلس میں ایک دن کہا کہ گناہان کبیرہ میں سب سے بڑا گناہ قتل ہے
کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے تو اس کی سزا
جہنم ہے ہمیشہ اس میں رہے گا ۔ امام رضاؑ نے فرمایا میرے نزدیک قتل سے
بڑا گناہ اور اس سے زیادہ بری معصیت زنا ہے ۔ کیونکہ قاتل مقتول کو
قتل کرنے کے بعد صرف اپنے آپ کو خراب و فاسد کرتا ہے اس کے آگے
کوئی خرابی نہیں اور زنا قیامت تک کے لیے نسل کو خراب کر دیتا ہے
اور وہ حرام چیزوں کو حلال کر دیتا ہے ۔ پس اس مجلس میں کوئی ایسا فقیہ
نہ تھا جس نے آپؑ کا ہاتھ نہ چوما ہو اور آپؑ کے قول کا اقرار نہ کیا ہو
اور آنحضرتؐ نے فرمایا جب تم میں پانچ چیزیں ہوں گی تو پانچ مصیبتوں
میں مبتلا ہو گے ۔ جب تم سود کھاؤ گے تو زمین کے دھنس جانے میں مبتلا

ہو گے جب تم میں زنا ظاہر ہو گا تو تم جلدی مرو گے۔ اور جب
ظلم کریں گے تو چوپائے مر جائیں گے اور جب اہل ملت ظلم کریں گے
زائل ہو جائے گی۔ اور جب تم سنت کو چھوڑ دو گے تو بدعت ظاہر
آنحضرتؐ نے فرمایا جو قوم اپنے عہد کو توڑ دے گی تو دشمن اس پر مسلط
جائے گا۔ اور جو قوم ظلم و جور کرے گی اس میں قتل زیادہ ہوں گے
زکوٰۃ نہیں دے گی۔ اس سے بارش رک جائے گی اور جس قوم میں
زیادہ ہو گی اس میں موتیں زیادہ واقع ہوں گی۔ اور جو قوم کیل و
کمی کرے گی وہ قحط سالی میں مبتلا ہو گی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جب
امت پندرہ کام کرے گی تو اس پر مصیبت نازل ہو گی۔ جب
دولت بن جائے امانت غنیمت سمجھی جائے۔ مرد اپنی بیوی کی اطاعت
کرے اور ماں کی نافرمانی کرے اور اپنے دوست سے نیکی کرے
باپ پر جفا کرے اور مسجد میں آوازیں بلند ہوں۔ ایک انسان کی اس
شر سے محفوظ رہنے کی وجہ سے عزت کی جائے اور قوم کا سردار
سے کمینہ شخص ہو اور لوگ ریشم کے کپڑے پہنیں اور گانے والی عورتیں
اپنے پاس رکھیں اور شرابیں پئیں اور زنا زیادہ کریں تو اس وقت سرخ
یا زمین کے دھنس جانے یا مسخ ہونے یا دشمن کے غالب آنے کی
رکھو ، پھر تمہاری مدد و نصرت بھی نہیں ہو گی۔

اٹھارھواں باب

لقمان کا اپنے بیٹے کو علوم و حکمت بلیغہ کی وصیت کرنا

فرمایا اے بیٹا! مرغ تجھ سے زیادہ عقلمند اور اوقات نماز کا زیادہ محافظ
نہ ہو۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر نماز کے وقت اذان کہتا ہے اور سحر
کے وقت وہ آواز بلند کرتا ہے جب تو سویا ہوا ہوتا ہے۔ فرمایا بیٹا! جسے
زبان پر قابو نہیں وہ پشیمان ہوگا اور جو زیادہ جھگڑالو ہو وہ گالیاں
سنتا ہے اور جو بری جگہوں میں جاتا ہے وہ متہم ہوگا۔ جو برے شخص
سے دوستی کرتا ہے۔ وہ صحیح سالم نہیں رہ سکتا اور جو علماء کے پاس بیٹھتا
ہے وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ اے بیٹا! توبہ میں تاخیر نہ کرو، کیونکہ موت
اچانک آتی ہے۔ اے بیٹا! تیرا دل تونگر ہونا چاہیئے اور جب تو فقیر ہو جائے
تو لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ نہ کر دے، ورنہ ان کی نگاہ میں ذلیل ہو جائے گا
خدا سے اس کے فضل و کرم سے سوال کر۔ اے بیٹا! وہ جھوٹا ہے جو
کہتا ہے برائی کو برائی سے کاٹا جاتا ہے کیا دیکھتے نہیں کہ آگ آگ سے نہیں
بجھتی بلکہ پانی سے بجھتی ہے۔ اسی طرح شر کو خیر سے بجھایا جاتا ہے۔ اے
بیٹا مصیبت زدہ پر شماتت نہ کر اور مبتلا پر طعنہ نہ کر اور نیکی کو نہ رد کر، کیونکہ
یہ چیز دنیا و آخرت میں تیرے لیے ذخیرہ ہے۔ اے بیٹا تین اشخاص سے نرمی
کرنا ضروری ہے۔ بیمار، بادشاہ اور عورت۔

قانع بن جا غنی ہو کر زندگی بسر کرے گا۔ متقی ہو جا باعزت ہو کے رہے گا۔
اے بیٹا! جب سے تو شکمِ مادر سے گرا ہے دُنیا کی طرف پشت اور آخرت کی
کی طرف بڑھ رہا ہے اور تو ہر دن جس کی طرف بڑھ رہا ہے زیادہ قریب ہو
رہا ہے بہ نسبت اُس کے جس سے پشت پھیرے ہوئے ہے۔ پس اُس گھر
کے لیے زادِ راہ تیار کر جس کی طرف جا رہا ہے اور تجھے تقویٰ و پرہیزگاری
لازمی ہے کیونکہ یہ سب تجارتوں میں سے زیادہ نفع بخش ہے اور جب تجھ سے
کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے پیچھے استغفار، پشیمانی اور اس جیسے گناہ کے
ترک کرنے کا عزم بالجزم کر اور موت کو اپنا نصب العین بنا لے اور اللہ
کے دربار میں ٹھہرنے کو اپنا مطمحِ نظر قرار دے اور اپنے ذہن میں اپنے اعضاء
و جوارح اور اُن ملائکہ کا تیرے خلاف گواہی دینا جو تجھ پر موکل ہیں تصور کر
اور شرم و حیا کر اُن فرشتوں سے اور اللہ تعالیٰ سے جو تجھے دیکھ رہا ہے اور
تجھ پر لازم ہے کہ موعظہ پر عمل کرے۔ کیونکہ عقلمند کے نزدیک یہ شہد سے زیادہ
میٹھا ہے اور بیوقوف کے لیے کسی بوڑھے شخص کے سیڑھیوں پر چڑھنے سے
سے زیادہ دشوار ہے اور لہو و لعب کی باتیں نہ سُنا کرو، کیونکہ وہ آخرت
کو بھلا دیتی ہیں۔ بلکہ جنازوں پر حاضر ہوا کرو اور قبرستان کی زیارت کیا کرو
اور موت اور اس کے بعد کی ہولناک باتوں کو یاد رکھو اور اپنا بچاؤ کرو
اے بیٹا! بُری عورتوں سے خدا کی پناہ مانگو اور اچھی عورتوں سے بھی ڈرتے
رہو۔ اے بیٹا! کسی پر ظلم کرنے سے خوش نہ ہو۔ بلکہ ظلم کرنے پر محزون و مغموم
ہو۔ اے بیٹا! ظلم میں تاریکیاں اور آخرت میں حسرتیں ہیں اور جب تیرے

تا اپنے سے پست پر ظلم کرنے پر اکسائے تو اللہ کو جو قدرت تجھ پر حاصل
ہے اسے یاد کر اے۔ بیٹا! علماء سے وہ چیز سیکھو جس سے تم جاہل ہو اور جو
ہو، لوگوں کو اس کی تعلیم دو۔ تیرا اس سے ملکوت اعلیٰ میں تذکرہ ہوگا۔
بیٹا! سب لوگوں میں سے زیادہ غنی و تونگر وہ ہے جو اس چیز پر قناعت
کرے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ فقیر وہ
ہے جس کی آنکھیں اس چیز پر لگی ہوں جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اے بیٹا!
جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے مایوس ہو جا اور اللہ کے وعدے
پر بھروسہ رکھ اور جو کچھ اس نے تجھ پر فرض کیا ہے اس میں کوشش کر۔
اور جس چیز کا وہ ضامن ہوا ہے اس کو چھوڑ دے، اور اپنے تمام امور
میں اللہ پر توکل کر وہ تیرے لیے کافی ہے۔ اور جب نماز پڑھے تو وداع
ہونے والے شخص کی طرح ادا کر اور یہ گمان رکھ کہ تم اس کے بعد ہرگز زندہ
نہ ہوگے اور ایسی چیزوں سے بچو کہ جن کی معذرت کرنی پڑے کیونکہ خیر
کی معذرت نہیں کرنی پڑتی اور لوگوں کے لیے وہ کچھ پسند کر جو اپنے لیے
پسند کرتا ہے اور ان کے لیے وہ ناپسند کر جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے اور
وہ بات نہ کہہ کہ جس کا تجھے علم نہیں اور کوشش کر کہ تیرا آج کا دن کل
سے بہتر ہو اور آنے والا دن آج سے بہتر ہو، کیونکہ جس کے دونوں دن
برابر ہوں وہ خسارے میں ہے اور جس کا آج کا دن کل سے برا ہے وہ ملعون
ہے اور جو کچھ اللہ نے تیری قسمت میں لکھا ہے اس پر راضی رہ کیونکہ وہ
شخص ہے کہ میرے بندوں میں زیادہ عظیم گناہ گار وہ ہے جو میری قضا و قدر

پر راضی نہیں اور میری نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا اور میری بلاء پر صبر نہیں کرتا۔ رسول اللہؐ نے معاذ بن جبل کو وصیت کی۔ فرمایا میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔ اللہ سے ڈرنے، سچ بولنے، امانت کے ادا کرنے، تواضع کا خیال رکھنے، وعدہ کی وفا کرنے، خیانت کے چھوڑنے اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے، صلہ رحمی کرنے، یتیم پر رحم کرنے، نرم گفتگو کرنے، نیک اعمال بجالانے، امید کو کوتاہ کرنے، ایمان کی تاکید کرنے، دین کو سمجھنے، قرآن میں تدبر کرنے، آخرت کو یاد رکھنے حساب سے گھبرانے اور موت کو زیادہ یاد رکھنے کی اور کسی مسلمان کو سب وشتم نہ کرو، کسی گناہ گار کی اطاعت نہ کرو۔ کسی رشتہ دار سے قطع رحمی نہ کرو کسی بُرے کام پر راضی نہ ہو۔ ورنہ اُس کے بجالانے والے کی طرح ہو جاؤ گے اور ہر درخت اور پتھر کے پاس اور سحری کے اوقات میں بلکہ ہر حالت میں اللہ کو یاد کرو وہ تمہیں یاد رکھے گا۔ کیونکہ خدا اُسے یاد رکھتا ہے جو اسے یاد رکھے اس کو شکریہ کی جزاء دے گا جو اس کا شکریہ ادا کرے اور ہر گناہ کی توبہ کی تجدید کر، پوشیدہ کی پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ اور جان لے کہ سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے۔ اور زیادہ قابل وثوق عزت تقوئی ہے اور زیادہ شریف ذکر اللہ کا ذکر ہے۔ اور بہترین قصص قرآن ہے اور بدترین امور وہ ہیں جو نئے ایجاد ہوتے ہیں اور بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے اور شریف ترین موت شہادت ہے اور سب سے زیادہ اندھا وہ ہے جو ہدایت کے بعد گمراہ ہو جاتا ہے اور بہترین علم وہ ہے جو نفع دے

بدترین اندھاپن دل کا اندھا ہونا ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے
بہتر ہے۔ اور وہ کم مقدار جو کافی ہو بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غافل
کر دے اور بُری ہے وہ معذرت جو موت کے وقت کی جائے اور بدترین
پشیمانی قیامت کے دن کی ہے اور سب سے عظیم گناہ جھوٹی زبان ہے
اور بہترین غنیٰ و تونگری نفس کی غنیٰ و تونگری ہے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ
ہے اور حکمت کا سر خلوت و جلوت میں خوفِ خدا ہے اور بہترین وہ چیز
جو دل میں ڈالی جائے یقین ہے اور گناہوں کا ملاپ جھوٹ اور فحاشی سے
اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے اور بدترین
کسب سود ہے اور بدترین گناہ یتیم کا مال کھانا ہے۔ اور نیک بخت وہ
ہے جو دوسروں سے وعظ حاصل کرے۔ وہ جسم جو حرام سے اُگا ہے اس
کے لیے جہنم کی آگ کے علاوہ کچھ نہیں۔ اور جو حرام غذا کھاتا ہے وہ جہنم کا
مستحق ہے اور اس کی دُعا قبول نہیں ہوتی اور نماز نور ہے۔ صدقہ و خیرات
اور زکوٰۃ آفات کی ڈھال ہے۔ روزہ مضبوط ڈھال ہے۔ ... اطمینان غنیمت ہے
اور اس کو چھوڑ دینا حماقت ہے اور عقلمند کے لیے ایک ایسا وقت ہونا چاہیے جس میں وہ اپنے
پروردگار سے مناجات کرے اور ایک وقت ایسا ہو جس میں خدا کی صنعت کاری میں
غور و فکر کرے اور ایک ایسا وقت ہو جس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایک ایسا
وقت ہو جس میں اپنی حلال حاجت کے لیے خلوت میں جائے اور عقلمند کے لیے ضروری
ہے کہ اس کی کوشش صرف تین چیزوں میں ہو۔ آخرت کے لیے زادِ راہ، معاش کی اصلاح اور غیر حرام
لذتوں کا حاصل کرنا اور عقلمند کو چاہیے کہ وہ اپنے زمانے میں باہمت ہو، اپنی زبان کی حفاظت کرے اور

اس زبان کی حفاظت کرے اور حضرت موسیٰؑ کی تورات میں ہے مجھے تعجب
ہے اس شخص سے جسے موت کا یقین ہے وہ کیسے خوش رہتا ہے اور جسے
حساب و کتاب کا یقین ہے کس طرح گناہ کرتا ہے اور جسے قدر و قضا کا یقین
ہے کیسے محزون ہوتا ہے اور جسے جہنم کی آگ کا یقین ہے وہ کس طرح ہنستا
ہے اور جو دنیا کا اپنے رہنے والوں کے ساتھ الٹ پھیر دیکھتا ہے۔ پھر
کس طرح مطمئن ہوتا ہے۔ اور جسے جزا کا یقین ہے کس طرح عمل نہیں کرتا
دین کی طرح کوئی عقلمندی نہیں گناہ سے رکنے جیسی ورع و پرہیزگاری نہیں
اور حسن خلق جیسا حسب و نسب نہیں۔ ابوذرؓ کہتے ہیں رسول اللہؐ نے مجھے
پانچ چیزوں کی وصیت کی مساکین سے محبت کرنا اور ان کے قریب رہنا
اور اغنیاء سے دور رہنا اور یہ کہ صلہ رحمی کروں اور حق کے بغیر کوئی بات
نہ کروں اور راہ خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں
اور اپنے سے پست کی طرف دیکھوں اور اپنے سے اوپر والے کی طرف نگاہ
نہ کروں اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم زیادہ کہا کروں کیونکہ یہ باقیات صالحات
ہیں اور فرمایا جو شاہراہ پہ چلے وہ پھسلنے سے مامون رہتا ہے اور صبر سلامتی
کی سواری ہے اور بے صبری کرنا ندامت و پشیمانی کی سواری ہے اور حلم
بردباری کی کڑواہٹ انتقام کی حلاوت سے زیادہ میٹھی ہے اور کینہ کا نتیجہ
پشیمانی ہے اور جو صبر کرے اس چیز پہ جسے پسند نہیں کرتا وہ اس چیز کو پا لے گا
جسے پسند کرتا ہے اور مصیبت پر صبر کرنا شماتت کرنے والے کے لیے مصیبت

ہے اور اس پر جزع و فزع کرنا ایک دوسری مصیبت ہے۔ ثواب کے فوت ہونے کی اور یہ سب سے عظیم مصیبت ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو اور بہترین ذکر وہ ہے جو مخفی ہو اور میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور اپنے نفوس کے لیے اچھی فکر و نظر کرنا اور اپنی آخرت سے غافل نہ ہونا اور باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز دے کر خرید کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور جان لو کہ یہ گنے چنے دن ہیں اور رزق تقسیم شدہ ہیں اور اجلیں معلوم ہیں اور آخرت ایسی ابدی چیز ہے کہ جس کی کوئی مدت نہیں اور ایسی اجل ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں اور ایسی نعمت ہے کہ جس کے لیے زوال نہیں پس معلوم کرو کہ تم کیا چاہتے ہو اور تم سے کیا چاہا گیا ہے اور دنیا کی وہ چیز چھوڑ دو جو تمہیں آخرت سے مشغول رکھے اور کوتاہی کرنے والوں کی حسرت اور دھوکا کھانے والوں کی پشیمانی سے بچو اور جتنی زندگی رہ گئی ہے اس میں جو کچھ فوت ہو چکا ہے اس کا تدارک کرو، اور ہلاکت کے گھر سے برقرار رہنے والے گھر کی طرف کوچ کرنے کی تیاری کرو اور موت سے ڈرو کہیں غفلت میں اچانک نہ آجائے اور تیاری و استعداد سے پہلے جلدی نہ کرلے۔ خداوند عالم فرماتا ہے نہ وصیت کی طاقت ہوگی ان میں اور نہ وہ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ کے آئیں گے۔ پس کتنے صاحبان عقل ہیں کہ جنھیں خواہش نفسانی مشغول کردیتی ہے اس چیز سے کہ جس کے لیے وہ پیدا کیے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بے عقلوں کی طرح ہو جاتے ہیں اور اپنے نفسوں کو غلطی کرنے میں معذور نہ سمجھو اور اس باطل میں جھگڑا نہ کرو جو تمہاری خواہش

کے موافق ہے بلکہ تمہاری ہمت حق کی نصرت ہو۔ چاہیئے وہ تمہاری طرف ہو یا اُس کی طرف جو تم سے جھگڑا کر رہا ہے۔ کیونکہ خداوندِ عالم فرماتا ہے اے وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہو، اللہ کے مددگار ہو اپنی خواہش اور شیطان کے مددگار نہ ہو اور جان لو کہ گمراہ امام کی طرح دین کو کوئی نہیں ہرم کرتا اور گراتا جو لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور منافق کا باطل کے لیے جدال و جھگڑا کرنا اور دنیا سے طلب گار دل اور اس میں رغبت کرنے والوں کی گردنیں توڑ دیتی ہے اور جان لو کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے لہٰذا اس کو عمل صالح سے درست اور ہموار بنالو پس تم میں سے جو نیک کام کرتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو ایسی بات کرتا ہے کہ جس سے وہ اپنی راہ ہموار کرے۔ خدا فرماتا ہے وہ اپنے نفوس کے لیے اسے ہموار کرتے ہیں اور جب تم دیکھو کہ خدا بندے کو وہ کچھ دیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے حالانکہ وہ اس کی نافرمانی پر قائم ہے تو سمجھ لو کہ وہ اُسے بتدریج عذاب کے قریب لیے جا رہا ہے ارشاد ہے کہ ہم عنقریب درجہ بدرجہ انھیں قریب لاتے ہیں جہاں سے انھیں پتہ نہیں ہوتا۔ ابنِ عباسؓ سے سوال کیا گیا ان لوگوں کے متعلق جو خدا کا سچا خوف رکھتے ہیں کہا وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے دل خوف سے زخمی ہیں اور ان کی آنکھیں اشکبار ہیں اور ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم کیسے خوش ہوں حالانکہ موت ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہے اور قبر ہمارے وارد ہونے کی جگہ ہے۔ قیامت ہماری وعدہ گاہ ہے اور اللہ کے سامنے ہماری

پیشی ہے اور ہمارے اعضاء و جوارح ہمارے خلاف گواہ ہیں اور جہنم
کا پُل ہمارا راستہ ہے اور اللہ نے ہم سے حساب لینا ہے۔ پس منزہ ہے
ہمارا خدا۔ ہم پناہ مانگتے ہیں اس سے تعریف کرنے والی زبانوں اور مخالف
اعمال سے جب کہ دل پہچانتے ہیں بے شک عمل علم کا ثمر ہے اور خوف
عمل کا نتیجہ ہے اور امید یقین کا پھل ہے اور جو جنت کا مشتاق ہے۔ وہ
اس تک پہنچنے کے اسباب میں کوشش کرتا ہے اور جو جہنم کی آگ سے
ڈرتا ہے تو وہ اس چیز سے دور ہوتا ہے جو اس کے قریب کرے اور جو
خدا کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے وہ اس کی ملاقات کی تیاری کرتا ہے
روایت ہے کہ خداوند عالم اپنی بعض کتب میں ارشاد فرماتا ہے۔ اے
فرزند آدمؑ میں زندہ ہوں مجھ پر موت نہیں تو ان چیزوں میں میری اطاعت
کر جن کا میں نے تجھے حکم دیا ہے۔ تجھے ایسی زندگی دوں گا کہ تیرے لیے
موت نہیں ہو گی۔ اے فرزند آدمؑ میں کسی چیز کے لیے کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی
ہے تو میری اطاعت کر ان امور میں جن کا میں تجھے حکم دیتا ہوں تو تجھے ایسا
بنا دوں گا کہ کسی چیز سے کہے گا تو وہ ہو جائے گی اور اسی طرح خداوند عالم
اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرماتا ہے اور تمہارے لیے ہے۔ اس میں جو
تمہارے نفوس چاہیں اور تمہارے واسطے ہے۔ اس میں جو تم مانگو یہ چیزیں
خدائے غفور رحیم کی طرف سے نازل ہوتی ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تین چیزیں
ہلاک کرنے والی اور تین نجات دینے والی ہیں۔ وہ جو ہلاک کرنے والی ہیں تو وہ
صفت بخل ہے کہ جس کی اطاعت کی جائے اور وہ خواہش ہے جس کی پیروی

ہو اور انسان کا اپنے اُوپر اترانا ہے۔ اور وہ جو نجات دینے والی ہیں تو خلوت جلوت میں خدا کا خوف رکھنا غنی و فقر میں میانہ روی اختیار کرنا اور رضا و غضب میں عدل و انصاف کرنا اور امام حسینؑ کا ارشاد ہے کچھ لوگ اس حالت میں صبح کرتے ہیں کہ وہ جنّت اور اس کی نعمتوں کو آگ اور اس کے شعلوں کو دیکھتے ہیں جاہل گمان کرتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں حالانکہ اُنھیں کوئی بیماری نہیں۔ یا وہ مخبوط الحواس ہیں۔ حالانکہ اُن کے دل و دماغ میں امرِ عظیم کا خلط اور ملاپ ہے اور (وہ ہے) خوفِ خدا اور دلوں میں اس کی ہیبت وہ کہتے ہیں کہ دُنیا کی ہمیں ضرورت نہیں اور نہ ہم اس کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور نہ اس میں کوشش کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ انھوں نے اپنے مال اور خون خرچ کر دیے ہیں اور ان کے بدلے اپنے خالق کی مرضی خریدی ہے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ اگر اُن کے مال اور نفس اُن سے جنّت کے بدلے خرید لے تو وہ انھیں بیچ ڈالیں۔ تو اُن کی تجارت نفع کی ہے اور ان کی سعادت اور عظیم خوش بختی ہے اور اس سے ان کی فلاح و کامیابی ہے۔ پس تم اُن کے آثار پر چلو خدا تم پر رحم کرے اور ان کی اقتدار کرو۔ کیونکہ خداوندِ عالم نے نبی کریمؐ کے سامنے ان کے بزرگوں ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور ان دونوں کی ذریّت کی تعریف کی ہے۔ اور فرمایا ہے پس ان کی ہدایت کی اقتدار کرو اور جان لو اسے اللہ کے بندو تم پر لازم کیا گیا ہے ان کی اقتدار اور اتباع کرنا لہٰذا جدوجہد کرو اور بچو اس سے کہ ظالموں کے مددگار ہو جاؤ۔ کیونکہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو کسی ظالم کے ساتھ چلے اور اس کے ظلم میں اعانت کرے تو وہ اسلام سے

دائرہ سے خارج ہے اور جس کی سفارش اللہ کی کسی حد کے گرد چکر لگائے تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہے اور جو کسی ظالم کی اعانت کرے تاکہ اس سے کسی مسلمان کے حق کو باطل کرے تو وہ اسلام، اللہ اور رسولؐ کے ذمہ سے بری ہے۔ جو کسی ظالم کی بقاء کی دعا کرے تو وہ دوست رکھتا ہے کہ خدا کی معصیت کی جائے اور جس کی موجودگی میں کسی مومن پر ظلم ہو رہا ہو یا اس کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قدرت رکھتا ہے اور اس کی مدد و نصرت نہ کرے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے غضب کی طرف اس نے رجوع کیا ہے اور جو اس کی مدد کرے تو وہ اللہ کی طرف سے جنت کا مستحق ہوا ہے اور خداوند عالم نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی کہ فلاں جبار سے کہو، میں نے تمہیں اس لیے نہیں بھیجا کہ دنیا پر دنیا جمع کیے جاؤ بلکہ اس لیے بھیجا ہے تاکہ مظلوم کی پکار مجھ سے پلٹا دو۔ اور اس کی مدد کرو کیونکہ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں مظلوم کی مدد کروں گا اور اس شخص سے نصرت نہ کرنے کا بدلہ لوں گا کہ جس کے سامنے اس پر ظلم کیا گیا اور اس نے اس کی مدد نہیں کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا جو شخص کسی مومن کی اذیت پہنچانے پر ایک کلمہ سے بھی مدد کرے تو قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے اور وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے کعبہ اور بیت المقدس کو گرایا ہو اور دس ہزار ملائکہ کو قتل کیا ہو۔ رفاعہ بن امین کہتا ہے کہ مجھ سے صادقؑ آلِ محمدؐ نے فرمایا کیا میں تجھے اس

شخص کی خبر نہ دوں جو قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ سخت
عذاب میں مبتلا ہوگا۔ میں نے عرض کیا ہاں میرے آقا و مولا۔ فرمایا سب
لوگوں سے زیادہ سخت عذاب میں وہ شخص ہوگا۔ قیامت کے دن جو مو
کے خلاف کلمہ کے ایک جز کے ساتھ اعانت کرے۔ پھر فرمایا کیا اس سے
زیادہ شدید عذاب والے کی خبر دوں۔ میں نے عرض کیا ہاں میرے سید و
فرمایا جو شخص مومن کے قول یا فعل پر کسی قسم کا عیب لگاتے۔ پھر فرمایا میرے
قریب ہو جا تاکہ مزید تجھے کچھ باتیں بتاؤں۔ وہ شخص اللہ اس کے رسو
اور ہم اہل بیت کی ولایت پہ ایمان نہیں رکھتا کہ جس کے پاس کوئی مو
کسی ضرورت و حاجت کے لیے آئے اور وہ اس کے سامنے ہنستے ہو
پیش نہ آئے پس اگر وہ حاجت یہ پوری کر سکتا ہے تو خود پوری کرے
اور اگر وہ چیز اس کے پاس نہیں تو اپنے ذمے لے لے یہاں تک کہ اسے
پورا کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو ہمارے اور اس کے درمیان کوئی
ولایت و محبت نہیں۔ اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مومن کی خدا کے
ہاں کیا قدر و منزلت ہے تو گردنیں اس کے سامنے جھکیں کیونکہ خداوند عالم
نے مومن کا نام اپنے ناموں سے مشتق کیا ہے۔ خدا خود مومن ہے اور
اس نے اپنے بندے کا نام مومن رکھا ہے اس کی شرافت و کرامت کو
ملحوظ رکھتے ہوئے اور وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے اپنا ایمان پیش
کرے گا اور خدا اس کے ایمان کو اپنی پناہ میں لے لے گا اور خداوند عالم
فرماتا ہے کہ وہ شخص میرے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہے جو کسی مومن کو

ذیت دیتا یا اُسے ڈراتا ہے۔ اور جناب عیسیٰؑ فرماتے تھے اے حواریوں کی جماعت اللہ کے محبوب بنو گناہگاروں سے بغض رکھ کر اور اللہ کا قرب حاصل کرو۔ اُن سے دُور رہ کر اور ان پر غضب ناک ہو کر اس کی رضا تلاش کرو اور جب بیٹھو تو ایسے شخص کے پاس بیٹھو جس کی گفتار تمہارے عمل میں زیادتی کا سبب ہو اور جس کا دیکھنا تمہیں خدا کی یاد دلائے اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی طرف راغب کرے۔ امیرالمومنینؑ نے ابوذرؓ سے فرمایا اپنے دل پر فکر کو زبان پر ذکر کو جسم پر عبادت کو اور آنکھوں پر خوفِ خدا سے رونے کو لازم قرار دو اور کل کی روزی کا اہتمام نہ کرو اور مساجد کو لازم پکڑو انہیں آباد رکھنے والے اللہ والے ہیں اور اس کے مخصوص بندے اس کی کتاب کی قرأت کرنے والے اس پر عمل کرنے والے ہیں اور فرمایا مروّت چھ چیزوں میں ہے ان میں سے تین سفر میں اور تین گھر میں ہیں۔ وہ جو گھر سے متعلق ہیں قرآن مجید کی تلاوت کرنا مساجد کو آباد رکھنا اور اللہ کے لیے بھائی بنانا اور جو سفر میں ہیں زادِ راہ کا خرچ کرنا خوش خلقی سے پیش آنا اور اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ اور امام حسنؑ فرمایا کرتے تھے اے فرزند آدمؑ! تجھ جیسا کون ہے، حالانکہ تجھ سے خدا خلوت میں گفتگو کرتا ہے۔ جب تم چاہو تو اس کی بارگاہ میں جا سکتے ہو وضو کرو اور اس کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اُس نے تیرے اور اپنے درمیان کوئی حجاب اور دربان مقرر نہیں کیا۔ تم اپنے ہم و غم اور فقر و فاقہ کی اس سے شکایت کرو اور اس سے اپنی حاجات طلب کرو اور اپنے معاملات میں اُسی سے مدد چاہو اور آپؑ فرمایا کرتے

سمجھے کہ اہلِ مسجد اللہ کے زائر ہیں اور جس کی زیارت کی جائے اس پر لازم
ہے کہ زیارت کرنے والے کو تحفہ دے اور روایت ہے کہ جو شخص مسجد
ناک صاف کرے تو اس کی وجہ سے قیامت کے دن وہ رسوائی کا سامنا
کرے گا۔ اور لوگ مسجد میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک صنف نماز میں اور
قرآن مجید کی تلاوت میں اور ایک صنف علوم سیکھنے میں مشغول ہوتی ہے
ایک صنف خرید و فروخت کرنے والوں کی، ایک صنف لوگوں کی غیبت
والی اور ایک قسم جھگڑے اور باطل قسم کی باتیں کرنے والوں کی ہوگئی
اور فرمایا جو قبلہ کی طرف ناک صاف کرتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے
جب وہ مبعوث ہوگا تو وہ غلاظت اس کے چہرے پر ہوگی اور آپ نے
فرمایا نماز پڑھنے والا مجھ سے سرگوشی کرتا ہے اور خرچ کرنے والا یاد
میری تونگری کے مجھے قرض دیتا ہے اور روزہ دار میرا تقرب حاصل کرتا
فرمایا دو اشخاص ایک ہی نماز میں ہوتے ہیں اور ثواب میں ان کا تفاوت
زمین و آسمان جتنا ہوتا ہے۔

انیسواں ۱۹ باب

قرآن مجید کی تلاوت

رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہے کو زنگ

لگتا ہے اور اس کی جلا۔ قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ اور ابن عباسؓ نے کہا قرآن کی تلاوت کرنے والا جو اس کی پیروی کرے دنیا میں گمراہ اور آخرت میں بدبخت نہیں ہوتا۔ فرمایا حامل قرآن کی رات کے وقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اور دن کو جب لوگ غافل ہوں اور رونے سے جس وقت لوگ ہنس رہے ہوں اور ورع و پرہیزگاری سے جب لوگ حرص و طمع میں مبتلا ہوں اور خشوع و خضوع کیساتھ جب لوگ اکڑاکڑ کے چلیں اور حزن کے ساتھ جب لوگ فرحت و سرور میں ہوں اور خاموشی کیساتھ جب لوگ باتوں میں لگے ہوں پہچان ہونی چاہیئے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا قرآن مجید وجوہ و اقسام پر ہے حلال و حرام، محکم و متشابہ اور امثال پس حلال پر عمل کرو، حرام سے اجتناب کرو۔ محکم کی اتباع کرو متشابہ پر ایمان رکھو اور مثالوں سے عبرت حاصل کرو اور وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا جو اس کے محرمات کو حلال سمجھے اور لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے جو قرآن کو پڑھے اور باوجود اس کے کسی چیز سے خوف نہ کھائے اور جعفر بن محمد علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق کہ جنھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جو حق ہے تلاوت کا، فرمایا وہ اس کی آیات کو ترتیل سے پڑھتے ہیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور اس کے وعدہ کی امید رکھتے ہیں اور اس کی وعید (دھمکی) سے ڈرتے ہیں اور اس کے قصص سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور اس کے اوامر کی اطاعت اور اس کے نواہی سے رکتے ہیں خدا کی قسم تلاوت کے معنی اس کی آیات کو یاد کرنا اور اس کے حروف کو پڑھنا

اس کی سورتوں کی تلاوت کرنا اور اس کے دسویں اور پانچویں حصہ کا ورد
لینا نہیں ہے۔ لوگوں نے اس کے حروف کو یاد رکھا ہے اور اس کی
کو بھلا دیا ہے حالانکہ اس کی آیات میں تدبر کرنا اور اس کے احکام
کرنا مقصود ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے یہ کتاب ہے بابرکت کہ
ہم نے نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں تدبر کریں۔ جان لیجئے
آپ پر رحم کرے کہ اللہ کا صرف ایک ہی رستہ ہے اور اس کا مجموعہ
ہے اور وہ عالم جو اس پر عمل کرے اس کی برگشت جنت ہے اور جو اس
مخالف ہو اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایمان صرف آرزو کا نام نہیں بلکہ
وہ چیز ہے جو دل میں نقش ہوتی ہے اور اعضاء و جوارح جس پر عمل کر
رہیں اور اعمال صالح اس کی تصدیق کرتے ہیں اور آج تو جفا ظاہر ہو چکی
اور وفا کم ہے اور سنت کو چھوڑ دیا گیا ہے، اور بدعت ظاہر ہو چکی
اور لوگوں نے فسق و فجور پر بھائی چارہ بنالیا ہے اور ان سے شرم و
دور ہو گیا ہے اور معرفت زائل ہو گئی ہے اور جہالت باقی رہ گئی
تجھے نظر نہیں آئے گا مگر ناز و نعمت کا وہ پلا ہوا شخص جو دنیادار ہے۔
پر خوشی اور اسی سے ناراض ہوتا ہے اور اسی پر جنگ کرتا ہے۔ نیک
چلے گئے ہیں اور کھجور کا چھلکا باقی رہ گئے ہیں اور امام حسنؑ نے فرمایا
دنیا میں باقی رہنے والی کتب میں سے یہی قرآن رہ گیا ہے۔ اس کو ا
بنالو۔ یہ ہدایت پر تمہاری رہبری کرے گا اور قرآن کا زیادہ حق دار
ہے جو اس پر عمل کرے اگرچہ اسے یاد نہ ہو اور اس سے زیادہ دور وہ شخص

جو اس پر عمل نہ کرے اگرچہ اُسے پڑھتا رہتا ہو۔ فرمایا جو قرآن میں اپنی
ئے سے گفتگو کرے پس وہ درست بھی کہے تب بھی خطا کار ہے۔ فرمایا یہ قرآن
ست کے دن قائد و سائق (ہانکنے والا) ہو کے آئے گا۔ اس قوم کو جنت
رف لے کر چلے گا۔ جنھوں نے اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا
اور اس کے متشابہ پر ایمان رکھا ہے اور ایک قوم کو جہنم کی طرف
کے لے جائے گا۔ جنھوں نے اس کے حدود اور احکام کو ضائع کر دیا
اس کے محرمات کو حلال سمجھا ہے اور آنحضرتؐ نے فرمایا قرآن کو ترتیل
پڑھو۔ اُسے زیادہ نہ بکھیر دو اور نہ اشعار کی طرح اس کو کاٹو اس کے
بات کے نزدیک رُک جاؤ اور اس سے دلوں کو جھنجھوڑو اور تم میں
سی کا مقصد سورت کے آخر تک پہنچنا نہ ہو۔ آنحضرتؐ نے خطبہ دیا
فرمایا زندگی میں اچھائی نہیں مگر گفتگو کرنے والے عالم اور سن کر یاد رکھنے
ے شخص کے لیے اے لوگو! تم صلح کے زمانہ میں ہو اور تمھیں تیز چلایا جا رہا
اور تم دیکھ رہے ہو کہ رات دن کس طرح ہر نئی چیز کو پرانا کر رہے ہیں۔
ہر بعید کو قریب لا رہے ہیں اور ہر وعدہ شدہ چیز کو لا رہے ہیں پس
اُٹھتے آپؐ سے عرض کیا اے اللہ کے نبی ہدنہ (صلح کے زمانہ) سے
راد ہے۔ فرمایا ابتلاء اور انقطاع کا گھر جب معاملات تم پر مشتبہ ہو
ں تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح تو تم پر لازم ہے کہ قرآن سے تمسک
و۔ کیونکہ یہ شفاعت کرنے والا مقبول الشفاعۃ ہے اور یہ ایسا گواہ ہے
ی کی تصدیق کی جائے گی جو اس کو آگے رکھے گا۔ یہ اُسے جنت کی طرف لے

جائے گا اور جس نے اُسے پس پشت ڈال دیا یہ اُسے ہانک کر جہنم کی
لے جائے گا۔ یہ زیادہ واضح دلیل ہے۔ بہترین راستہ کی اس کا ظاہر حکم
اور اس کا باطن علم ہے۔ اس کے عجائبات کا شمار نہیں ہو سکتا اور
کے غرائب ختم ہوتے ہی نہیں آتے۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے اور
کا سیدھا راستہ ہے جو قرآن سے گفتگو کرے وہ سچ کہتا ہے اور جو
سے حکم لگائے وہ عدل و انصاف کرتا ہے اور جو اس پر عمل کرے وہ کا
ہے کیونکہ جو مومن قرآن کو پڑھتا ہے وہ مثل لیموں کے ہے جس کا ذا
اور بو اچھے ہیں اور کافر مثل حنظل کے ہے جس کا ذائقہ اور بو بری ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں لوگوں میں سے زیادہ
زیادہ بخیل زیادہ چور زیادہ جفا کار زیادہ عاجز کی نشان دہی نہ کر دوں
لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا لوگوں میں سے
سست وہ شخص ہے جو صحیح سالم اور فارغ ہونے کے باوجود دل
اور زبان سے ذکر خدا نہ کرے اور زیادہ بخیل وہ ہے جو کسی مرد مسلمان کے
قریب سے گزرے اور اس پر سلام نہ کرے اور زیادہ چور وہ شخص
جو اپنی نمازمیں چوری کرے۔ اس کو ایسے لپیٹ جیسے پرانے کپڑے کو
جاتا ہے وہ نماز اس کے منہ پر ماری جائے گی اور زیادہ جفا کار
شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور
سب سے عاجز وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہو۔

بیسواں باب

سورہ قاف پر ایک بلیغ خطبہ کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہے

اے لوگو! قرآن مجید میں تدبر کرو، پس وہ تمہیں نیک کام کی طرف ابھارتا ہے اور اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر لو، کیونکہ وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور وعید اور دھمکی کے دن سے ڈرو اور خدا کی اطاعت کے طور پر عمل کرو۔ یہی بندوں کی شان ہے اور اس کے غضب سے ڈرو، پس کتنے جابر سرکش تھے کہ جن کی گردنیں اس نے توڑ دی ہیں۔ ق قسم ہے قرآن حکیم کی کہاں ہے وہ جس نے پختہ مکانات و عمارات بنوائے۔ طویل عمر گزاری اور لوگوں پر حکومت کی اور پہلے زمانے میں سرداری کی اور جہالت و جرأت کی بنا پر گمان کیا کہ اس کی حکومت نہیں بدلے گی۔ زمانہ اُن پر پلٹا اور اس نے اُن سے چھین لیا جو کچھ انھیں دیا تھا۔ جب انھوں نے فسق و فجور کیا تو ہلاکت کا پیالہ انھیں پلایا گیا۔ کیا ہم پہلی دفعہ خلق کرنے سے کوئی عاجز تھے بلکہ وہ نئی خلقت سے اشتباہ میں ہیں۔ پس اے وہ شخص کہ جس کے آج اور کل نے اسے عبرتوں کے ساتھ ڈرایا ہے اور شمس و قمر نے تغیرات کے ساتھ اس سے گفتگو کی ہے اور اس سے اس کا بیٹا بھائی اور بیوی چھین لی ہے اور وہ دامن سمیٹ کر گناہوں میں کوشش کرتا پھرتا ہے حالانکہ اس کی قید کا زمانہ قریب آ گیا ہے اور البتہ ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم جانتے ہیں

کہ اُس کا نفس اس کے ساتھ کیا کیا وسوسے کرتا ہے اور ہم اُس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تجھے اس زمانے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ جو تیرے خلاف گواہی دے گا۔ جس دن تیرے اعضاء جوارح بولیں گے اور دُنیا میں جو عمل تو کرتا رہا ہے اسے محفوظ کر لیا گیا ہے جبکہ ملاقات کرنے والے ملتے اور دائیں بائیں بیٹھتے ہیں۔ کوئی لفظ نہیں بولتا مگر اس کے پاس نگہبان ہیں پس گویا تجھے موت بجلی کی طرح اچٹ لے گی اور مشرق و مغرب کی حکومت کے باوجود تو اس کے دُور کرنے کی قدرت نہیں رکھے گا اور وسعت کے باوجود کوتاہی کرنے پر پشیمان ہوگا اور تو پہلی چیز (دنیا) کے ترک کرنے پر افسوس کرتا ہے، حالانکہ دوسری (آخرت) زیادہ حقدار ہے، اور موت کی غشی حق کے ساتھ آگئی اور یہ وہ چیز ہے جس سے تو انحراف کرتا تھا پھر تو کوچ کرے گا قصور سے قبور کی طرف اور اکیلا رہ جائے گا کئی زمانے گزرنے کے باوجود مثل بندقیدی کے اور صور پھونکا جائے گا اور یہ وعید کا دن ہے۔ پس اُس وقت خدا جسموں کو بدل دے گا اپنی صنعت سے اور مختلف چیزوں کو جمع کر دے گا اپنی قدرت سے اور انہیں جمع کر کے پکارے گا نغمہ صور کے ساتھ پس انہیں سنوائے اور ہر نفس کے ساتھ اس کا ہنکانے والا اور گواہ ہوگا۔ پس بھائی تجھ سے بھاگے گا اور تو اپنے بھائی کو بھول جائے گا، اور تیرا دوست تجھ سے اعراض کرے گا اور تیری دوستی چھوڑ دے گا اور تیرا ساتھی تجھ سے دُوری اختیار کرے گا اور تیرے احسانات کا انکار کر دے گا اور خوفناک چیزوں سے

سامنا ہوگا جبکہ وہ تجھے مجبور کر دیں گے اور وہ تجھے بُری لگیں گی اور تو اپنی
لاد اور اپنی بیویوں کو بھول جائے گا۔ تم تو اس وقت غفلت میں تھے پس
ج تم سے پردہ اُٹھا دیا ہے پس آج کے دن تمہاری بصارت تیز ہو گئی
ہے اور افسوس و پشیمانی کے آنسو لگاتار بہہ رہے ہوں گے اور تکلیف کے
ساتھ حسرتوں کے ساتھ گر رہے ہوں گے اور آگ کے شعلے کفار کی طرف
بڑھ رہے ہوں گے پس وہ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اور گناہگار کو
جہنم کی آگ سے کوئی پناہ دینے والی چیز نہیں ہوگی اور اس کا ساتھی کہے گا
یہ میرے پاس تیار ہے جس دن زبانیہ (جہنم کے دربان) کفار کو گرفتار
کرنے کے لیے منتشر ہوں گے اور جلدی کرے گا وہ جس کو وہ سختی سے ہنکا رہے
اور آنسو بہہ رہے ہوں گے اور آگ کفار کی طرف کود کود کر جائے گی جس
طرح شیر حملہ کرتا ہے جب وہ چنگھاڑ رہا ہو۔ پس جہنم کی آواز سے ذلیل ہو
جائے گا جو عزیز تھا اور فخر کرتا تھا جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنا
رکھا تھا پس تم دونوں اس کو سخت عذاب میں پھینک دو۔ اور خدا تعالیٰ
حق کہے گا تو تو ہمیشہ ٹال مٹول اور چھپ چھپ کے گناہ کرتا رہا۔ جبکہ
اور حالانکہ اس بات کا فیصلہ میرے ذمہ تھا اور مظلوم کے لیے ظالم سے
انتقام میں نے لینا ہے۔ فرمایا میرے سامنے جھگڑا نہ کرو، اور میں تو پہلے سے
عذاب کی دھمکی دے چکا ہوں، ان چیزوں کے ذریعہ کہ جن سے تمہیں گزشتہ
دنوں میں ڈرا چکا ہوں۔ کیا میں نے تمہیں ان چیزوں سے نہیں ڈرایا جو بڑا بُرا
اور گناہوں کے مقابلہ میں تیار کی گئی ہیں کیا میں نے تم سے اس دن کا وعدہ نہیں

کیا تھا باقی دلوں کو چھوڑ کر میرے پاس بات نہیں بدل سکتی اور میں بندوں
پر ظلم نہیں کرتا۔ پس اللہ کی پناہ ہے اس ہولناک عذاب سے کہ جس
غافل و جاہل حیران ہوں گے اور صاحبانِ عقل و فکر جس سے سرگرداں
جائیں گے جو ابن ملجم اور یزید جیسے کفار کے لیے تیار کیا گیا ہے جس دن
ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو پُر ہو گئی ہے اور وہ کہے گی کچھ مزید ہے۔
ہائے حسرت گناہگاروں کے لیے کہ جس کی تلافی نہیں ہو سکے گی اور اے
نصرت مخلصین کی جن کا پاک و صاف ہونا مکمل ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوں
اور جو چاہیں گے ان کے لیے میسر ہوگا اور ہمارے پاس زیادہ بھی ہے اور
حضورِ قلب کے ساتھ دیکھو اے اللہ کے بندے کہ دونوں گروہوں میں
فرق ہے اور صحت کو غنیمت سمجھو قبل اس کے کہ دل نکال لیا جائے۔ بیشک
لذتیں فنا ہو جائیں گی اور ننگ و عار باقی رہے گی اور نصیحت ہے اس
شخص کے لیے جو صاحبِ دل ہے یا جو کان دھر کے سنتا ہے اور وہ
گواہ ہے نبی کریمؐ نے فرمایا جس شخص کو کوئی ہم و غم لاحق ہو اور وہ یہ
اَللّٰھُمَّ اِنِّی عبدک وابن عبدک وابن امتک نفسی بیدک ماضٍ
حکمک عدل فی قضائک اسئلک بکل اسم ھولک سمیت بہ نفسک
او انزلتہ فی کتابک او علمتہ احداً من خلقک او استاثرت بہ
علم الغیب عندک ان تصلی علی محمد وآل محمد وان تجعل القرآن
ربیع قلبی ونور بصری وشفاء صدری وذھاب غمی وجلاء حزنی یا ارحم
الراحمین تو خداوندِ عالم اس کے ہم و غم کو دور کر دے گا اور اس کی مصیبت

مال دے گا اور اُس کی حاجات کو پورا کرے گا اور جناب رسولِ خداؐ یہ دعا
پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اقسم لنا من خشیتک ما یحول بیننا وبین
معصیتک ومن طاعتنا ما تبلغنا بہ جنتک ومن الیقین ما
تھون علینا من مصائب الدنیا ومتعنا باسماعنا وابصارنا علی
من عادانا ولا تجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا تسلط علینا من لا یرحمنا
اللھم آمن روعتی واستر عورتی اللھم اصلح دیننا الذی ھو
عصمۃ امرنا واصلح لنا دنیانا التی فیھا معاشنا واصلح آخرتنا
التی الیھا منقلبنا واجعل الحیاۃ زیادۃ لنا فی کل خیر والوفاۃ
راحۃ لنا من کل سوء اللھم انا نسئلک موجبات رحمتک وعزائم
مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم یا من شھد کل
نجوی وشاھد کل نجوی ویا کاشف کل بلوی نا نلت توحی والذی
انت بالمنظر الاعلی اسئلک الجنۃ وما یقرب الیھا من قول وفعل
اعوذ بک من النار وما یقرب الیھا من قول او فعل اللھم انی اسئلک
خیر الخیر رضوانک والجنۃ واعوذ بک من شر الشر سخطک والنار
اللھم انی اسئلک خیر ما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم نانک انت
علام الغیوب ذوالنون مصری سے روایت ہے کہ میں نے بیت المقدس کے
ایک پتھر پر لکھا ہوا دیکھا ہر خائف بھاگتا ہے۔ ہر امید کرنے والا طلب کرتا ہے
نافرمان وحشت زدہ ہوتا ہے۔ ہر اطاعت کرنے والا مانوس ہوتا ہے
قناعت کرنے والا عزت دار اور ہر طمع گار ذلیل ہوتا ہے۔ میں نے غور کیا

تو اس کلام کو ہر چیز کی اصل پایا اور وہ کہا کرتا تھا لوگ اندازے لگایا کرتے ہیں اور قضاء و قدر ان پر ہنستی ہے۔

اکیسواں (۲۱) باب

ذکر اور اس کی نگہداشت

خداوند عالم فرماتا ہے مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور ایک کتاب میں ارشاد قدرت ہے میرا ذکر کرنے والے میری ضیافت و مہمانی میں ہیں اور میری اطاعت کرنے والے میری نعمت میں ہیں اور شکر کرنے والے میری زیارت میں ہیں، اور میری نافرمانی کرنے والوں کو میں اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا، اگر وہ توبہ کریں تو میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ اگر وہ بیمار ہوں تو میں ان کا طبیب ہوں۔ شدائد و مصائب سے ان کا علاج کرتا ہوں تاکہ انھیں گناہوں اور عیوب سے پاک کردوں۔ علی ابن الحسینؑ زین العابدینؑ نے فرمایا رات اور دن کے درمیان ایک باغ ہے جس کی روشنی میں لوگ چرتے ہیں اور اس کے چمنستانوں میں متقی نعمتیں حاصل کرتے ہیں پس وہ رات کو بیدار اور دن کو روزے رکھ کے گھل گئے ہیں۔ پس تمہیں چاہیے کہ رات کے ابتدائی حصہ میں تلاوت قرآن اور آخری حصہ میں تضرع و استغفار کرنی چاہیے اور جب دن چڑھے تو اچھے اعمال کرے۔ اس سے حسن سلوک

کرو اور بُرے کاموں کو ترک کر دو، اور وہ چھوٹے موٹے گناہ چھوڑ دو۔
جو تمھیں ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ تمھیں قبیح عیوب کی طرف کھینچ کر لے جاتے ہیں
گویا موت تم پر آدھمکی ہے اور قیامت نے تمھیں گھیر لیا ہے۔ پس حدی خوانی
کرنے والا تمھاری حدی خوانی کر رہا ہے جو تمھاری غایت سے پہلے نہیں ٹھہرے گا
لہٰذا کوتاہی کی پشیمانی سے بچو، جب پشیمانی نفع نہیں دے گی جس وقت
نادم ہتھیلیں ملیں گے۔ آپؑ نے فرمایا ارشادِ قدرت ہے جب میری نافرمانی
وہ شخص کرے جو مجھے پہچانتا ہے تو میں اس پر اس کو مسلط کر دیتا ہوں۔
جو مجھے نہیں پہچانتا اور فرمایا مومن کی گفتگو ذکر، اس کی خاموشی فکر اور
اس کی نگاہ عبرت شعار ہوتی ہے۔ فرمایا میرا دشمن میرے پاس کوئی حاجت لے
کر آتا ہے۔ تو میں فوراً اس کو پورا کرنے لگتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں
کوئی اور شخص اس کی حاجت برآری نہ کر دے اور وہ مستغنی ہو جائے
اور یہ فضیلت مجھ سے فوت نہ ہو جائے، زاہد کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا
وہ شخص ہے جو اپنی روزی سے کم کے ساتھ اپنے مقصد تک پہنچتا ہے
اور اپنی موت کے دن کے لیے تیاری کرتا ہے۔ فرمایا دُنیا نیند ہے اور
آخرت بیداری ہے اور ہم ان کے درمیان خواب پریشاں ہیں۔ فرمایا انسان خدا
کے غضب کے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب غضبناک ہو اور شیطان
کی اطاعت کے زیادہ قریب تب ہوتا ہے جب اکیلا ہو۔ عمر بن عبد العزیز
نے خطبہ دیا اور کہا اے لوگو تم فضول پیدا نہیں ہوئے اور نہ بے کار تمھیں
چھوڑ دیا گیا ہے اور تمھارے لیے ایک بازگشت کی جگہ ہے کہ جس میں خدا

تمہیں فیصلہ کے دن تمہارے درمیان حکم کے لیے جمع کرے گا پس خائب و
ہے وہ شخص جسے اس کے برے عمل کی وجہ سے اپنی اس رحمت سے نکال د
جو ہر چیز پر وسعت رکھتی ہے اور اپنی اس جنت سے جس کا عرض آسما
اور زمینوں کی وسعت ہے اور کل کے دن اس شخص کے لیے امان ہے
جو تھوڑی سی چیز کو بڑی چیز کے مقابلہ میں اور فنا ہونے والی کو باقی رہنے
والی کے بدلے اور شقاوت کو سعادت کے مقابلہ میں بیچ دے کیا تم گزرے
ہوئے لوگوں کے جانشینوں کو نہیں دیکھتے اور تمہارے جانشین دوسرے
لوگ بنیں گے وہ تمہاری میراث لے لیں گے اور تمہارے گھر تمہاری
قبریں بن جائیں گی اور تم ہر صبح و شام ایسے شخص کی تجہیز و تکفین کرتے ہو جس
نے اپنی مدت ختم کر لی ہے اور اب اس نے اپنے رب کی ملاقات کی ہے
پس تم اسے زمین کے اس حصہ میں چھوڑ آتے ہو، جس میں تکیہ اور فرش
نہیں بچھایا گیا وہ اسباب کو چھوڑ چکا ہے اور مٹی میں ساکن ہو گیا ہے اور
دوستوں سے جدا ہو گیا ہے اور حساب و کتاب سے اس کا سامنا ہے
اور اس کا محتاج ہے کہ جس کی طرف گیا ہے اور اس سے بے پرواہ ہے
جو پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ وہ اپنی نیکی میں زیادتی نہیں کر سکتا اور کسی برائی کو
کم نہیں کر سکتا اور جان لو کہ ہر سفر کے لیے زادِ راہ کی ضرورت ہے کہ جس
سے چارہ کار نہیں۔ لہٰذا اپنے سفر کے لیے تقویٰ کا زادِ راہ تیار کرو، اور
اس شخص کی طرح ہو جاؤ جو اس چیز کو دیکھ چکا ہے۔ خدا کے ثواب و عقاب
میں سے جو اللہ نے اس کے لیے تیار کر رکھا ہے تاکہ تم ڈرو اور رغبت

کرو۔ اور اُمید و آرزو تمہیں فریب نہ دے اور قامتِ دُنیا کو طویل نہ سمجھو کیونکہ
خدا کی قسم وہ شخص اپنی اُمید کو نہیں پھیلاتا جسے صبح کے وقت معلوم نہیں کہ
شام کرے گا اور شام کے وقت معلوم نہیں کہ صبح ہوگی جب کہ اُن کے
درمیانی وقفہ میں موتوں کا اچک لینا ہے اور دھوکہ باز شیطان کی طرف
سے اُمید کے خطرات ہیں اور وہ گناہ کو تمہارے لیے آراستہ کرتا ہے تاکہ
اس کا ارتکاب کرو اور توبہ بھلا دیتا ہے تاکہ اُسے بھول جاؤ یہاں تک
کہ انتہائی غفلت کے وقت موت آجاتی ہے پس اُس کے دھوکے کی
طرف مائل نہ ہو جاؤ، وہ تمہیں اپنے جال سے شکار کر لے گا اور جان لو
کہ قابلِ رشک اور مطمئن وہ شخص ہے جسے عذابِ خدا اور قیامت کے
دن کے احوال سے نجات کا وثوق ہے لیکن جسے یہ معلوم نہیں کہ اس کا رب
اس پر ناراض ہے کہ راضی وہ کس طرح مطمئن ہو سکتا ہے میں اللہ سے
پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں تمہیں حکم دوں یا منع کروں ایسی چیز سے
جس میں میں تمہاری مخالفت کروں ورنہ میرا معاملہ خسارہ میں ہوگا اور میرا
غم و غصہ عظیم ہوگا اُس دن جبکہ حق و سچائی کے علاوہ کوئی چیز فائدہ
نہیں دے گی اور کوئی شخص کامیاب نہیں ہوگا سوائے اُس کے جو قلب
سلیم کے ساتھ خدا کی ملاقات کرے گا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے لوگو!
اللہ کے لیے مستقیم اور سیدھے ہو جاؤ جیسا کہ وہ فرماتا ہے پس اللہ کے
لیے مستقیم ہو جاؤ اور اس سے طلب مغفرت کرو اور فرمایا جو لوگ یہ کہتے
ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ حق کی راہ پر قائم ہو جاتے ہیں اے لوگو!

اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے کاتے ہوئے کو مضبوطی کے بعد توڑ ڈالا اور اپنے درمیان کھوکھلی قسمیں نہ کھاؤ اور جان لو کہ جو شخص اپنی کسی صفت میں مستقیم نہ ہو وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف بلند نہیں ہو سکتا اور واضح نہیں ہو سکتا کہ اس کا چلنا صحیح ہے اور تقویٰ کی عزت سے نافرمانی کی ذلت کی طرف نہ خارج ہو جاؤ، اور اطاعت کے انس سے غلطی کی وحشت میں نہ جاؤ اور اپنے بھائی سے پوشیدہ ملاوٹ نہ کرو۔ کیونکہ جو اپنے بھائی سے پوشیدہ طور پر دھوکا کرے تو خدا اس کو اس کے چہرہ کے خطوط اور اس کی زبان کے بے سوچے سمجھے الفاظ میں ظاہر کر دیتا ہے یہ چیز دنیا میں ذلت اور آخرت میں رسوائی عذاب اور پشیمانی کا باعث ہوتی ہے لہٰذا وہ اعمال کے لحاظ سے خسارہ میں ہو گا۔ صادقؑ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ہوتے ہوئے کوئی چیز مضر نہیں مصیبتوں کے وقت دعا کرنا، گناہ کے وقت استغفار کرنا اور نعمت کے وقت شکر کرنا۔ فرمایا آلِ داؤدؑ کی حکمت میں ہے۔ اے فرزند آدمؑ تو ہدایت کی گفتگو کس طرح کرتا ہے۔ جب کہ ہلاکت سے تجھے افاقہ نہیں۔ اے فرزند آدمؑ تیرا دل سخت ہو گیا ہے اور عظمت خدا کو بھول چکا ہے۔ اگر تجھے اللہ کے متعلق علم ہوتا اور تو اس کی عظمت کو پہچانتا تو ہمیشہ اس سے ڈرتا رہتا اور اس کے وعدہ کی امید رکھتا۔ پس ہائے افسوس ہے تجھ پر تو کیوں اپنی قبر اور اس میں تنہا رہنے کو یاد نہیں کرتا رسول اللہؐ نے فرمایا دائیں طرف کا فرشتہ بائیں طرف والے کا امیر و افسر

پس جب بندہ برائی کرتا ہے تو بائیں طرف والا بائیں طرف والے سے کہتا ہے کہ جلدی نہ کر اور اس کو سات گھنٹوں تک مہلت دو، جب سات گھنٹے گزر جاتے ہیں اور وہ استغفار نہیں کرتا تو وہ کہتا ہے کہ اب لکھ دو کتنا کم حیا ہے یہ شخص اور حیا اس بندے میں اور صادقؑ نے فرمایا نبی اکرمؐ نے سعدؓ بن معاذ کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اس کی نماز جنازہ کے لیے نوے ہزار فرشتے آئے ہیں اور ان میں جبرئیلؑ بھی ہے جنھوں نے اس پر نماز پڑھی ہے تو میں نے پوچھا ہے کہ اے جبرئیلؑ سعدؓ کس طرح اس کا مستحق ہوا ہے کہ تم لوگ اس پر نماز پڑھنے آئے ہو۔ عرض کیا یہ سورہ قل ہو اللہ احد کی کھڑے ہوئے بیٹھے سوار ہوتے پیدل جاتے ہوئے تلاوت کیا کرتا تھا۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا جب مجھے معراج پر آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں جنت میں داخل ہوا۔ اس میں میں نے یاقوت سرخ کا ایک قصر دیکھا جس کے نور و ضیاء کی وجہ سے اس کا اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا تھا اور اس میں دو قبے تھے دُر و زبرجد کے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ قصر کس کا ہے تو اس نے جواب دیا جو پاکیزہ گفتگو کرے۔ ہمیشہ روزے رکھے، کھانا کھلاتے اور رات کو نماز تہجد پڑھے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ امیر المومنینؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا آپؐ کی امت میں کوئی اس کی طاقت رکھتا ہے فرمایا کیا تمھیں معلوم ہے کہ کلام کو پاکیزہ کرنے کا کیا مقصد ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جو شخص کہے سبحان اللہ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جو شخص شہر صبر (ماہ رمضان) کے روزے رکھے اور ان میں ایک دن بھی افطار نہ کرے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ کھانا کھلانے کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جو اپنے اہل و عیال کے لیے اتنی تلاش معاش کرے کہ جس سے ان کے چہرے لوگوں سے محفوظ رکھ سکے پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے رات کی تہجد کیا ہے۔ جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں میں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں (فرمایا) جو عشا کی نماز پڑھنے سے پہلے نہ سوئے جب کہ یہود و نصاریٰ اور دوسرے مشرکین ان دو وقتوں کے درمیان سو جاتے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا اور میں جنت میں داخل ہوا تو کستوری کے سفید رنگ کے چٹیل میدان دیکھے جن میں ملائکہ کو مکانات بناتے دیکھا جن کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور بعض اوقات وہ رک جاتے تھے تو میں نے ان سے کہا کیا بات ہے کہ کبھی بناتے ہو اور کبھی رک جاتے ہو وہ کہنے لگے تاکہ ان کا سامان آجائے میں نے کہا ان کا سامان کیا ہے۔ انھوں نے بتایا۔ مومن کا یہ کہنا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ جب مومن یہ کلمات کہتا ہے تو ہم بنانے لگ جاتے ہیں اور جب خاموش ہو جاتا ہے اور رک جاتا ہے تو ہم بھی رک جاتے ہیں۔

بائیسواں باب

نمازِ شب (تہجد) کی فضیلت

ارشادِ خداوندی ہے وہ رات کو تھوڑا سوتے ہیں اور سحر کے وقت وہ استغفار کرتے ہیں فرمایا ان کے پہلو لیٹنے کی جگہوں سے دور رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف و طمع کی حالت میں پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اسے خرچ کرتے ہیں۔ فرمایا وہ جو رات کے اندر سجدہ اور قیام کی حالت میں عبادت کرتا آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید رکھتا ہے فرمایا اور وہ لوگ جو رات گزارتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدہ کرنے اور قیام میں اور فرمایا رات کے کچھ حصہ میں نماز تہجد پڑھ جو تیرے لیے نافلہ ہے۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقامِ محمود پر مبعوث کرے۔ فرمایا اسے چادر اوڑھنے والے رات کو کھڑا ہو مگر کم نصف شب یا اس سے کچھ کم کر دے یا اس پر زیادہ کر دے اور قرآن کو ترتیل سے پڑھ اور خدا اپنے رسولؐ کو نہیں بلاتا مگر امر جلیل اور فضلِ جزیل کے لیے۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا مومن کا شرف ہے۔ نماز تہجد اور اس کی عزت ہے لوگوں سے مستغنی ہونا اور فرمایا جب خدا اوّلین و آخرین کو جمع کرے گا تو منادی ندا کرے گا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو فرشِ خواب سے دور رہتے تھے۔ جو اپنے رب کو خوف و طمع کی حالت میں پکارتے تھے

تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ قلیل مقدار میں ہوں گے۔ پھر ان کے بعد باقی لوگوں کا حساب و کتاب ہوگا۔ حدیث صحیح میں رسول اللہؐ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا جنت عدن میں ایک درخت ہے جس سے ابلق گھوڑے خارج ہوں گے جن پر یاقوت و زبرجد کی زین کسی ہوئی ہوں گی۔ جن کے پر ہوں گے وہ لوگ بول و براز نہیں کریں گے۔ ان پر اولیائے خدا سوار ہوں گے۔ وہ انھیں جنت میں لے اڑیں گے جہاں وہ چاہیں گے۔ فرمایا پس جنت والے انھیں پکار کر کہیں گے اے ہمارے بھائیو آپ نے ہم سے انصاف نہیں کیا پھر وہ کہیں گے ہمارے مالک تیرے ان بندوں نے تجھ سے ہمارے علاوہ کس طرح یہ کرامت جلیلہ حاصل کی ہے تو انھیں بطنان عرش سے ایک فرشتہ پکار کر کہے گا یہ لوگ رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے جب کہ تم لوگ سو رہے ہوتے اور یہ روزہ رکھتے جب تم کھاتے رہتے اور یہ اپنے مال سے اللہ کی رضا کے لیے صدقہ دیتے جب کہ تم بخل کرتے تھے۔ اور یہ اللہ کو زیادہ یاد کرتے اور سست نہیں پڑتے تھے اور یہ اپنے رب کے خوف سے روتے تھے اور اس سے ڈرتے رہتے تھے۔ اور خداوند عالم نے جو مناجات جناب داؤدؑ سے کی ہے اس میں یہ بھی تھا تجھ پر لازم ہے استغفار کرنا رات کی تاریکی اور سحر کے وقت۔ اے داؤدؑ جب تجھ پر رات اپنا پردہ ڈال دے تو آسمان میں ستاروں کے بلند ہونے کو دیکھ کر میری تسبیح کرو اور میرا ذکر زیادہ کیا کرو تاکہ میں بھی تمھیں یاد رکھوں۔ اے داؤدؑ متقی لوگ رات کو نہیں سوتے بلکہ وہ میری نماز پڑھتے ہیں اور اپنا دل میرے ذکر میں گزارتے ہیں۔ اے

داؤد! عارف لوگ بیداری کی سلائی سے اپنی آنکھوں میں سُرمہ لگاتے ہیں اور رات کو کھڑے ہو کر میری رضا چاہتے ہیں۔ اے داؤد! جو شخص رات کے وقت نماز پڑھے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں اور اس نے اُس کا مقصد میری رضا ہو تو میں اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اس کے لیے استغفار کریں اور اس کی طرف میری جنت مشتاق ہوتی ہے۔ اور اس کے لیے ہر خشک و تر چیز دعا کرتی ہے۔ اے داؤد! سنو جو میں کہتا ہوں اور میں حق کہتا ہوں کہ میں اپنے گنہگار بندے پر اس کی اپنی ذات سے زیادہ رحیم ہوں اور میں اپنے اس بندے سے محبت کرتا ہوں جو مجھ سے محبت نہیں کرتا اور اس سے شرم و حیا کرتا ہوں، حالانکہ وہ مجھ سے حیا نہیں کرتا۔

وصیت: اے بھائی جان لے کہ رات اور دن اپنے چلنے میں سستی نہیں کرتے اور وہ فرزند آدمؑ کی عمر کو ناقص کرنے کے لیے چلتے ہیں اور وہ گھڑیاں اور لحظے ہیں پس جب تم ان کی تیز رفتاری کے باوجود ایک لحظہ کے لیے غافل ہو جاتے ہو اور نماز و ذکر سے ایک دوسرا لحظہ تم دوسری چیزوں میں مشغول ہو جاتے ہو تو دن کی ساری گھڑیاں غفلت میں ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر جب رات آجاتی ہے اگر تم ساری رات سوئے رہو تو تم ایسے شخص ہو گئے کہ جس کے لیے رات و دن میں کوئی خیر نہیں۔ اب جس شخص کی یہ حالت ہو تو اس کی موت اس کی زندگی سے بہتر ہے کیونکہ اس کا دل مر چکا ہے اور اس جسم کی زندگی میں کوئی بھلائی نہیں جس کا دل مر

چکا ہو۔ پھر کہا اے رات میں مردار اور دن میں بیکار رہنے والے کام تو تو
فاجروں والے کرتا ہے اور منازل ابرار کا مطالبہ کرتا ہے یہ کبھی نہیں ہو
سکتا کب تک تو ٹھنڈے لوہے پر ہتھوڑے مارتا رہے گا۔ نبی اکرمؐ
سے وارد ہوا ہے اولادِ آدمؑ میں سے کم لوگوں کے علاوہ باقی غفلت
اور نقصان میں ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب کسی کے مال میں زیادتی ہو
تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اور یہ رات دن اس کی عمر کو لپیٹتے چلے جا رہے
ہیں۔ لیکن اس کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ یہ بات اُسے
محزون کرتی ہے۔ اور اُسے وہ مال کی زیادتی کس طرح بے پرواہ کرے گی
جب کہ عمر کم ہوگئی۔ کسی شخص سے کہا گیا فلاں شخص نے مال کا استفادہ
کیا ہے۔ کہنے لگا اتنے دنوں کا استفادہ بھی کیا ہے کہ جن میں اس کو
خرچ کرے اور کہا گیا ہے کہ خدا کا ایک فرشتہ منادی کرتا ہے۔ اے
پچاس سال والو اس زراعت کے کاٹنے کا وقت آگیا ہے۔ اے ساٹھ
سال والو اپنے لیے کونسا عمل صالح آگے بھیج چکے ہو اور کتنے اموال
پچھلے لوگوں کے لیے چھوڑ رہے ہو جو تم پر رحم نہیں کریں گے۔ اے ستر
سال والو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ کاش مخلوق پیدا نہ ہوتی اور
جب پیدا ہو چکی تو کاش انھیں معلوم ہوتا کہ وہ کس لیے پیدا ہوتے ہیں
پس اے بھائی اس بات کو پہچانو اور عمل خیر کے لیے جلدی کرو پھر جلدی کرو
قبل اس کے کہ تجھ پر وہ چیز نازل ہو جس کا تمھیں خوف ہے اور کوئی شخص
بھی تجھے تیری نماز دعا اور تیرے رب کے ذکر سے مشغول نہ رکھے اور رقیب

...عبد فرشتے وہ چیز اُوپر لے جائیں جو بہتر ہو اس سے جو پہلے لے جاتے تھے
...دا تو اس پر تجھ سے راضی نہیں ہوتا بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اس کے ہر
...ن کی اطاعت پہلے سے زیادہ ہو۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا جس کے دونوں دن
...ابر ہوں وہ خسارہ میں ہے اور جس کا آنے والا دن آج سے بدتر ہے
...ملعون ہے اور جو اپنے عمل کی کمی کو محسوس نہ کرے تو اس کی عقل ناقص
...ے اور جس کے عمل اور عقل میں نقص ہو تو اس کے لیے موت اس کی زندگی
...ے بہتر ہے اور جان لو اے بھائی کہ وہ عقلمند جو اللہ کو پہچانتے ہیں۔
...ر خدا کی رضا کے حصول میں کوشش کرتے ہیں تم انھیں رات کے
...ر حصہ میں دیکھو گے کہ وہ اپنے پروردگار کے ذکر سے لذت حاصل
...رتے ہیں اور وہ اس کی عبادت میں لوٹتے پوٹتے رہتے ہیں کبھی نماز
...لا میں کبھی کسی سورت کی تلاوت میں کبھی تسبیح و استغفار و دعا و تضرع و
...ری اور اس کے خوف سے گریہ کرنے میں لگے رہتے ہیں وہ رات کو نہیں
...وتے مگر جب نیند کا غلبہ ہو جائے یا جس سے وہ اپنے اجسام کو راحت
...نچائیں ایسے لوگ ہی نیک اور اچھے ہیں اور تیری کیفیت تو دھوکہ کھانے
...الے جیسی ہے رات کو تو مردار ہے دن کو بیکار ہے اور رات کو کھڑے
...و کر عبادت نہ کرنے کے جھوٹے عذر پیش کرتا ہے۔ کہتا ہے میرے قویٰ
...عیف ہیں میں دن کی مشقت سے تھکا ماندہ ہوں میں بیمار ہوں سر میں
...رد ہے۔ سردیوں میں سردی کی دلیل پیش کرتا ہے اور گرمیوں میں گرمی کی۔
...الانکہ یہ جھوٹے عذر ہیں اگر کوئی بادشاہ تجھے ایک دینار دے یا پاس دے

اور تجھے حکم دے کر تو اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر رات کو پہرہ دے تو تم فوراً اس کے لیے تیار ہو جاؤ گے۔ بلکہ اگر کہے کہ اپنے ہتھیار اٹھاؤ اور میرے آگے آگے چلو اور میرے دشمن سے جنگ کرو، تو تو اپنی عزیز روح اس کے لیے خرچ کر دے گا۔ چاہے تو قتل ہی کیوں نہ ہو جائے اور کتنے اشخاص ہیں جو ایک درہم اجرت دوسرے کی زراعت یا پھل کی نگہبانی کے لیے لیتے ہیں اور سخت سردی یا سخت گرمی میں ساری رات پہرہ دیتے ہیں اور اگر تیرا ارادہ ہو سفر کرنے کا یا کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونے کا تو ساری رات سامان سفر کے درست کرنے میں مشغول رہتا ہے اور اپنی تجارت کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی خدمت کے لیے یہ عذر کیوں پیش کرتا ہے۔ تو یہ بات تیرے جھوٹ اور اُن چیزوں کے متعلق کمزوری یقین کی دلیل ہے کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے اطاعت پر ثواب اور جنت میں سے وعدہ کیا ہے۔ بے شک تو نے اس بارے میں اپنے نفس کی جو بری چیز کا حکم دیتا ہے اور ابلیس کی اطاعت کی ہے۔ حالانکہ خدا وند عالم نے اس کی اطاعت سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے۔ پس اسے اپنا دشمن سمجھو وہ اپنی جماعت کو بلاتا ہے تاکہ وہ جہنمی ہو جائیں۔ فرمایا شیطان تمہیں فقر کا وعدہ دیتا ہے اور بُرے کاموں کا حکم دیتا ہے اور خدا اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے پس ڈرا اپنے نفس کو۔ اے بھائی طویل نیند سے اور اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ اس سے اپنی مراد پالے خدا بھلا کرے ایک زاہد کا جس نے یہ اشعار

لیے ہیں اُسے میرے دوست بستر سے دُور رہ موت اور قیامت کے خوف
سے جو سکراتِ موت سے ڈرتا ہے اُسے معلوم نہیں کہ نیند کی لذّت کیسی ہے
راحت آخر کو پہنچ چکی ہے۔ اب اس کے کاٹنے سے کوئی چارۂ کار نہیں۔
لہٰذا اے بھائی بیدار ہو جا اپنے خوابِ غفلت سے، تیری عمر کا اکثر حصّہ
غفلت اور نیند میں گزر چکا ہے۔ اب اللہ کے لیے قیام کر، پس تیرا حصّہ اپنی
باقی عمر میں نہ بھول جا، تاکہ تیرا خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ اس کو غنیمت سمجھ تو
فائدہ حاصل کرے گا، اور اس سے غافل نہ ہو، ورنہ پشیمان ہو گا۔
خداوندِ عالم نے قیامت کے دن کو حسرت و ندامت کا نام دیا ہے اور
دوسرے مقام پر تغابن (خسارہ) کا دن کہا ہے۔ نبی اکرمؐ سے مروی ہے
کہ قیامت کے دن ہر مخلوق پشیمان ہو گی، لیکن اسے پشیمانی فائدہ نہیں دے گی
نیک بخت تو جب جنت اور جو کچھ خداوندِ عالم نے اس میں اپنے متقی
اولیاء کے لیے تیار کیا ہے کو دیکھے گا تو پشیمان ہو گا۔ کیونکہ اس کا عمل ان کے
عمل کی طرح نہیں ہو گا اور اس کے عمل سے زیادہ عمل درکار ہو گا تاکہ درجہ
علیا میں ان کے بلند درجے تک پہنچ سکے اور اگر انسان شقی یا بد
بخت ہوا تو جب وہ جہنم کی آگ اور اس کی آواز کو سنے گا اور جو کچھ
اللہ تعالیٰ نے اس میں دردناک عذاب مہیا کیا ہے اُسے دیکھے گا تو چیخے گا
اور پشیمان ہو گا کیونکہ اس نے اپنے گناہ اور نافرمانیاں ترک نہیں کی تھیں
تاکہ وہ اس چیز سے بچ سکتا جس میں مبتلا ہو گا۔ لہٰذا یہی اور یہی گھڑی سعادت
ہے۔ اب تدارک کر لے اے بھائی تجھ سے کوتاہی ہو چکی ہے اور

آنسو بہا اپنی ذات پر روتے ہوئے کیونکہ تو اس قابل نہیں کہ اپنے مالک کے دروازے پر کھڑا ہو سکے۔ لہٰذا اُس نے تجھے ہٹا دیا ہے اور اگر وہ سمجھتا کہ تو اس کے دروازے پر کھڑا ہونے کے لائق ہے تو زندگی ختم ہونے سے پہلے فوراً تجھے کھڑا کر دیتا۔ کیونکہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے اور تو جتنا دُنیا میں بوئے گا اُتنا ہی آخرت میں کاٹے گا۔ اور باری تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کی اطاعتوں کی طرف جلدی اور سبقت کریں گا۔ لہٰذا فرمایا ہے کہ اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمان و زمین جتنا ہے جو تیار کی گئی ہے اُن لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں جلدی کرو اور جو ساری رات عبادات سے سویا رہے تو اُس نے اطاعت نہیں کی اس چیز کی جس کا خدا نے اسے حکم دیا تھا جو کہ مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جلدی کرنا ہے جو ایمان والوں اور عمل کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے اور جو ساری رات سویا رہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اُس نے دن میں کوئی بڑا گناہ کیا ہے۔ لہٰذا خدا نے اس پر عقاب کیا ہے اور اسے اپنے دروازے اور ان عبادت کرنے والوں کی رفاقت سے جو اس کے دوست و محبوب ہیں دھتکار دیا ہے اور اگر نمازِ شب چھوڑ کر سونے والوں کو معلوم ہو جائے کہ کتنا ثوابِ عظیم اور اجرِ دائم اس سے فوت ہوا ہے تو وہ طویل گریہ کرتا۔ ابنِ مسعود سے روایت ہے وہ کہتا ہے رسول اللہؐ نے فرمایا انسان کی نا اُمیدی کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ رات [illegible] گزار دے اور وہ اس میں دو رکعت نماز یا ذکرِ خدا نہ کرے۔

ں تک کہ صبح ہو جائے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ فلاں شخص کل رات صبح
سوتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا اس کے کان میں شیطان پیشاب کر گیا ہے
بیدار نہیں ہوا۔ اور ایک عابد ساری رات عبادت کرتا رہتا تھا جب
کا وقت ہوتا تو وہ یہ اشعار پڑھتا: "خبردار اے آنکھ تجھ پر افسوس ہے
یاد کر طویل آنسوؤں کے ساتھ تاریک راتوں میں شاید تجھے قیامت
ان موتیوں کے قصر میں حور العین پر کامیابی حاصل ہو جائے۔ ایک عابد
تا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک نہر کے کنارے پر ہوں۔
میں خوشبودار کستوری رواں ہے اور اس نہر کے کنارے موتیوں اور
نے کی شاخوں والے درخت ہیں۔ اچانک آراستہ پیراستہ لڑکیاں آگئیں
ہوں نے سندس کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ گویا ان کے چہرے چاند کی مانند
اور وہ کہتی تھیں منزہ ہے وہ ذات جس کی تسبیح ہر زبان میں ہوتی ہے
ہ ہے وہ جو ہر جگہ موجود ہے۔ منزہ ہے وہ جو ہر زمانہ میں موجود ہے۔
میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ وہ شعر میں کہنے لگیں۔ ہمیں لوگوں
معبود محمدؐ کے پروردگار نے ایسے لوگوں کے لیے پیدا کیا ہے جو رات کو
[illegible] میں کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ عالمین کے رب سے پوشیدہ طور سے مناجات
تے ہیں اور قوم کی سواریاں چلتی ہیں جب کہ لوگ سوتے ہیں۔ میں نے [illegible]
نے کہا کیا کہنا ان لوگوں کا۔ وہ کون ہیں کہنے لگیں وہ لوگ ہیں جو رات کو
تلاوتِ قرآن کر کے بیدار رہتے ہیں اور خدا کا ذکر خلوت و جلوت میں زیادہ
رتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور سحر کے اوقات میں استغفار

کرتے ہیں۔ پس اے بھائی اپنے آپ کو عتاب کر اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت نہ کرنے کا عذر اس سے قبول نہ کر۔ کیونکہ یہ عذر باطل ہیں پس رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرنے والے بیداری اور قیام و قعود کے متحمل ہوتے اور صبر و تکمیل کرتے ہیں۔ اس کے بدلے آخرت میں انھی طویل راحت اور نعمت کے ساتھ میسر ہوگی جس کے لیے ختم ہونا نہیں اور تو اے مسکین اگر ان کی طرح صبر کرے اور ان کی طرح عمل کرے تو تجھے بھی ان چیزوں میں کامیابی حاصل ہوگی جن میں انھیں ہوئی ہے لیکن تو نے سونے کی لذت کو زاد راہ کے حاصل کرنے پر ترجیح دی ہے۔ مساکین بندوں پر تو نے اپنے مال سے سخاوت نہیں کی۔ لہٰذا خدا نے اپنے زاہد بندوں کو تجھ پر ترجیح دے کر انھیں قریب کیا ہے اور تجھے دور کر دیا ہے اور انھیں اپنے دروازے کے نزدیک کیا ہے اور تجھے دھتکار دیا ہے اور جان لے کہ اگر تو نیک اعمال اور رات کی عبادت سے خوش نہیں ہوتا تو سمجھ لے کہ تو بیڑیوں میں جکڑا ہوا قیدی ہے جسے اس کے گناہوں اور خطاؤں نے قید کر رکھا ہے۔ لہٰذا دوڑ لگا اے بھائی عبادت کرنے والوں کے ساتھ رات کو بیدار رہ کر تاکہ تو جنات اعلیٰ میں ان سے گوئے سبقت لے جائے۔ یاد رہے کہ رات آگے بڑھنے والا عمدہ گھوڑا ہے کہ جس پر صالحین سوار ہو کر جنات کے بلند درجوں کی طرف ہیں پس تو بھی ان اشخاص میں سے ہو جائے گا جن کی خدا نے اپنی کتاب میں تعریف کی ہے اور فرمایا ہے ان کے پہلو فرش خواب سے دور رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف و طمع کی حالت میں پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں

رزق دیا ہے اُسے خرچ کرتے ہیں۔ پس تم غور کرو کہ کیسی مدح کی ہے۔ خدا نے ان لوگوں کی جو رات کو نماز پڑھتے اور جو کچھ اللہ نے انھیں دیا ہے اُسے مستحقین پر خرچ کرتے ہیں اور اگر تجھے یہ خوف ہو کہ تو سونے کے بعد نماز کے لیے بیدار نہیں ہو سکے گا تو سونے سے پہلے نماز کا حصہ لے لے۔ اور اوقاتِ سحر میں استغفار کرنے سے غافل نہ رہ۔ یہ وہ وقت ہے کہ جس میں پرندے بھی نہیں سوتے بلکہ تسبیح و ذکر کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں اور تمھارے اوپر لازم ہے دعاؤں کی تلاوت اور مناجات کرنا کیونکہ دعا عبادت کی رُوح اور نور ہے اور اگر تمھارے لیے سونے سے کوئی چارہ نہیں تو پھر بھی ایک گھنٹہ توبہ گریہ اور دُعا کے لیے بیدار رہ کیونکہ اگر تو غافل رہا اور ساری رات سوتا رہا یہاں تک کہ دعا کے وقت بھی تو تمھارا دل مرچکا ہے اور جس کا دل مردہ ہو جائے تو خدا اسے اپنے قرب سے دُور کر دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مومن کی کم از کم کیفیت یہ ہے کہ وہ ہر رات نمازِ شب کی چار رکعت پڑھے۔ اور اس سے کم یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ العزیز کی سو آیات کی تلاوت کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اپنے لیے، اپنے والدین اور مومنین کے لیے دُعا کرے۔ پھر اللہ سے استغفار کرے تاکہ غافلین کے رجسٹر میں اس کا نام نہ لکھا جائے۔ اور تمھیں علم ہونا چاہیے کہ مغرب و عشا کے درمیان والی نماز کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور یہ صلاۃ اوّابین ہے (اللہ کی طرف رجوع کرنے والے) اور مروی ہے کہ اس کا نام غفلت کی گھڑی ہے اور یہ مغرب و عشا کے درمیان

دو رکعت ہے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد وَذَا النُّونِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا
اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ اور
اللہ کے نزدیک دن کے روزے سے بہتر ہے اور جوان صالح اسے بھائی
تو اطاعات پر عمل کرے اور عبادات پر مواظبت کرے، روزے رکھے
صدقہ دے، نیکی اور صلۂ رحمی کرے اور اس سے تیرا مقصود خالصتاً اللہ
رہے، ریا کاری سے خالی ہو کہ اعمال کو حبط اور ضائع کر دیتی ہے اور
میں خدا کے اس غزال کی پیروی کر اور البتہ آخرت کا گھر بہتر ہے اور آنحضرت
نے فرمایا کہ خداوندِ عالم فرماتا ہے ہمیشہ میرا بندہ خالص نوافل کے ذریعے
میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں
تو جب مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں
جن سے وہ سنتا ہے اور وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے
اور وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ چیزوں کو پکڑتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے
سوال کرے تو میں اس کو عطا کروں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں
اُسے پناہ دوں گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جب بندہ اپنے بستر سے اٹھے
اور اس کی آنکھوں میں اونگھ ہو تاکہ وہ اپنے مالک کو نمازِ تہجد کے ذریعے
راضی کرے تو خداوندِ عالم اپنے ملائکہ سے فخر و مباہات کرتا ہے اور فرماتا
ہے کیا تم میرے اس بندہ کی طرف نہیں دیکھتے جو اپنے بستر سے اٹھا ہے
اور اس نماز کو بجا لانے کے لیے اس نے اپنی میٹھی نیند ترک کر دی ہے جو میں
نے اس پر فرض نہیں کی۔ گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا ہے اور آنحضرتؐ

نے فرمایا کہ سحری کھانے سے دن کے روزے پر اور دن کو قیلولہ کرکے رات
کو کھڑے ہو کر عبادت کرنے پر مدد حاصل کرو۔ کوئی شخص ساری رات نہیں
سوتا مگر یہ کہ شیطان اس کے کان میں پیشاب کرجاتا ہے اور قیامت کے
دن وہ مُفلس اور خالی ہاتھ ہو کر آئے گا۔ ہر شخص کو ایک فرشتہ رات کے
دو مرتبہ بیدار کرتا اور کہتا ہے اے اللہ کے بندے اٹھ کر اپنے مالک کو
یاد کرو۔ اب اگر تیسری مرتبہ وہ بیدار نہ ہوا تو شیطان اس کے کان میں پیشاب
کردیتا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ کھڑے ہوتے تھے
نماز پڑھتے، قرآن پڑھتے اور روتے تھے۔ پھر آپؐ بیٹھ جاتے قرآن پڑھتے
دُعا مانگتے اور گریہ کرتے، پھر آپؐ بیٹھ کر قرآن پڑھتے دُعا کرتے اور روتے
تھے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ فارغ ہوئے تو لیٹ گئے اور آپؐ پڑھتے
اور روتے رہے۔ یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ کے رخسار اور
ریش مبارک تر ہوگئی، تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا خداوند عالم
نے آپؐ کے گزشتہ اور آئندہ گناہ معاف نہیں کردیئے تو آپؐ نے فرمایا
کہ بے شک تو کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ مترجم کہتا ہے کہ اس روایت
کا ظہور عصمت انبیاء کے خلاف ہے لیکن چونکہ یہ اشارہ ہے ایک آیت
کی طرف جس کی صحت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں لہٰذا آیت کی طرح
روایت کی بھی تاویل کرنی پڑے گی جیسا کہ تنزیہ الانبیاء اور دیگر کتب
کلامیہ میں درج ہے۔ فرمایا سردی کا موسم مومن کی بہار ہے۔ دن اس کا
چھوٹا ہوتا ہے اس میں وہ روزہ رکھتا ہے اور رات طویل ہوتی ہے۔ اس

میں کھڑے ہو کر عبادت کرتا ہے اور فرمایا جسے خوف ہو کہ وہ نماز تہجد سے سو جائے گا تو سوتے وقت یہ آیت پڑھے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَنْبِهْنِىْ لِاَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَيْكَ اَدْعُوْكَ فَتُجِيْبُنِىْ وَ اَسْئَلُكَ فَتُعْطِيْنِىْ وَاَسْتَغْفِرُكَ فَتَغْفِرْلِىْ اور یہ کہو اَللّٰهُمَّ ابْعَثْنِىْ مِنْ مَّضْجَعِىْ لِذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَصَلٰوتِكَ وَاسْتِغْفَارِكَ وَتِلَاوَةِ كِتَابِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جن گھروں میں نماز تہجد پڑھی جاتی ہے اور قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہ اہل آسمان کے لیے اس طرح چمکتے ہیں جیسا کہ کواکب و ہی اہل زمین کے لیے چمکتے ہیں اور علم الیقین کے ساتھ جان لو کہ جن تقربات کے ذریعہ بندہ خدا کے قریب ہوتا ہے جو اللہ کے نزدیک زیادہ عظیم ہیں وہ نماز تہجد اور اس کے بعد تسبیح و تہلیل اور خدائے عزیز و حمید سے مناجات کرنے اور اپنے گناہوں سے استغفار کرنے اور نماز تہجد کی دعاؤں کو گریہ اور خشوع و خضوع سے پڑھنے پھر طلوع فجر تک قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور نماز تہجد کو نماز صبح سے ملانے سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے۔ بے شک میں ایسے شخص کو دنیا میں بغیر کد و کاوش اور تھکان کے رزق وسیع کی خوش خبری دیتا ہوں۔ علاوہ عافیت و صحت کے جو اس کے جسم کو شامل ہوگی اور جب وہ مر جائے اس

کی قبر میں جنت کی نعمتوں اور اس نماز کے نور و ضیاء سے قیامت تک اس کی قبر کے روشن ہونے کی بشارت دیتا ہوں اور میں اسے خوش خبری دیتا ہوں کہ خداوند عالم اس سے حساب و کتاب نہیں لے گا اور وہ اپنے فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ اسے جنت کے مقام اعلیٰ علیین میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے جوار میں داخل کریں۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ پس یہ کس قدر غنیمت کا مقام ہے کہ وہ جس کا انجام اتنا بہتر ہے۔ جبکہ یہ ریاکاری اور عیب سے سالم ہو اور آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو جو وصیت فرمائی اس میں ارشاد کیا کہ تم پر لازم ہے نماز تہجد کا بجا لانا اور آپؐ نے اس کا تین مرتبہ تکرار کیا اور آپؐ نے فرمایا کیا تم نماز تہجد پڑھنے والوں کی طرف دیکھتے نہیں ہو کہ اُن کے چہرے سب لوگوں سے زیادہ حسین ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ رات کے وقت اللہ تعالیٰ سے خلوت میں رہتے ہیں لہٰذا اُس نے اپنا نور خاص انہیں پہنا دیا۔ حضرت باقرؑ سے نماز تہجد کے وقت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا اس کا وہی وقت ہے جس کے متعلق ہمارا نانا رسول اللہؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم کا منادی سحر کے وقت ندا دیتا ہے کیا کوئی پکارنے والا ہے کہ جس کی دُعا کو میں قبول کروں۔ کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے تاکہ میں اُسے بخش دوں کیا کوئی طلب گار ہے کہ میں اُسے عطا کروں پھر فرمایا وہ وہی وقت ہے کہ جس کے متعلق یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس میں تمہارے لیے استغفار کروں گا اور وہ سحری وقت ہے جس میں استغفار کرنے والوں کی خدا نے مدح کی ہے پس فرمایا

وہ لوگ اوقاتِ سحری میں استغفار کرتے ہیں اور نمازِ تہجد اوّل شب کی بہ نسبت آخرِ شب میں افضل ہے اور وہ دُعا کے قبول ہونے کا وقت اور اس میں نماز پڑھنا مومن کا اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہدیہ ہے پس تم اپنے مالک کے دربار میں اچھا ہدیہ پیش کرو۔ خدا تمہارے انعام اچھے قرار دے گا۔ کیونکہ اس پر مواظبت اور ہمیشگی نہیں کرتا۔ مگر مومن اور جان لے خدا تیری تائید کرے کہ نمازِ تہجد آخری نصف شب کی ابتدا میں افضل ہے اس شخص کے لیے جو قرأت اور دعا کو طول دے اور جو مختصر کرے اس کے لیے آخری وقت افضل ہے۔ صادقؑ نے فرمایا آپ کو پورا حصہ نیند کا نہ دو۔ کیونکہ یہ سب سے کم شکر کرنے والی چیز ہے روایت ہے کہ ایک جھوٹ بولنے سے انسان نمازِ تہجد سے محروم ہو جاتا ہے۔ جب نمازِ تہجد سے محروم ہوا تو اس وجہ سے رزق سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو یہ گمان کرے کہ رات کو نمازِ تہجد پڑھتا ہے اور دن کو بھوکا رہتا ہے اور جو کچھ جناب موسیٰؑ بن عمرانؑ کی طرف وحی ہوا۔ اس میں یہ تھا اگر تم ان لوگوں کو دیکھو جو تاریکی شب میں میری نماز پڑھتے ہیں اور میں ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہوں اور وہ مجھ سے خطاب کرتے ہیں حالانکہ میں مشاہدہ سے اجلّ ہوں اور وہ مجھ سے گفتگو کرتے ہیں حالانکہ حاضر ہونے سے زیادہ باعزت ہوں۔ اے فرزندِ عمرانؑ مجھے اپنی آنکھ سے آنسو اپنے دل سے خشوع اور اپنے بدن کا خضوع دے دے۔ پھر مجھے تاریکی شب میں پکار تو مجھے قریب سے جواب

دیکھنے والا پائے گا۔ اے فرزند عمران جھوٹ بولتا ہے۔ وہ جو یہ گمان کرے کہ اسے مجھ سے محبت ہے اور جب رات اس پر چھا جائے تو وہ مجھے چھوڑ کر سو جاتا ہے۔ مفضل بن عمار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے مولا و آقا صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کے کچھ ایسے بندے ہیں جو اس سے اس کے خالص بھید میں معاملہ کرتے ہیں پس وہ ان سے خالص نیکی کا معاملہ کرتا ہے وہ وہی لوگ ہیں جن کے اعمال کے دفتر قیامت کے دن خالی سے گزر جائیں گے۔ پس جب وہ بارگاہِ ایزدی میں کھڑے ہوں گے تو خدا انہیں پر کر دے گا۔ ان پوشیدہ چیزوں سے جو پوشیدہ طور پہ ان سے اس کے لیے صادر ہوئی ہیں۔ میں نے کہا یہ کس طرح ؟ فرمایا خدا نے انہیں اجل و بلند تر قرار دیا ہے۔ اس سے کہ کراماً کاتبین ان چیزوں پر مطلع ہوں جو اس کے اور ان کے درمیان ہیں اور اس روایت میں اس امر پر دلالت موجود ہے کہ چھپا کر عبادت کرنا افضل ہے ظاہر بظاہر عبادت سے اور جناب رسالت مآبؐ کا ارشاد ہے کہ بہترین عبادت وہ ہے جو زیادہ چھپا کے کی جائے اور بہترین ذکر ذکرِ خفی و پوشیدہ ہے اور آپؐ کا فرمانا کہ چھپا کر نماز پڑھنا سامنے کی نماز سے ستر گنا زیادہ ثواب ہے۔ اور خداوند عالم نے حضرت زکریا کی مدح کی ہے جب کہ اس نے اپنے رب کو مخفی طور پر پکارا اور خدا نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کو تضرع و زاری اور چھپا کر پکارو نہ بلند آواز سے تو یہ احادیث و آیات صریح ہیں کہ چھپ کر عبادت کرنا افضل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں سے سُنا کہ وہ بلند آواز سے دُعا مانگ رہے
تو آپ نے فرمایا آہستہ کرو، تم اُس ذات کو پکار رہے ہو جو سُنتا اور دیکھتا
ہے اور تمھارے ساتھ رہتا ہے اور یہ جو وارد ہوا ہے کہ مستحب ہے کہ
نمازِ تہجد بالجہر پڑھی جائے تو یہ صرف قرأت حمد و سورہ سے مخصوص ہے
نہ کہ دُعا، اور معلوم رہے کہ نماز میں رفع یدین کی کیفیت یہ ہے کہ کھلے ہوئے
انسان کے ہاتھ سینے کی محاذات میں ہوں۔ سعد بن یسار سے مروی ہے کہ
صادقؑ نے فرمایا اس طرح ہے رغبت کرنا اور آپؑ نے ہتھیلیوں کا باطنی
حصّہ آسمان کی طرف کر دیا۔ پھر فرمایا اس طرح ڈرنا ہے اور آپؑ نے ہاتھوں
کی پُشت آسمان کی طرف کر دی اور فرمایا اس طرح ہے تضرع و زاری اور
اپنی دونوں شہادت کی اُنگلیوں کو دائیں بائیں حرکت دی اور فرمایا اس طرح
ہے سب کچھ چھوڑ کر خدا سے لو لگانا اور آپؑ نے اپنی دونوں اُنگلیاں اوپر
کیں اور نیچے کیں اور فرمایا ابتہال اور گڑگڑانا اِس طرح ہے اور اپنے
دونوں ہاتھ چہرے کے سامنے قبلہ کی طرف پھیلا دیئے اور فرمایا جو تم میں
سے گڑگڑائے تو اُس کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے ہوں اور اگر روتا
نہیں تو رونے کی شکل بنائے اور جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت
نہیں رکھتا وہ بیٹھ کر پڑھ لے اور امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں جو شخص سونے کے
وقت ستّر مرتبہ اللہ سے استغفار کرے تو اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن
کے متعلق خدا فرماتا ہے اور جو سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں اور فرمایا جو
شخص ہر رات ستّر آیات پڑھے اس کا شمار غافلین میں نہیں ہوگا۔ ایک

بزرگ نے کہا اگر میں رات گزاروں سو کر اور صبح کروں پشیمانی کے عالم میں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ رات گزاروں کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں اور صبح کروں عجب و اترانے کے ساتھ اور بنی اسرائیل کے ایک شخص نے قربانی دی پس وہ قبول نہ ہوئی اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا رہا اور کہتا تھا اے نفس یہ تجھ سے اور تیری طرف سے مجھ پر مصیبت آئی ہے تو اس کو ندا آئی کہ تیرا اپنے نفس پر ناراض ہونا ایک لاکھ سال کی عبادت سے بہتر ہے ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ میں ایک رات اپنے درود و وظیفہ سے سو گیا تو ایک ہاتف کی آواز سُنی جو کہہ رہا ہے کہ کیا تو خدائے رحمٰن کی حاضری سے سو گیا ہے حالانکہ وہ رضوان کے انعام احباب و دوستوں میں تقسیم کر رہا ہے اور جو ہم سے مزید چاہتا ہے وہ طویل رات نہیں سوتا اور اپنے نفس کے لیے تھوڑی سی عبادت پر قناعت نہیں کرتا اور مستحب ہے کہ دُعا کرتے وقت اس کے ہاتھ کپڑے کے نیچے نہ ہوں۔ ایک بزرگ نے بیان کیا ہے کہ اس نے دُعا کی جبکہ اس کا ایک ہاتھ ظاہر تھا اور دوسرا کپڑے کے نیچے۔ تو اس نے عالم خواب میں دیکھا کہ اُس کا باہر والا ہاتھ نُور سے پُر ہے اور دُوسرے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ پس اُس نے نیند ہی کی حالت میں سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو اُسے بتایا گیا اگر اس کو بھی باہر رکھتا تو یہ بھی نُور سے پُر ہو جاتا۔ تو اُس نے قسم کھائی کہ وہ پھر کبھی ایسا نہیں کرے گا۔ امیر المومنین نے فرمایا جو شخص کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھے تو اس کے لیے ہر حرف کے بدلے جو وہ پڑھتا ہے سو نیکیاں ہیں اور بیٹھ کر پڑھنے کی پچاس اور باوضو ہو کر بغیر

حالت نماز کے پچیس ۲۵ نیکیاں ہیں اور بغیر وضو کے دس نیکیاں ہیں۔ اور میں نہیں کہتا کہ المد ایک حرف ہے بلکہ اس کو الف کے بدلے دس، اور لام کے بدلے دس، اور میم کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے جس سے حدث ہو اور وہ وضو نہ کرے اس نے مجھ پر جفا کی اور جو وضو کرے اور دو رکعت نماز نہ پڑھے اس نے مجھ پر جفا کی اور جو دو رکعت نماز پڑھے اور مجھ سے دعا نہ کرے تو اس نے مجھ پر جفا کی اور جو حدث کرے پھر وضو کرے دو رکعت نماز پڑھے اور دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول نہ کروں تو میں نے اس پر جفا کی اور میں جفا کرنے والا پروردگار نہیں ہوں اور رسول اللہؐ نے فرمایا مساجد کو گھر بناؤ اور اپنے دلوں کو رافت و رحمت کا عادی بناؤ اور زیادہ غور و فکر کرو اور خوف خدا سے گریہ کیا کرو اور دنیا میں بطور مہمان رہو اور زیادہ ذکر الٰہی بجالاؤ۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا جو شخص بھی جزع فزع کرے تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے حسرت ہوگی اور آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص اپنی زندگی کی ایک گھڑی اس چیز میں ضائع کر دے کہ جس کے لیے وہ پیدا نہیں کیا گیا تو وہ اس قابل ہے کہ قیامت کے دن اس کی حسرت و پشیمانی کا وقت طولانی ہو فرمایا دو ایسی نعمتیں ہیں کہ جن میں بہت سے لوگ خسارہ میں ہیں صحت اور فراغت اور ان احادیث سے زیادہ واضح اور بلیغ خدا کا یہ ارشاد ہے۔ اے وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہو تمہیں تمہارے مال اور اولاد ذکر خدا سے غافل نہ کردیں اور جو لوگ ایسا کریں گے تو وہ خسارہ میں ہیں۔ اگر چہ وہ ایسا کام ہو جس کی طرف رغبت دلائی گئی ہے

وہ ذکر کے مقابلہ میں خسارہ ہے کیونکہ تھوڑا نفع زیادہ کے مقابلہ میں
کم ہوتا ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کو چاہیئے کہ اللہ کے ذکر
سے رطب اللسان رہنا چاہیئے تاکہ اس کا شمار غافلین میں نہ ہو۔ ارشاد
ہوتا ہے اور اس کی اطاعت نہ کرنا کہ جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر
سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنے خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس
کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے اور ارشاد ہے پس اعراض کرو اس سے
جو ہمارے ذکر سے روگردانی کرتا ہے اور سوائے زندگانی دنیا کے کچھ نہیں
چاہتا۔ یہ ان کا مبلغ علم ہے اور خداوند عالم نے ہمیں اپنی کتاب میں ذکر
کرنے کا حکم دیا ہے۔

تیئیسواں باب

خوف خدا سے گریہ کرنا

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے حضرت
عیسیٰؑ سے وحی کی اے عیسیٰؑ اپنی آنکھوں سے آنسو اپنے دل سے خشوع
بدن سے خضوع مجھے بخش دے اور حزن و ملال کے سرمے سے اپنی
آنکھوں میں سرمہ لگا۔ جب کہ بے کار لوگ ہنس رہے ہوں تو اور مردوں کی قبروں
پر کھڑے ہو کر انہیں بلند آواز سے پکارو شاید تم ان سے وعظ و نصیحت

حاصل کرو اور کہہ دے کہ میں ملحق ہونے والوں کے ساتھ ملحق ہو رہا ہوں۔ ع
نے فرمایا زیادہ گریہ کرنے والے پانچ اشخاص گزرے ہیں۔ آدمؑ۔ یعقوبؑ
یوسفؑ۔ یحییٰؑ اور جناب فاطمہؑ۔ حضرت آدمؑ جنت پر اتنا روئے کہ
اُن کے رخساروں پر وادیوں جیسے نشانات پڑ گئے اور یعقوبؑ یوسفؑ
پر اتنا روئے کہ آپؑ کی بینائی زائل ہو گئی اور یوسفؑ یعقوبؑ کی جدائی
پر اتنے روئے کہ قیدیوں کو اُن سے اذیّت ہونے لگی پس انھوں نے ک
یا رات کو رویا کرو اور دن کو خاموش رہو۔ یا رات کو خاموش اور دن کو
رویا کرو۔ اور جناب فاطمہؑ رسول اللہؐ کے فراق میں اتنا روئیں کہ اہل مدینہ
کو اس کی تکلیف ہوئی۔ پس وہ جنت البقیع میں جائیں اور وہاں روتی تھیں
اور خود علیؑ ابن الحسینؑ بیس سال روتے رہے۔ آپؑ کو کھانے اور پینے کے
وقت لوگ روتا ہوا دیکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں کچھ لوگوں نے آپؑ کو ملامت
کی تو آپؑ نے فرمایا میں اپنے باپؑ اہلِ بیتؑ کی شہادت کو جب یاد کرتا
ہوں تو بے اختیار رونا آجاتا ہے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں
کے دل خوفِ خدا سے ٹوٹے ہوتے ہیں۔ پس یہ چیز انھیں بولنے سے
روک دیتی ہے۔ حالانکہ وہ فصیح و بلیغ بلند مرتبہ عقلاء ہیں۔ وہ پاکیزہ اعمال
صالحہ کے ساتھ اللہ کی طرف سبقت کرتے ہیں۔ زیادہ اعمال کو اس کی بارگاہ
میں زیادہ نہیں سمجھتے اور تھوڑے اعمال پر راضی نہیں ہوتے اور وہ اپنے دل
میں کہتے ہیں کہ وہ بُرے لوگ ہیں۔ حالانکہ وہ عقلمند اور نیک ہیں اور خداوند عالم
نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی اے موسیٰؑ دُنیا میں زہد و پرہیزگاری کی طرح

زینت کرنے والے کسی چیز سے زینت حاصل نہیں کرتے اور میرا قرب حاصل کرنے والے میرے خوف سے ورع اور محارم سے بچنے کی طرح کسی چیز سے قرب نہیں حاصل کر سکتے اور میرے خوف سے رونے کی طرح عبادت کرنے والے کوئی عبادت نہیں کرتے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا خدایا اس کا عوض کیا ہے انہیں دے گا۔ فرمایا جو زہد سے مزین ہوتے ہیں میں ان کے لیے اپنی جنت کو مباح کر دوں گا۔ اور میرے محرم شدہ افعال سے ورع اختیار کر کے میرا قرب حاصل کرنے والوں کو اس جنت میں داخل کر دوں گا جس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہوگا اور جو میرے خوف سے روتے ہیں تو میں باقی لوگوں کے اعمال کی تفتیش و تجسس کروں گا لیکن ان کی تفتیش ان سے حیا کی بنا پر نہیں کروں گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ تجھ پر خوف خدا سے گریہ کرنا ضروری ہے تمہارے لیے آنسو کے ہر قطرہ کے بدلے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ اگر کوئی شخص پوری امت میں تنہا گریہ کرے تو خداوند عالم اس کے گریہ کی وجہ سے پوری امت کو بخش دے گا فرمایا جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک طرف حزن کو قائم کر دیتا ہے کیونکہ خدا ہر محزون دل کو دوست رکھتا ہے۔ اور جب کسی سے خدا بغض رکھتا ہے تو اس کے دل میں ہنسی کی ایک تار نصب کر دیتا ہے۔ جو شخص خوف خدا سے گریہ کرے وہ جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ دودھ تھنوں میں نہ لوٹ جائے اور اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مومن کے دونوں نتھنوں میں کبھی جمع نہیں ہو سکتا فرمایا

خوفِ خدا سے رونا اللہ کے غضب کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ خدا نے
قرآن سنتے وقت نہ رونے پر توبیخ و سرزنش کی ہے۔ اپنے اس ارشاد میں
کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو اور روتے نہیں اور جو
قرآن سننے کے وقت روتے ہیں اُن کی مدح کی ہے۔ اس فرمان میں جیسا کہ
وہ سنتے ہیں۔ اسے جو رسولؐ پر نازل ہوا ہے تو تم ان کی آنکھوں کو دیکھو
کہ وہ آنسو بہاتی ہیں بسبب اس حق کے جسے وہ پہچانتے ہیں۔ وہ
کہتے ہیں کہ ہمارے مالک ہم ایمان لے آئے ہمیں گواہی دینے والوں میں
لکھ دے۔ فرمایا ہر چیز کا کیل و وزن ہے سوائے گریہ کے کیونکہ ایک آنسو
جہنم کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ روایت ہے کہ ایک نبیؑ کسی پتھر کے
قریب سے گزرا جس سے بہت سا پانی نکل رہا تھا اُسے تعجب ہوا اور
اللہ سے سوال کیا اس پتھر کے پانی کا۔ پس اُس سے سوال کیا کہ چھوٹا ہونے
کے باوجود تجھ سے زیادہ پانی کیوں نکل رہا ہے تو وہ کہنے لگا حزن و ملال
کی وجہ سے رونے کے سبب کیونکہ میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ وہ
ایسی آگ ہے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ میں وہ
پتھر نہ ہو جاؤں۔ پس اُس نبیؑ نے سوال کیا کہ یہ پتھر اس میں سے نہ ہو۔ اللہ
تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور اُس نبی نے اس پتھر کو بشارت دی پھر
اُسے چھوڑ کر وہ نبیؑ چلا گیا۔ دوبارہ کچھ وقت کے بعد وہاں سے گزرا تو پھر
اُس سے پانی پھوٹتے ہوئے اسی طرح دیکھا تو اُس نبیؑ نے کہا کیا خدا نے تجھے
مامون نہیں قرار دیا۔ کہنے لگا بے شک وہ حزن و ملال کا گریہ تھا اور یہ فرح

سرور کے آنسو ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے ان کے رخساروں پر زخم ہو گئے۔ ان کی والدہ نے ان کے لیے ایک لبادہ درست کر کے رخساروں پر رکھ دیا جس کے اوپر آنسو جاری رہتے تھے۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں میں اپنے والد گرامیؑ کی خدمت میں جب بھی گیا تو انھیں گریہ کرتے دیکھا اور فرمایا کہ جناب رسالت مآبؐ اس وقت روئے جب تلاوت کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے۔ پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کا گواہ لے کر آئیں گے۔ اور تجھے ان سب پر گواہ قرار دیں گے۔ پس دیکھ کہ گواہ کس طرح رو رہا ہے اور جن پر گواہی دی جائے گی وہ ہنستے رہتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر جہالت نہ ہوتی تو کوئی بھی نہ ہنسے اور کس طرح ہنستا ہے۔ وہ شخص جو صبح و شام کرتا ہے اور وہ اپنی جان کا بھی مالک نہیں اور جسے معلوم نہیں کہ اس پر کیا وارد ہونے والی ہے نعمت چھن جائے گی یا مصیبت نازل ہوگی یا ایسا کہ موت آ جائے گی اور اس کے آگے آنے والا ہے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ بچے بوڑھے اور بڑے مست ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنے حمل گرا دیں گی اور اس دن کی مقدار عظیم ہولناکی کے باوجود پچاس ہزار سال ہوگی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدایا اس کی شدت میں ہماری اعانت کرنا اور اس میں ہم پر رحم کرنا اور ہمیں اپنی رحمت کے سائے میں ڈھانپ لینا جو ہر چیز پر وسعت رکھتی ہے اور اپنی مہربانی و شفقت سے بالبندی نہ کرنا اور ہم پر تیرا غضب نازل نہ ہونے پائے اور ہمیں اپنے

نبی محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے زمرہ میں محشور کرے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا جس مومن کی آنکھوں سے مکھی کے پر کے برابر آنسو نکلے اور وہ اس کے چہرہ کی گرمی تک پہنچے تو خدا اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ فرمایا وہ آنکھ جہنم کی آگ کو نہیں دیکھے گی جو خوف خدا سے روئی ہو اور نہ وہ آنکھ جو اطاعتِ الٰہی میں بیدار رہی اور نہ وہ آنکھ جو محرماتِ الٰہی سے بند رہی ہو فرمایا کوئی قطرہ اللہ کے نزدیک آنسو کے اس قطرہ سے زیادہ محبوب نہیں جو خوفِ خدا سے نکلا ہو اور اس قطرہ خون سے جو خدا کی راہ میں بہایا گیا ہو۔ اور جو بندہ خوفِ خدا سے روتا ہے۔ خدا اسے اپنی رحمت کے خالص شربت سے سیراب کرے گا اور اس کے بدلے اللہ اسے سرور و خوشی جنت میں دے گا اور جو لوگ اس کے ارد گرد ہوں گے اُن پر بھی رحم کرے گا، چاہے وہ بیس ہزار ہوں۔ جو آنکھ خوفِ خدا سے ڈبڈبا جائے۔ اُس کے جسم کو خدا تعالیٰ جہنم کی آگ پر حرام کر دے گا اور اگر وہ آنسو چہرہ پر آجائے تو فقر و فاقہ اور ذلت اُس پر نہیں آئے گی اور اگر کوئی بندہ ایک گروہ میں رہ کر روئے تو خدا اس کی وجہ سے اُس گروہ کو نجات دے گا۔ فرمایا جو کسی گناہ پر روئے وہ گناہ بخش دے گا اور جو جہنم کے خوف سے روئے خدا اُسے اُس سے اپنی پناہ میں رکھ لے گا اور جو جنت کے شوق میں روئے خدا اُسے اُس میں سکونت دے گا اور اُس کے لیے سب سے بڑی گھبراہٹ سے امان نامہ لکھ دے گا۔ اور جو شخص خوف خدا سے روئے خدا اُسے انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور کرے گا اور وہ بہترین رفیق ہیں۔ فرمایا خوفِ خدا سے رونا رحمت کی چابی قبولیت کی

علامات اور دعا کے قبول ہونے کا دروازہ ہے۔ فرمایا جب بندہ خوف خدا سے گریہ کرے تو اس سے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے پتے درخت سے پس وہ اس طرح ہو جاتا ہے جیسے ماں کے شکم سے پیدا ہوا تھا۔

چوبیسواں ۲۴ باب

راہِ خدا میں جہاد کرنا

خداوند عالم فرماتا ہے جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستوں کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لے آئے اور انھوں نے اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کیا اُن کے لیے ہی خیرات ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ فرمایا اور اللہ نے بیشک مومنین سے اُن کی جانیں اور مال خرید لیے اس بنا پر کہ اُن کے لیے جنت ہوگی۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ پس وہ قتل ہو جاتے ہیں اور قتل کرتے ہیں۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے توراۃ، انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ کون اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے پس تمہیں اس خرید و فروخت پر بشارت ہو جو تم نے کی ہے اور یہی عظیم کامیابی ہے۔ نبی کریمؐ سے روایت ہے کہ جنت کا ایک دروازہ ہے جسے باب المجاہدین کہتے ہیں جہاد کرنے والے اس دروازے سے داخل ہوں گے اور ملائکہ کہیں مرحبا

کہیں گے اور اہل محشر ان کی طرف دیکھ رہے ہوں گے یہ سب اللہ کے اس کرم
کے جو ان پر ہوا ہوگا اور سب سے عظیم جہاد نفس سے جہاد کرنا ہے کیونکہ وہ
برائی کا حکم دیتا شر کی طرف رغبت کرتا، شہوات کی طرف مائل رہتا، اچھے کام
میں بوجھل بن جاتا، زیادہ آرزوئیں کرتا، احوال قیامت کو بھول جاتا، ریاست
وسرداری کو پسند کرتا اور راحت و آرام کو طلب کرتا ہے۔ خداوند عالم فرماتا
ہے کہ نفس برائی کا حکم دیتا ہے مگر جس پر اللہ رحم کرے۔ فرمایا بہترین جہاد
ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ جو شخص اپنے حالات کی اصلاح
اور نفس کی سلامتی چاہتا ہے تو وہ ہر حالت میں اپنا طریق کار جہاد نفس کو
قرار دے تاکہ وہ اس میں اس چیز کی مخالفت نہ کرے۔ جو کتاب خدا، سنت
رسولؐ اور آئمہ اہل بیتؑ کے سنن اور آداب کے موافق ہے۔ امیرالمومنینؑ
فرماتے ہیں کہ مومن اس طرح صبح و شام کرتا ہے کہ اس کے نزدیک اس کا
نفس متہم ہوتا ہے اور وہ اس پر عیب لگاتا رہتا ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص
بنی اسرائیل میں نماز تہجد سے سو گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو اپنے آپ کو ملامت
کرنے لگا۔ وہ کہتا تھا کہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرا طریقہ ہے اور تیری
کوتاہی ہے کہ میں اپنے مالک کی عبادت سے محروم ہو گیا ہوں تو خداوند عالم
نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ میرے اس بندے سے کہو میں نے تیرے
اپنے نفس کو ملامت کرنے کا ثواب سو سال مقرر کیا ہے۔ عقلمند کو چاہیے
کہ وہ اپنے نفس سے جہاد اللہ کے حقوق کو قائم کرکے اور سلامتی کے راستہ
پر چل کر کرے کیونکہ خدا فرماتا ہے جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔

تو ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کرتے ہیں لہٰذا جو شخص رشید ان سے صحیح و سالم رہنا چاہتا ہے وہ اپنے نفس سے جہاد کرے اور اس سے اس طرح حساب و کتاب رکھے جیسے ایک شریک دوسرے شریک سے کرتا ہے اور امیر المومنین نے بہت عمدہ بات کہی ہے کہ خداوند عالم نے کسی بندہ پر اس سے زیادہ اچھی بخشش نہیں کی کہ اس کے اپنے نفس میں ایک نصیحت کرنے والا مقرر کیا ہے جو اسے حکم کرتا ہے اور منع کرتا ہے اور جہاد نفس میں سے یہ ہے کہ انسان نہیں کھاتا ہے جب تک کہ اس کی ضرورت نہ ہو اور نہیں سوتا جب تک اس پر نیند کا غلبہ نہ ہو اور گفتگو نہیں کرتا مگر ضرورت کے وقت۔ خلاصہ یہ کہ خواہش سے اس کا تعلق قطع کر دیتا ہے جس طرح خدا فرماتا ہے۔ اور بہر حال وہ شخص جو اپنے مالک کے مقام سے ڈرے اور نفس کو خواہش سے روکے تو جنت اُس کا ملجا و ماویٰ ہے خلاصہ کلام یہ کہ جہاد نفس کا انجام راحت و آرام ہے۔

چھیالیسواں باب
گوشہ نشینی اور گمنامی کی بابت

جان لو کہ سب اچھائی کا اجتماع اور خیر کا اعلان لوگوں سے متوحش ہونے اور کنارہ کشی کرنے میں ہے کیونکہ علیحدگی میں اطاعت کے لیے پیدا ہوتا ہے [illegible]

چغل خوری اور بیہودہ باتوں کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور آنکھ و کان سالم
رہتے ہیں ان چیزوں سے جو جائز نہیں ہیں اور لوگوں سے وحشت خدا سے
مانوس ہونے کی علامت ہے اور علیحدہ رہنا وصال کے نشانات میں سے
ہے سفیان ثوری سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے جعفرؑ بن محمدؑ کی زیارت
کا قصد کیا تو آپؑ نے مجھے حاضری کی اجازت دی۔ پس میں نے آپؑ کو ایک
تہہ خانہ میں پایا جس میں دس سیڑھیاں اُترنی پڑتی تھیں میں نے عرض کیا
اے فرزند رسولؐ آپؑ اس جگہ تشریف فرما ہیں۔ حالانکہ لوگوں کو آپؑ کی ضرورت
ہے۔ آپؑ نے فرمایا اے سفیان زمانہ خراب ہو چکا ہے اور بھائی بند اجنبی
بن گئے ہیں اور آنکھیں بدل چکی ہیں۔ پس ہم نے تنہائی کو سکون کی جگہ بنا
لیا ہے کیا تیرے پاس کچھ لکھنے کے لیے ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؑ
نے فرمایا یہ اشعار لکھ لو "وحدت و تنہائی سے نہ گھبرا اور اپنے اس زمانہ
میں زیادہ تر علیحدہ رہا کرو۔ بھائی چارہ خراب ہو گیا ہے۔ اب یہاں کوئی
اخوت و برادری نہیں رہی سوائے زبان اور ہاتھ سے چاپلوسی کرنے کے
اور جب ان کے دلوں کی پوری چیزوں کو دیکھے تو وہاں زہر قاتل اور سیاہ
رنگ کا سانپ ہے اور جب تم اس کے دل میں اس کی ضمیر کی تلاش لو تو
وہاں نہ ختم ہونے والی کڑواہٹ ملے گی اور حقیقت میں گوشہ نشینی بُرے
اور مذموم امور سے علیحدگی کا نام ہے اور جو شخص علوم معارف کو حاصل کر
کے ان پر عمل کرے پھر گوشہ نشین ہو جائے تو اس کے امر کی بنیاد اساس ثابت
پر ہے اور گوشہ نشینی اختیار کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مالک

کے ذکر میں مشغول اور اس کی صنعتوں میں غور و فکر کرے ورنہ اس کو گوشہ نشینی مصیبت اور فتنہ میں ڈال دے گی اور اس کے پاس ایسی قوت علمی ہونی چاہیے کہ جو شیطان کی سرگوشیوں اور وساوس کو دور کر سکے اور اس میں شک نہیں کہ خیر دنیا و آخرت گوشہ نشینی اور علائق دنیا کے کم کرنے میں ہے اور ان کا شر کثرت علائق اور لوگوں سے میل جول میں ہے اور گمنامی ہر خیر کا سر ہے۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے کسی امامؑ کو عالم خواب میں دیکھا وہ فرما رہے تھے گمنامی ایک نعمت ہے اور ہر شخص اس سے انکار کرتا ہے اور شہرت عذاب ہے اور ہر شخص اس کی تمنا رکھتا ہے اور تونگری فتنہ ہے ہر شخص اس کی آرزو کرتا ہے اور فقر و فاقہ بچاؤ ہے اور ہر شخص اس سے دوری اختیار کرتا ہے اور بیماری گناہوں کو گراتی ہے اور ہر ایک اس سے بچتا ہے اور انسان اپنی ذات کی فکر میں ہوتا ہے جب تک وہ پہچانا نہ جائے اور جب وہ مشہور ہو جاتا ہے تو پھر وہ دوسروں کے لیے ہے۔ امیر المومنینؑ نے کمیل بن زیادؓ سے فرمایا لباس بدل کے رہ اور مشہور نہ ہو اور اپنے آپ کو پوشیدہ کر لے اور تیرا ذکر نہ ہو علم حاصل کر اور عمل کر۔ خاموش رہ تو سالم رہے گا نیک تجھ سے خوش ہوں گے اور فاسق و فاجر تجھ پر غضبناک ہوں گے اور جب تجھے دین کے معالم معلوم ہو جائیں تو پھر تیرے لیے کوئی حرج نہیں کہ نہ تو لوگوں کو پہچانے اور نہ لوگ تجھے پہچانیں۔ اگر تو اپنے دل پر فکر اور زبان پر ذکر کو لازم قرار دے تو خداوند عالم تیرے دل کو ایمان رحمت نور اور حکمت سے پُر کر دے گا اور فکر و عبرت حاصل کرنے

سے مومن کے دل سے حکمت کے عجائبات خارج ہو کر زبان پہ آئیں گے پس ایسی باتیں اس سے سُنی جائیں گی جنہیں علماء پسند کرتے ہیں اور عقلاء ان کے سامنے جھکتے ہیں اور حکماء اُن سے تعجب کرتے ہیں۔ مروی ہے کہ اویسؓ کی ماں سے ایک شخص نے کہا کہ تیرے بیٹے کو یہ عظیم حالت وکیفیت کیسے حاصل ہوئی ہے کہ جس سے نبی اکرمؐ نے اس کی ایسی مدح و تعریف کی ہے جیسی کسی صحابی کی نہیں کی۔ حالانکہ اویسؓ نے نبی کریمؐ کو دیکھا تک نہیں وہ کہنے لگی جیسے بھی وہ اس مقام تک پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ گوشہ نشین رہتا ہے اور غور و فکر اور عبرت حاصل کرتا رہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ سے وحی کی جو شخص کسی دوست سے محبت کرتا ہے تو اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور جو کسی دوست سے مانوس ہو جاتا ہے اس کی بات کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے فعل کو پسند کرتا ہے اور جیسے کسی دوست پر وثوق ہو جاتا ہے وہ اس پر اعتماد کر لیتا ہے اور جو کسی دوست کی طرف مشتاق ہوتا ہے تو اُس کے پاس جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اے موسیٰؑ میرا ذکر ذکر کرنے والے کے لیے ہے۔ میری زیارت مشتاق لوگوں کے لیے ہے اور میری جنت اطاعت کرنے والوں کے لیے ہے اور میں مخصوص ہوں محبت کرنے والوں کے لیے کعب الاحبار کہتا ہے کہ خداوند عالم نے ایک نبی کو وحی کی جب تم کل آخرت میں حظیرۃ القدس میں میری ملاقات کا ارادہ کرو تو دُنیا میں غریب محزون وحشت زدہ رہو مثل اس تنہا پرندے کے جو جنگل میدان میں اُڑتا رہتا ہے اور پھل دار درختوں کے اُوپر سے کھاتا ہے

جب رات ہو جاتی ہے تو اپنے گھونسلے میں جا کر پناہ لیتا ہے اور اس پرندے کو لوگوں سے دُوری میں وحشت نہیں ہوتی جب کہ وہ اپنے مالک سے مانوس ہے۔ اور جو شخص خلوت کی وجہ سے اپنے آپ کو محفوظ کر لے اور اس سے مانوس ہو جائے تو وہ اللہ سے پناہ حاصل کر چکا ہے اور گوشہ نشینی کی سختی کو جھیلنا اور اس پر صبر کرنا لوگوں سے میل جول رکھنے کے بُرے انجام سے آسان ہے اور تنہائی صدیقین کا طریقہ ہے اور مفلسی کی علامت لوگوں سے قرب حاصل کرنا ہے اور لوگوں سے میل جول رکھنا دین کے لیے ایک مصیبت عظیم ہے۔ کیونکہ جو لوگوں سے میل جول رکھے گا تو اُسے اُن سے نرمی اور مدارات کرنی پڑے گی اور جو ان سے مدارات کرے تو وہ ریاکاری کرے گا۔ اور اُن سے مداہنت اور منافقت کرے گا اور اُن کی دیکھ بھال کرے گا۔ اور اللہ کی محبت لوگوں کی نگہبانی اور ریاکاری کے ساتھ درست نہیں ہو سکتی اور جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا دین سالم رہے اور اس کے بدن اور دل کو راحت پہنچے تو وہ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرے پس یہ زمانہ وحشت کا زمانہ ہے۔ وہ عقلمند جو اپنے نفس کے لیے مخلص ہے وہ تنہائی کو پسند کرتا ہے اور اس سے مانوس رہتا ہے اور میں نے کوئی عارف ایسا نہیں دیکھا جسے خدا سے وحشت ہوتی ہو۔ پس تنہائی کو اپنا لو اور دیوار کے پیچھے چھپ جاؤ اور لوگوں کے دلوں سے اپنے ناموں کو ختم کر دو۔ اُن کے دھوکوں سے بچ جاؤ گے اور جب امیرالمومنینؑ نے اس زمانے اور اس کے فتنے کو یاد کیا تو فرمایا کہ یہ ایسا زمانہ ہے جس میں صرف وہ مومن

بچ سکے گا جو گھر میں اکثر لیٹا رہے۔ جب وہ موجود ہو تو نہ پہچانا جائے اور جب غیب ہو تو اس کی جستجو نہ ہو۔ ایسے اشخاص ہدایت کے چراغ اور راستہ کے نشانات ہیں وہ فتنہ و فساد کرنے والے نہیں اور نہ چغلخوری کا بیج بوتے ہیں یہ ایسے افراد ہیں جن پر خداوندِ عالم اپنی رحمت کے دروازے کھول اور عذاب کے دروازے بند کر دیتا ہے اور جب خدا چاہتا ہے کہ بندے کو نافرمانی کی ذلت سے اطاعت کی عزت کی طرف اور لوگوں کے فتنے سے سلامتی کی طرف منتقل کرے تو اُسے تنہائی سے مانوس کر دیتا ہے اور خلوت کو اس کا محبوب بنا دیتا ہے اور قناعت کے ذریعہ اُسے بے پرواہ کر دیتا ہے اور اُسے اپنے عیوب دکھا دیتا ہے۔ اور لوگوں کے عیوب اس کی نگاہ سے محجوب کر دیتا ہے اور جسے یہ عطیہ مل جائے تو اُسے خیرِ دنیا و آخرت مل جاتی ہے۔

چھبیسواں باب ۲۶

ورع اور اُس کی طرف رغبت دلانا

حضرت صادقؑ نے فرمایا تم پر لازم ہے ورع اختیار کرنا اور محرمات خداوندی سے رُکنا اور کوشش کرنا اور سچ بولنا اور اس کی امانت واپس کر دینا جو تمھیں امین بنائے۔ پس اگر امام حسینؑ کا قاتل میرے پاس وہ

تلوار بطور امانت رکھے کہ جس سے اُس نے آپؑ کو شہید کیا ہے تو وہ بھی میں اُسے واپس کر دوں گا۔ اور فرمایا لوگوں میں ورع اور محرمات الٰہی سے رکنے کے زیادہ حقدار آلِ محمدؐ اور اُن کے شیعہ ہیں تاکہ لوگ ان کی اقتداء کریں کیونکہ یہ قیادت کرتے ہیں۔ اس کی جو اقتداء کرے پس اللہ سے ڈرو، اور اس کی اطاعت کرو کیونکہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ تقویٰ ورع اور کوشش کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے تم میں سے زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ اور فرمایا خدا کی قسم تم ہی اللہ اور اس کے ملائکہ کے دین پر ہو پس اس دین میں ورع کوشش اور زیادہ عبادت کے ساتھ ہماری اعانت کرو اور تم پر ورع کا اختیار کرنا لازم و ضروری ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والدؑ کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم قبر و منبر تک پہنچے یعنی مسجد نبویؐ میں پس وہاں آپؑ کے کچھ اصحاب موجود تھے آپؑ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور سلام کیا۔ پھر فرمایا خدا کی قسم میں تم سے تمہاری خوشبو اور تمہارے ارواح سے محبت کرتا ہوں پس تم اس معاملہ میں ورع اور کوشش کے ساتھ ہماری اعانت و مدد کرو۔ کیونکہ تم ہماری ولایت ورع و کوشش کے بغیر ہرگز حاصل نہیں کر سکتے اور جو شخص کسی امامؑ کی اقتداء کرتا ہے تو وہ اس جیسا عمل کرے۔ پھر فرمایا تم اللہ کے سپاہی اور اللہ کے شیعہ ہو اور تم سابقون الاولون ہو اور آخرت میں جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہو۔ ہم اللہ اور رسولؐ کی ضمانت پر تمہاری جنت کے ضامن ہو گئے ہیں۔

تم پاک و پاکیزہ ہو اور تمھاری عورتیں پاک و پاکیزہ ہیں ہر مومن صدیق اور ہر مومنہ صدیقہ ہے۔ کئی دفعہ حضرت امیرؑ نے قنبرؓ سے فرمایا خوش ہو اور خوشخبری دے اور خوشخبری حاصل کر پس خدا کی قسم جب رسول اللہ فوت ہوئے تو آپؐ ساری امت پر سوائے شیعوں کے ناراض تھے۔ یاد رکھو ہر چیز کا ایک عروہ (دستہ) ہے۔ اور شیعہ دین کا عروہ و دستہ ہیں اور ہر چیز کا ایک امام ہوتا ہے اور تمام زمینوں کی امام وہ زمین ہے جس میں شیعہ رہتے ہیں۔ یاد رکھو ہر چیز کا ایک شرف ہے اور دین کا شرف شیعہ ہیں۔ خدا کی قسم اگر زمین میں تم میں سے کچھ افراد نہ ہوں تو زمین اپنے رہنے والوں سمیت گردش کرنے لگے اور جو مخالف زمین پر رہتا ہے چاہے وہ کتنی عبادت کرے اور کوشش کرے پس وہ اس آیت کی طرف منسوب ہے (کچھ نفوس) خشوع کرنے والے عمل کرنے والے اپنے آپ کو تھکا دینے والے ہیں۔ وہ گرم کی ہوئی آگ میں جلیں گے خدا کی قسم جو مخالف بھی دعا کرتا ہے وہ تمھارے لیے ہے اور تم میں سے جو ایک دعائے خیر کرتا ہے وہ اس کے لیے اللہ کی طرف سے ایک سو ہوگی اور تم میں سے جو کسی چیز کا اللہ سے سوال کرتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک سو ہوگا، اور جو کوئی تم میں سے ایک نیک کام کرتا ہے اس کے کئی گنا ہونے کا شمار ہی نہیں۔ خدا کی قسم تمھارا روزے دار جنت کے باغ میں چرتا ہے اور اور خدا کی قسم تمھارا حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ کے مخصوص بندوں میں سے ہے اور تم سارے کے سارے اللہ کو پکارنے والے ہو اور تمھاری دعائیں اس کے ہاں قبول ہیں نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم محزون ہو گے تم سب کے

سب جنت میں ہوں گے۔ لہٰذا درجات میں ایک دوسرے پر بازی لے جاؤ
پس خدا کی قسم خدا کے عرش کے زیادہ قریب ہمارے شیعہ ہوں گے۔ پس خوشخبری
ہے ہمارے شیعوں کے لیے خدا نے کتنے اچھے احسان کیے ہیں ہمارے
شیعوں پر۔ خدا کی قسم حضرت امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے ہمارے شیعہ اپنی قبروں
سے اس حالت میں خارج ہوں گے کہ ان کے چہرے چمکتے ہوں گے۔ ان کی
آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی انہیں امان دی جائے گی۔ لوگ ڈر رہے ہوں گے۔
اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور لوگ محزون و مغموم ہوں گے اور ان پر
کوئی حزن و ملال نہیں ہوگا۔ خدا کی قسم تم میں سے کوئی ایک نماز کی کوشش
نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ ملائکہ اسے پیچھے سے گھیر لیتے ہیں اور اس کی کامیابی کی دعا
کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ یاد رکھو ہر چیز کا ایک
جوہر ہے اور اولادِ آدمؑ کا جوہر محمدؐ ہیں اور تم ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ لفظ شیعہ
بتلا رہا ہے کہ شیعہ کا معنی ہے پیروکار تو ظاہر ہے جو علیؑ اور اولادِ علیؑ کا پیروکار
ہے اس کے لیے ان مدارج کا حصول یقینی ہے۔ اور خداوند عالم نے حضرت
موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرا قرب حاصل کرنے والے کسی چیز سے اتنا قرب نہیں
حاصل کر سکتے جتنا میری حرام کی ہوئی چیزوں سے ورع اختیار کرکے اور ان
سے دور رہ کر حاصل کر سکتے ہیں۔

چھیالیسواں باب ۴۶

سکوت اور خاموشی

امام رضاؑ نے فرمایا فقہ کی علامات میں سے علم و حیا اور خاموشی ہے ا
خاموشی حکمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور یہ محبت کو
کرتی سلامتی اور کراماً الکاتبین کی راحت و آرام کا سبب ہے اور یہ ہر
کا رہبر ہے اور امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ مرد مسلمان اس وقت تک صحیح سالم
جب تک وہ خاموش ہے جب وہ گفتگو کرتا ہے تو اچھا یا بُرا لکھا جاتا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کیا میں تجھے ایک ایسے
کی رہبری نہ کردوں کہ جس سے خدا تجھے جنت میں داخل کرے۔ اس نے کہا
اے اللہ کے رسولؐ تو آپؐ نے فرمایا جو خدا تجھے دے اسے دے دے۔
اگر ایسا نہ ہو تو فرمایا پھر مظلوم کی مدد کر اس نے کہا اگر اس پر مجھے قدرت نہ
فرمایا پھر کو غنیمت سمجھ ورنہ خاموش رہ تو بچ جائے گا۔ ایک شخص نے ا
سے عرض کیا مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا اپنی زبان کی حفاظت کر عزت حا
کرے گا اور شیطان کے ہاتھ میں اپنی مہار نہ دے ورنہ ذلیل ہو گا
امیرؑ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔ جان لے اے
کہ زبان کاٹنے والا کتا ہے اگر تو نے اسے چھوڑ دیا تو یہ تجھے کاٹ لے گی
کتنے کلمات ہیں جو نعمت کو چھین لیتے اور مصیبت کو کھینچ لاتے ہیں

زبان کو محفوظ کر جس طرح سونے اور چاندی کی حفاظت کرتا ہے جو اپنی زبان کی باگ ڈور چھوڑ دے وہ اُسے ہر بُری چیز کی طرف لے جائے گی اور رسول اللہ ؐ نے فرمایا۔ لوگوں کو نتھنوں کے بل جہنم کی آگ میں زبانوں کی وہ باتیں گرائیں گی جو دوسروں کے متعلق کہیں جائیں اور جو شخص دنیا و آخرت کی سلامتی چاہتا ہے وہ اپنی زبان کو شریعت کی لگام سے قید کرتا ہے پس اُسے نہیں چھوڑتا مگر ایسی چیزوں میں جو دنیا و آخرت میں اس کیلئے فائدہ مند ہیں رسول اللہ ؐ نے فرمایا جو خاموش رہا نجات پا گیا اور عقبہ بن عامر کہتا ہے میں نے عرض کیا اے رسول اللہ ؐ کس چیز سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور اپنے گھر میں رہو اور اپنے گناہ پر گریہ کرو۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا جو اپنے پیٹ زبان اور شرم گاہ کے شر سے بچ گیا تو وہ ہر قسم کی بُرائی سے بچ جاتا ہے۔ فرمایا کسی شخص کا ایمان سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو۔ اور اس کا دل سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو۔ کیونکہ مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے۔ جب گفتگو کرنے لگتا ہے تو اس میں تدبر کرتا ہے۔ اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بُری ہوتی ہے تو اُسے چھپائے رکھتا ہے اور منافق کا دل زبان کے پیچھے ہوتا ہے وہ ہر وہ بات کر دیتا ہے جو زبان پر آجائے اور پرواہ نہیں کرتا کونسی بات اس کے لیے مضر ہے اور کونسی مفید اور فرزند آدمؑ کے اکثر گناہ اس کی زبان کی بدولت ہیں۔ فرمایا جو اپنی زبان کو روک لے خدا اس کے عیوب کو چھپا دیتا ہے اور جس کا اپنے غصہ پر کنٹرول ہو وہ اس کے عذاب

سے بچ جاتا ہے اور جو اللہ کے ہاں عذر پیش کرے وہ اُس کے عذر کو قبول کر لیتا ہے۔ ایک عرب نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کی وجہ سے میں نجات حاصل کر لوں۔ فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور پیاسے کو سیراب کرو اور اچھی چیز کا حکم کرو اور بری چیز سے منع کرو۔ پس اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اپنی زبان کو روک لو، کیونکہ اس سے شیطان ان پر غالب آجائیں گے۔ فرمایا خدا ہر گفتگو کرنے والے کی زبان کے پاس ہے لہٰذا انسان کو اللہ سے ڈرنا چاہیئے اور اس کے علم میں ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے فرمایا جب کسی مومن کو خاموش اور باوقار پاؤ تو اس کے قریب جاؤ کیونکہ اس پر حکمت کا القاء ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے فرمایا کہ عبادت کے دس اجزاء ہیں۔ ان میں سے نو خاموشی میں ہیں اور ایک جزء لوگوں سے بھاگ جانے میں ہے۔ آل داؤد کی حکمت میں ہے کہ کہنے والا اپنی مہار کو پہچانے اور اپنی زبان کی نگہبانی کرے اپنی حالت میں مگن رہے، اپنے زیادہ قابلِ وثوق بھائیوں سے وحشت محسوس کرے اور جو شخص موت کو زیادہ یاد کرے۔ وہ تھوڑے پر راضی ہو جاتا ہے اور اکثر معاملات اس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں اور جو اپنی گفتگو کو اپنے عمل میں شمار کرے تو اس کی گفتگو کم ہو جائے گی۔ مگر کسی اچھی بات کے متعلق ہو اور جان لو کہ بہترین حالت یہ ہے کہ تم اپنی زبان کو غیبت چغلخوری اور بیہودہ بات سے محفوظ اور اپنی زبان کو ذکرِ خدا یا علم سیکھنے میں مشغول رکھو۔ کیونکہ علم کا سیکھنا بھی ذکرِ خدا میں داخل ہے۔ چونکہ عمر و زندگی ایک عظیم تجارت گاہ ہے۔ اس کا ہر سانس اس

کا ایک جز رہے۔ جب انسان ذکر کو چھوڑ دے اور اپنی زبان کو بیہودہ بات میں مشغول رکھے تو اس طرح ہے جیسے کوئی شخص موتی کو دیکھ لے پس اس کو اٹھانے کا ارادہ کرے اور اس کے بدلے ڈھیلا اٹھا لے۔ کیونکہ انسان جب ملک الموت کو دیکھ لے کہ وہ اس کی روح قبض کرنے آیا ہے۔ اب اگر اس سے تاخیر کی خواہش کرے کہ وہ اسے ایک لحظہ یا ایک سانس لینے تک چھوڑ دے تاکہ یہ اس لحظہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ لے اور اس کے بدلے پوری دنیا کی سلطنت پیش کرے تو یہ اس سے قبول نہیں ہوگا۔ اور کتنے مرتبہ انسان نے گھنٹہ گھنٹہ فضول وبے کار ہنگامی گھنٹے اور دن ضائع کئے ہیں اور یہ عظیم خسارہ ہے اور مومن وہ ہے جس کا بولنا ذکر جس کی خاموشی فکر اور جس کا دیکھنا عبرت ہوتا ہے اور رسول اللہؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسے عمل کی تعلیم نہ دوں جو میزان عمل میں بھاری اور زبان پر ہلکا ہو۔ کہنے لگے بے شک اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا خاموشی اور خوش خلقی اور فضول باتوں کو ترک کرنا۔ روایت ہے کہ جناب لقمانؑ نے حضرت داؤدؑ کو دیکھا کہ وہ زرہ بنا رہے ہیں۔ پس چاہا کہ ان سے سوال کریں لیکن خاموش ہو گئے۔ جب داؤدؑ نے اسے پہنا تو سوال کے بغیر لقمانؑ کو زرہ کی حالت معلوم ہو گئی اور فرمایا کہ جس کی گفتگو زیادہ ہو گی اس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی وہ بیہودہ باتیں زیادہ کرے گا اور جو زیادہ فضول باتیں کرے وہ جھوٹ زیادہ بولے گا اور جو زیادہ جھوٹ بولے اس کے گناہ زیادہ ہوں گے۔ اور جس کے گناہ زیادہ ہوں تو جہنم اس کی زیادہ

مستحق ہے اور خداوند عالم نے زبان کو چار دروازوں کے پیچھے رکھا ہے کیونکہ یہ زیادہ مضر ہے۔ دو پٹ دونوں ہونٹ ہیں اور دو پٹ دانت ہیں۔ ایک عالم نے کہا کہ انسان کے لیے ایک زبان پیدا ہوتی ہے اور دو کان اور دو آنکھیں تاکہ بات کرنے کی نسبت زیادہ سنے اور دیکھے اور روایت ہے کہ خاموشی حکمت و دانائی کی دولت و ثروت ہے۔

اٹھائیسواں باب

خوفِ خدا

روایت ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے سینے سے نماز میں خوفِ خدا سے اس طرح کی آواز نکلتی تھی جیسے دیگ کے کھولنے کی ہوتی ہے اور ہمارے سید و سردار جناب رسولِ خداؐ کی یہی کیفیت تھی اور امیر المومنینؑ جب وجہت وجہی اللذی فطر السموٰت والارض کہتے تو آپؑ کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور رنگ خوفِ خدا سے زرد پڑ جاتا اور یہ بات آپؑ کے چہرے سے پہچانی جاتی تھی اور آپؑ نے ہزار غلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے آزاد کیے اور آپؑ کھجور کے درخت بوتے انہیں بیچتے اور ان کی قیمت سے غلام خرید کر کے انھیں آزاد کر دیتے تھے اور اس کے علاوہ بھی انھیں اتنا ساتھ دیتے تھے کہ جس سے وہ لوگوں سے بے پرواہ رہتے اور آپؑ کے ایک غلام نے آپؑ کو خبر دی کہ آپؑ کے فلاں باغ میں ایک چشمہ

پھوٹنا پڑا ہے اس سے اس طرح پانی نکلتا ہے جیسے اُونٹ کی گردن۔ فرمایا وارث کو خوشخبری دو، وارث کو خوشخبری دو، وارث کو بشارت دو۔ پھر آپ نے گواہ حاضر کیے انھیں گواہ بنا کر اُسے راہِ خدا میں وقف کر دیا۔ اس وقت تک جب کہ خدا زمین اور اہلِ زمین کا وارث ہو۔ اور فرمایا یہ میں نے اس لیے کیا ہے تاکہ خداوندِ عالم میرے چہرے سے آگ کو دور رکھے اور معاویہ امام حسنؑ کو اس کے دو لاکھ دینار دیتا تھا۔ فرمایا میں اس چیز کو نہیں بیچتا جسے میرا باپ اللہ کی راہ میں وقف کر چکا ہے۔ آپ کے سامنے جب دو کام ہوتے تھے تو آپ اُسے کرتے جو اللہ کی اطاعت کے لحاظ سے زیادہ سخت ہوتا اور جب آپ سجدہ شکر کرتے تو خوفِ خدا سے آپ پر غشی طاری ہو جاتی اور جنابِ فاطمہؑ خوفِ خدا سے حالتِ نماز میں ہانپتی تھیں اور امام زین العابدینؑ کا چہرہ خوفِ خدا سے متغیر ہو جاتا۔ جنابِ لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا خدا سے اس طرح خوف رکھ کہ اگر جن و انس کی نیکیاں لے کر جائے تب بھی تجھے ڈر رہے کہ وہ تجھے عذاب کرے گا اور اس سے اتنی اُمید رکھ کہ اگر جن و انس کے گناہ لے کر اس کے پاس جائے تو اُمید رکھ کہ وہ تجھے بخش دے گا۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا اے فرزندِ آدم تم ہمیشہ اچھائی میں رہو گے جب تک تمھاری ذات کے اندر سے کوئی تجھ کو نصیحت کرنے والا تجھے سرزنش کرتا رہا اور جب تک خوف تمہارا شعار (اندرونی لباس) اور حزن تیرا دثار (بیرونی لباس) رہا۔ فرزندِ آدم تو مرنے والا ہے اور تجھ سے حساب لیا جائے گا پس جواب تیار کر اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی۔

اے موسیٰ! تنہائیوں میں مجھ سے ڈر میں تیرے عیوب کو چھپا دوں گا۔ اور مجھے
اپنی تنہائی اور خلوتوں میں یاد کر اور لذت سے خوش ہونے کے وقت بھی۔ تو
میں تیری غفلتوں کے وقت تجھے یاد رکھوں گا اور اپنے غصہ پر کنٹرول کر اس
شخص سے جس کے معاملات کا میں نے تجھے مالک کیا ہے۔ تو میں اپنا غضب
اور غصہ تجھ سے روک دوں گا اور میرے پوشیدہ راز کو چھپا اور ظاہر بظاہر
مدارات اور نرمی برت۔ میری طرف سے اپنے اور میرے دشمن کے لیے
صادقؑ نے فرمایا دنیا میرے نزدیک مردار کی طرح ہے۔ جب میں مضطر و مجبور
ہوتا ہوں۔ اس کی طرف سے تو اس سے کھا لیتا ہوں۔ اے شخص خدا جانتا
ہے کہ بندے کیا کر رہے ہیں اور کدھر جا رہے ہیں جیسی خدا نے ان کے
برے اعمال پر علم و بردباری برتی ہے۔ اپنے سابق علم کی بنا پر اور جلدی
تو وہ شخص کرتا ہے جسے فوت کا خوف ہو۔ پس عذاب کی تاخیر تجھے دھوکا
نہ دے۔ پھر آپ نے خدا کے اس ارشاد کی تلاوت کی کہ یہ آخرت کا گھر ہم ان
لوگوں کے لیے قرار دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی اور فساد نہیں کرتے اور
عاقبت متقیوں کے لیے ہے۔ پھر آپؑ رونے لگے اور فرمایا اس آیت سے
امیدیں ختم ہو گئیں۔ اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم نیک لوگ فائز و کامیاب ہو گئے
اور برے خسارہ میں رہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے ابرار و نیک کون ہیں وہ جو
خدا کا خوف و تقویٰ رکھتے ہیں اور اعمال صالحہ کے ذریعہ خدا کے قریب ہوتے
ہیں اور خلوت و جلوت میں خدا سے ڈرتے ہیں۔ خوف خدا کا علم کافی ہے اور اس
سے مغرور ہونے کی جہالت کافی ہے۔ اے شخص جو علم حاصل کرے اور عمل کرے

وہ ملکوتِ اعلیٰ میں عظیم لکھا جائے گا اور لوگوں میں سے زیادہ اللہ کا علم رکھنے والا وہ ہے جس میں زیادہ خوف و خشیۃ الٰہی ہو اور جو دنیا سے زیادہ پرہیز کرتا ہو۔ آپ سے ایک شخص نے کہا اے فرزندِ رسول مجھے وصیت کیجیے۔ آپ نے فرمایا جہاں کہیں ہو اللہ سے ڈرو تجھے وحشت محسوس نہیں ہوگی۔ صادقؑ نے فرمایا ایک دفعہ رسولِ خدا بیٹھے ہوئے تھے کہ جبرئیل مغموم و محزون نازل ہوا۔ آپ نے فرمایا اے بھائی جبرئیلؑ میں تجھے دکھی اور محزون کیوں دیکھ رہا ہوں۔ عرض کرنے لگا میں ایسا کیوں نہ ہوں۔ حالانکہ میں نے جہنم کو پھونکنے والی چیزیں آج رکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا جہنم ہنا فیخ (پھونکنیاں) کیا ہیں۔ عرض کیا خدا نے جہنم کے روشن کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس میں ایک ہزار سال آگ جلائی گئی۔ یہاں تک کہ وہ سرخ ہو گئی۔ پھر ہزار سال جلائی گئی یہاں تک کہ سفید ہو گئی۔ پھر ہزار سال جلائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی پس وہ سیاہ تاریک ہے جس کی تاریکیوں پہ تاریکیاں ہیں۔ پس اگر اس کی بیڑیوں کا ایک حلقہ کہ جس کا طول ستر ہاتھ ہے پہاڑوں پہ رکھ دیا جائے تو وہ اس کی گرمی سے پگھل جائیں۔ اور اگر زقوم اور ضریع (تھوہر) کا ایک قطرہ اگر اہلِ دنیا کے پانی میں گر جائے تو اس کی بدبو سے اہلِ زمین ہلاک ہو جائیں۔ پھر جناب رسولِ خداؐ اور جبرئیلؑ رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو اس سے محفوظ رکھا ہے کہ کوئی ایسا گناہ کرو جس سے جہنم کے مستحق ہو جاؤ لیکن اسی طرح رہو (یعنی محزون و مغموم) اور خوف و ڈر کے متعلق قرآن مجید میں بہت سے آیات ہیں۔ جیسا کہ خدا کا یہ ارشاد اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو

فرمایا پس صرف مجھ سے ڈرو۔ اور ایک قوم کی مدح میں فرمایا وہ اپنے مالک سے ڈرتے ہیں جو ان پر غالب ہے۔ فرمایا اور جو قوم رب سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں فرمایا اور جو اپنے رب کے مقام و منزلت سے ڈرے اور نفس کو خواہش سے روکے تو جنت اس کی جائے پناہ ہے۔ فرمایا پس اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ڈرتے ہیں اور خوف خدا علم کا ثمرہ ہے اور اس میں علم نہیں جس میں خوف نہیں اور خوف نفس کا چراغ ہے۔ نفس اپنی تاریکی میں اس سے ہدایت حاصل کرتا ہے۔ اس کا خوف خوف نہیں جو روتا ہے اور آنسو صاف کر دیتا ہے یہ تو جھوٹا خوف ہے۔ خائف تو وہ ہے جو اس چیز کو چھوڑ دے جس پر عذاب ہوگا۔ اگر انسان جہنم کی آگ سے ڈرے جیسے وہ فقر و فاقہ سے ڈرتا ہے تو اس سے مامون ہو جائے، اور مومن کا دل مطمئن نہیں رہتا اور اس کے خوف میں سکون نہیں آتا جب تک وہ جہنم کا پل اپنے پیچھے نہ چھوڑ جائے اور جنت کے دروازے کا رُخ نہ کر لے اور آج کسی کے خوف کو سکون نہیں جب تک کل اس کا دل مامون نہ ہو اور اسی طرح خداوند عالم فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں اپنے بندے کے لیے دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا۔ جب وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا ہے تو آخرت میں میں اُسے مامون کر دوں گا۔ اور اگر وہ دنیا میں مامون رہے تو آخرت میں اُسے ڈراؤں گا اور خوف کا معنی ہے ہر گھڑی عقاب کا انتظار رکھنا اور سوائے خراب دل کے خوف خدا نہیں ہوتا۔ جلوت و خلوت میں ہمیشہ خدا پر نگاہ رکھنا دل میں خوف کو اُبھارتا ہے اور اس کی ایک علامت

اُمید کو کوتاہ کرنا۔ سختی سے عمل کرنا اور ورع و پرہیزگاری اختیار کرنا ہے۔
ایک شخص نے رسول اللہؐ سے اس ارشاد کے متعلق پوچھا اور وہ لوگ جو کرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں جب کہ اُن کے دل دھڑکتے ہیں وہ اپنے رب کی طرف پلٹ جائیں گے۔ کیا اس سے مراد وہ شخص ہے جو زنا کرتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ شراب پیتا ہے درانحالیکہ وہ خائف ہوتا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے صدقہ دیتا ہے اور باوجود اس کے اُسے ڈر ہوتا ہے کہ شاید یہ قبول نہ ہوں اور جب دل کے خوف کو سکون آجاتا ہے تو وہ شہوات کو جلا دیتا ہے اور دنیا کی رغبت کو دور کر دیتا ہے اور چہرہ پر حزن کے آثار پیدا کر دیتا ہے۔

اُنیسواں باب ۴۹

اللہ سے اُمید رکھنا

حضرت صادقؑ نے فرمایا تم میں سے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ جب خدا سے کوئی چیز مانگے تو وہ اُسے دے دے تو وہ لوگوں سے اُمید ختم کر لے اور اپنی اُمید خدا سے وابستہ کر دے۔ جب خدا کو اس کا علم ہو جائے تو جو چیز بھی اس سے مانگے گا وہ اُسے دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیلؑ کا کہنا ہے کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا اے میرے بندے جب تو مجھے پہچان لے اور میری

عبادت کرے اور مجھ سے اُمید رکھے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ قرار دے
پھر بھی تیرے گناہ ہیں میں اُنھیں معاف کر دوں گا، اور اگر زمین کی پوری
برابر گناہ اور خطائیں لے کر تو میرا سامنا کرے تو میں اتنی مغفرت اور عفو
کے ساتھ تیرا استقبال کروں گا۔ اور تجھے بخش دوں گا، اور مجھے کوئی پروا
نہیں۔ رسُول اللہؐ نے فرمایا خداوند عالم فرمائے گا کہ اس شخص کو جہنم کی آگ
سے نکالو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو پھر فرمائے
مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں اس شخص کو جو رات دن کے کسی لحظہ
مجھ پر ایمان لایا ہے اس کے ساتھ نہیں قرار دوں گا جو ایمان نہیں لایا
حقیقت رجاء و اُمید ہے۔ اللہ کی رحمت میں اُمید کو کشادہ کرنا اور
سے حسن ظن رکھنا اور جان لو کہ اُمید رکھنے والے کی علامت ہے اس کی
اطاعت کرنا۔ کیونکہ رجاء و اُمید کے تین مراتب ہیں۔ ایک شخص اچھا کام
کرتا ہے اور قبول ہونے کی اُمید رکھتا ہے اور ایک شخص بُرا کام کرتا ہے
اور اس کی بخشش کی اُمید رکھتا ہے اور ایک شخص بہت جھوٹا اور مغرور
ہے نافرمانیاں کرتا ہے اور اصرار وگناہوں کو معمولی سمجھنے کے باوجود
کی اُمید رکھتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا
آپؑ کے شیعوں کا ایک گروہ گناہ کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہم اُمیدوار
ہیں، فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں جو شخص کسی چیز کی
رکھتا ہے اس کے لیے عمل کرتا ہے۔ خدا کی قسم تم میں سے ہمارا کوئی شیعہ
مگر جو اللہ سے ڈرے۔ فرمایا کچھ لوگ حضرت امیرؑ کے سامنے آئے اور انھوں نے

آپؑ پر سلام کیا اور عرض کیا ہم آپؑ کے شیعوں میں۔ امیرالمومنینؑ فرمایا مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم میں سے شیعوں کی نشانیاں نہیں دیکھتا۔ انھوں نے عرض کیا شیعوں کی کیا نشانیاں ہیں۔ اے امیرالمومنینؑ فرمایا رات کو بیدار رہنے سے اُن کے چہرے زرد ہو گئے ہیں۔ گریہ کر کر کے ان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ بھوکا رہ کر ان کے شکم کمر سے لگ جاتے ہیں۔ دعا کرتے کرتے ان کے ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں۔ عبادتِ خدا میں کھڑے رہ رہ کر ان کی کمریں جھک گئی ہوں۔ ان پر خشوع و خضوع کرنے والوں کا غبار ہے یعنی خشوع سے اُن کے چہرے گرد آلود ہیں۔

ایک شخص نے عرض کیا اے فرزندِ رسولؐ میں گناہوں کا ارتکاب کرتا ہوں اور اس کے باوجود میں عفو کی اُمید رکھتا ہوں۔ اُس سے فرمایا اے شخص خدا سے ڈر اور اس کی اطاعت میں عمل کر اور رسول اللہؐ اور امیرالمومنینؑ سب لوگوں سے زیادہ خدا سے حسنِ ظن رکھتے تھے اور اس سے زیادہ اُمیدوار تھے۔ اور آنحضرتؐ خدا سے بہت زیادہ ڈرتے تھے اور آپؐ میں زیادہ ہیبت و ڈر تھا۔ اور باقی لوگوں کی نسبت اور یہی حال تھا تمام انبیاء کا اور ان میں سے ہر ایک کے زمانہ میں ان سے زیادہ حسنِ ظن رکھنے والا اور شدت سے خوفِ خدا رکھنے والا کوئی نہیں تھا حضرت امیرالمومنینؑ نے اپنے احباب سے فرمایا اگر تمھاری استطاعت میں ہو کہ تم میں شدت سے خوفِ خدا اور تمھیں اس سے حسنِ ظن ہو تو ان دونوں کو جمع کر دو۔ کیونکہ بندے کو اپنے مالک سے اتنا حسنِ ظن ہوتا ہے جتنا اُسے اس کا ڈر اور خوف

ہوتا ہے اور اللہ سے سب لوگوں سے زیادہ حسنِ ظن اس کو ہو سکتا ہے
میں اسی کا زیادہ خوف ہو۔ پس اپنی اُمیدوں اور آرزوؤں کو چھوڑو
جدوجہد کرو۔ اللہ اور اس کی مخلوق کے حق کو ادا کرو۔ اور جو اس کے
کو بہترین طریقہ سے ادا کرے وہ جہنم کی آگ سے بری ہے۔ کسی کی
پھسلائی جنت اور خدا و کسی بندے کے درمیان کوئی قرابت نہیں اور
سیدنا آدمؑ کی ضرب المثل بیان کی ہے کہ اُس نے دانہ کھایا کہ حکم عدولی
تھی تو یہ تمہارے لیے عبرت اور موعظہ ہے۔ اور امیر المومنینؑ اپنی تسبیح
عرض کرتے تھے منزہ ہے۔ وہ خدا جس نے آدمؑ کی غلطی کو عبرت قرار دیا
اُن کی اولاد کے لیے اس سے مقصد یہ تھا کہ تمہارا باپ جو تمہاری ا
ہے کہ جس کو خدا نے چُنا اور انبیاء کا باپ قرار دیا جب اس کو نا
کرانے اللہ جنت سے زمین پر اُتار دیا اور وہ اور تمہاری ماں صحرا
کے درختوں کے پتّے اپنے اوپر لپیٹ رہے تھے ایک دانہ کی وجہ
تو تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب کہ تم سارے کے سارے ڈھیر
کھلیان کھا جاتے ہو یہ بہت ہی بڑا ظلم اور حرص ہے۔ اللہ کے مقابلے
چاہیے کہ امید اور خوف مومن کے دل میں پرندے کے دو پروں کی طرح ہوں
وہ برابر ہوتے ہیں تو وہ اُڑ سکتا ہے اور جیسے ایک پر اور دوسرا نہ ہو تو
ایک بھی ٹوٹ جاتا ہے اور دل اور عمل میں نقص پیدا ہو جاتا ہے اور بندے
کو چاہیے کہ وہ خدا سے وسیع امید رکھے اور اپنے دل میں یہ بات پیدا
کرے وہ خدا کی عفو و رحمت اور کرم کو دیکھ رہا ہے جبکہ وہ اس کی بارگاہ

کا جو کہ اس کے وہم و گمان میں نہ ہو اور اس میں شک نہیں۔ عقلمند
پ کو مقصر اور کوتاہ سمجھتا ہے اور اسے اپنے عمل کے قبول ہونے
نہیں ہوتا اور اسے سوائے خدا پر حسن ظن رکھنے اور اس کی عفو کی امید
و اس کے حلم و کرم اور اس کی طرف رغبت کرنے اور اس کے سامنے
زاری کرنے اور گڑگڑانے کے کسی چیز پر اعتماد نہیں ہوتا جس طرح
نے فرمایا خدایا میرے گناہ مجھے تجھ سے ڈراتے ہیں اور تیرا جود و سخا
طرف سے خوشخبری دیتا ہے پس مجھے خوف کی وجہ سے گناہوں
سے اور اپنے جود و کرم سے مخلصوں تک پہنچا دے تاکہ کل میں قیامت
کریم کا آزاد کردہ ہو جاؤں جیسا کہ دنیا میں تیری نعمتوں کا پروردہ
ل سکو وہی جو نجات کا پروانہ مجھے عطا فرمائے گا وہ اس امیدوار جا
نہیں جو تو نے مجھے بخشی ہوئی ہے اور تیری ڈیوڑھی پر کب کوئی امیدوار
ا ہے یا کب کبھی تیرے دروازے سے کوئی سائل واپس لوٹا ہے
ایسا تجھے پکارنے والا نہیں کہ جس کی دعا کو تو نے قبول نہ کیا ہو کیونکہ
ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں اور تو وعدہ خلافی
پس محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور میری دعا کو قبول کر لے اور
سے میری امید کو قطع نہ کر۔ اے رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم
لے۔ روایت ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب کہ میرے بندوں
ے دے کہ میں غفور الرحیم ہوں یہ ہے کہ رسول اللہؐ کچھ لوگوں کے قریب
سے جو ہنس رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگ ہنس رہے ہو۔ اگر

تمہیں وہ کچھ معلوم ہو جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنسو کم اور گریہ زیادہ کرو۔ پس
جبریلؑ نازل ہوا۔ اور کہا اے محمدؐ تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے
کہ میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں غفور الرحیم ہوں۔ اور میرا عذاب دردناک
عذاب ہے۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے سنا کہ
خداوند عالم تعجب کرتا ہے بندے کے خدا کی رحمت سے مایوس ہونے اور
اس کی عفو و بخشش سے ناامید ہونے پر باوجود اس کی رحمت کی عظمت وسعت
کے مروی ہے کہ امام زین العابدینؑ زعونی نامی شخص کے قریب سے گزرے
وہ مخبوط الحواسی کے عالم میں ہنس رہا تھا۔ آپؑ نے پوچھا اسے کیا ہو گیا
لوگوں نے بتایا اس نے کسی کو قتل کر دیا ہے۔ فرمایا خدا کی قسم اس کا خدا کی
رحمت سے مایوس ہونا قتل کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ انسان کو چاہیے
کہ وہ اللہ سے حسنِ ظن کرنے پر اعتماد کرے۔ کیونکہ یہ بہت بڑا وسیلہ ہے
خداوند عالم فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے حسنِ ظن کے پاس ہوں۔ ایک شخص
نے خواب میں اپنے ایک ساتھی کو بہترین حالت میں دیکھا تو کہنے لگا یہ مرتبہ تو
نے کس طرح حاصل کیا ہے اس نے جواب دیا اپنے رب سے اپنے حسنِ ظن
کی وجہ سے اور کوئی شخص خیر دنیا و آخرت اللہ سے حسنِ ظن اور اچھا گمان کرنے
کے بغیر نہیں حاصل کر سکتا۔ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ اللہ پر بھروسہ رکھنا
اور اس سے اچھا گمان رکھنا ایسا قلعہ ہے کہ جس کی حفاظت میں ہر مومن
ہوتا ہے۔ اور اللہ پر توکل کرنا ہر برائی سے نجات کا سبب اور ہر دشمن سے
محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔ صادقؑ نے فرمایا کہ کسی مومن کو خیر دنیا اور آخرت

...ئی۔ مگر یہ اللہ سے اچھا گمان رکھتے اس سے امیدوار رہنے اچھا خلق
... اور لوگوں کی عزت خا برو سے رکھنے کے ساتھ۔ کیونکہ خداوند عالم کسی
... توبہ اور استغفار کے بعد عذاب نہیں کرتا۔ مگر خدا سے بدگمانی کرنے
... امید میں کوتاہی کرنے بدخلق ہوتے اور مومنین کی غیبت کرنے سے
... بندہ اپنے مالک سے اچھا گمان نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ خدا اس کے
... ن کے پاس ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کریم ہے اُسے شرم آتی ہے کہ وہ
... کے اچھے گمان اور اس کی امید کے خلاف کرے لہٰذا اللہ سے اچھا
... ہو، اور اس چیز میں رغبت کرو جو اللہ کے پاس ہے۔ کیونکہ خدا اُن
... کہتا ہے جو لوگ اللہ سے بدگمانی رکھتے ہیں کہ اُن کے گرد بُرائی کا
... ہے ساں پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور اُن کے لیے اس
... تیار کر رکھی ہے اور وہ بُری بازگشت ہے۔ ایک شخص نے اپنے
... خواب میں دیکھا تو کہا خدا نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو وہ
... میرے حسن ظن کی بناء پر مجھے بخش دیا ہے اور میرے گناہ معاف کر دیئے
... روایت ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے کے اچھے گمان کے پاس
... پس اسے میرے متعلق صرف حسن ظن ہی رکھنا چاہیئے۔ ایک شخص اکثر
... خدا سے عصمت و بچاؤ کی دعا کیا کرتا تھا۔ تو اُس نے خواب میں دیکھا
... ب کے سب مجھ سے عصمت و گناہ سے محفوظ رہنے کا سوال کرتے ہو۔
... ں تم سب کو محفوظ کر لوں تو میری عفو اور میری رحمت کس کے شامل حال ہوگی
... ند عالم نے جناب داؤدؑ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں سے کہہ دے

میں نے تمہیں اس لیے پیدا نہیں کیا کہ تم سے نفع اُٹھاؤں بلکہ اس لیے کہ
مجھ سے نفع حاصل کرو خدائے عظیم نے سچ فرمایا ہے اور اس کی دلیل یہ
کہ اس نے ایک نیکی دس نیکیوں کے مقابلہ میں قرار دی ہے اور جسے چا
ہے مزید سات سو گنا زیادہ دیتا ہے۔ اس ارشاد کے مطابق ان لوگوں
مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے جیسی ہے جس
سے سات سنبل نکلتے ہیں ہر سنبل میں سو دانہ ہے اور برائی کے بدلے ا
ہی برائی ہے۔ اور نیکی کی تیاری کرنا ایک نیکی ہے چاہے اُسے نہ بھی ک
اور گناہ کی تیاری میں کچھ نہیں جب تک برائی کا ارتکاب نہ کرے او
گناہ سے توبہ کرنے کو ایک نیکی قرار دیا ہے اور خدائے تعالیٰ توبہ کرنے
کو دوست رکھتا ہے۔ پس یہ بات دلیل ہے اس کی کہ خدا نے ہمیں ا
لیے پیدا کیا ہے تاکہ اپنے معاملہ میں ہمیں نفع دے اور امام حسن عسکریؑ
روایت ہے کہ ابو دلف نے کھجور کا ایک درخت صدقہ میں دیا۔ پھر خدا نے
اسے ہر خرمے کے دانے کے بدلے ایک بستی عنایت کی اور اس درخت
تین ہزار ساٹھ دانے خرمے کے تھے پس خدا نے اُسے تین ہزار ساٹھ بستیاں
دیں اور ایک روایت ہے کہ ایک عورت جناب داؤدؑ کے زمانہ میں ا
گھر سے نکلی اور اس کے پاس تین روٹیاں اور تین رطل جو تھے پس اس
ایک فقیر نے سوال کیا تو اس نے وہ تینوں روٹیاں اُسے دے دیں اور
لگی کہ جو پیس کر خود کھالوں گی اور وہ اس نے کسی چیز میں باندھ کر اپنے
رکھے ہوئے تھے اچانک سخت ہوا چلی اور وہ اُس کے جو لے گئی تو اس

تو اس سے وحشت محسوس ہوئی اور اس کا دل تنگ ہوا۔ وہ جناب داؤدؑ کی خدمت میں آئی اور ان سے شکایت کی تو انھوں نے اس سے کہا کہ میرے بیٹے سلیمانؑ کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے یہ واقعہ بیان کرو۔ اب وہ عورت جناب سلیمانؑ کے پاس گئی تو انھوں نے اسے ہزار درہم دیئے وہ جناب داؤدؑ کے پاس واپس آئی اور انھیں بتایا، تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ انھیں واپس کر دو، اور کہو کہ میں چاہتی ہوں کہ مجھے بتایئے کہ ہوا نے میرے جو کپڑے لیے ہیں؟ سلیمانؑ نے کہا اے خاتون ہم نے تجھے ہزار درہم دیئے ہیں وہ کہنے لگی میں کوئی چیز نہیں لیتی۔ سلیمانؑ نے ایک ہزار درہم اور دیئے۔ وہ حضرت داؤدؑ کے پاس لوٹ کے آئی اور انھیں بتایا تو آپؑ نے فرمایا یہ تم انھیں واپس کر دو اور کہو میں کچھ نہیں لیتی۔ بلکہ خدا سے سوال کرو کہ وہ آپؑ کے سامنے اُس فرشتہ کو حاضر کرے جو ہوا پر موکل ہے کہ اُس نے میرے جو کپڑے لیے ہیں۔ کیا خدا کی اجازت سے لیا ہے یا بغیر اجازت کے۔ اب حضرت سلیمانؑ نے اللہ سے سوال کیا تو خدا نے اس فرشتے کو حاضر کر دیا۔ حضرت سلیمانؑ نے اس سے اُس کے جو کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگا ہم نے اللہ کے حکم سے لیے ہیں۔ کیونکہ ایک تاجر کے پاس بہت سی کشتیاں تھیں اور اس کا زادِ راہ ختم ہو گیا تھا۔ اس نے نذر کی کہ اگر اس نے کسی کے زادِ راہ سے کھانا کھایا تو اس کو کشتیوں کے مال کا تیسرا حصہ دے گا تو ہم نے اس کو جو دیئے اس نے وہ کھائے ہیں اور اس پر نذر کا پورا کرنا واجب ہو گیا ہے۔ پس جناب سلیمانؑ نے اس تاجر کو بلایا اور اُس سے سوال کیا تو اس

نے اِس بات کا اقرار کر لیا اور کہنے لگا جو والی عورت کو دلا دیجیے۔ پھر وہ تاجر
اس عورت سے کہنے لگا تجھے کشتیوں کا تیسرا حصہ ملے گا اور وہ تیرا حق تین
لاکھ ساٹھ ہزار دینار ہیں اور وہ مال اُس نے اس عورت کو دے دیا۔ تو
حضرت داؤدؑ نے فرمایا۔ اے بیٹا جو نفع والا معاملہ کرنا چاہتا ہے وہ
اس کریم رب کے ساتھ کرے اور اسی لیے حدیث میں آیا ہے۔ جب تم
تنگ دست ہو جاؤ تو صدقہ کے ساتھ اللہ سے تجارت کر لیں غرض یہ ہے
وہ خدا جس سے معاملہ اور تجارت کرنا نفع مند اور مفید ہے۔

تیسواں (۳۰) باب

خُدا سے شرم و حیا کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا حیا ایمان کا جزو ہے۔ ایک دن آپؐ
نے صحابہ سے فرمایا اللہ سے حیا کرو جو حق ہے حیا کرنے کا۔ کہنے لگے کیا کریں
اے اللہ کے رسولؐ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم کرنا چاہتے ہو تو حفاظت کرو
سر کی اور جس کو سر نے جمع کر رکھا ہے اور شکم کی اور جسے اُس نے گھیر رکھا
ہے اور البتہ یاد کرے موت کو اور طویل مصیبت کو اور جو آخرت چاہتا
ہے وہ زندگانیٔ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے۔ جو ایسا کرے تو اس نے
خدا سے شرم و حیا کیا جو حق ہے شرم و حیا کا۔ روایت ہے کہ جبرئیلؑ حضرت آدمؑ

پر نازل ہوئے۔ حیا عقل اور ایمان کو لے کر اور کہنے لگے خداوند عالم آپ کو سلام کہتا ہے کہ ان میں سے ایک کو چن لیجئے تو آپ نے عقل کا انتخاب کیا تو رسول نے ایمان اور حیا سے کہا کہ تم دونوں چلے جاؤ۔ وہ کہنے لگے ہمیں حکم ہے کہ ہم عقل سے جدا نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا حیا ایمان کا جزو ہے یعنی جس میں حیا نہیں تو اس میں نہ کوئی خیر ہے اور نہ ایمان۔ مروی ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ میرے بندے جب تو مجھ سے شرم و حیا کرے تو میں لوگوں کو تیرے عیوب اور زمین کے ٹکڑوں کو تیرا گناہ و ذنوب بھلا دوں گا اور کاتبین اعمال سے تیری لغزشیں محو کر دوں گا اور قیامت کے دن تیرے حساب و کتاب کی جانچ پڑتال نہیں کروں گا۔ اور روایت ہے خدا فرماتا ہے میرے بندے جب تو مجھ سے حیا کرے اور مجھ سے ڈرے تو میں بخش دوں گا۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو دیکھا کہ وہ مسجد کے دروازے پر نماز پڑھ رہا ہے تو وہ کہنے لگا مسجد کے اندر کیوں نہیں پڑھتا۔ کہنے لگا مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس کے گھر میں داخل ہوں جبکہ میں گناہ کر چکا ہوں اور شرم و حیا کرنے والے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اس کام پر نہیں دیکھا جائے گا جس سے اسے شرم آتی ہے۔ روایت ہے کہ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ سے وحی کی کہ تم خود کو نصیحت حاصل کرو پھر مجھ سے شرم کرو کہ دوسرے لوگوں کو وعظ کرو۔ اور بیوقوف و گمراہ کی پانچ نشانیاں ہیں۔ کم شرمی، آنکھ کا خشک ہونا دنیا کی طرف رغبت کرنا، لمبی امید رکھنا اور دل کا سخت ہونا اور خداوند عالم کا اپنی کسی کتاب میں ارشاد ہے

میرا بندہ مجھ سے انصاف نہیں کرتا۔ وہ مجھے پکارتا ہے تو مجھے حیا آتا ہے
میں اس کو پلٹا دوں اور وہ میری نافرمانی کرتا ہے اور مجھ سے شرم نہیں کرتا
اور حیا کی انتہا ہے۔ دل یہ جان کر پگھل جائے کہ خدا مجھ پر مطلع ہے۔
طویل نگاہ رکھنا اس کی طرف کہ جس کی نظر سے ظاہر و باطن غائب نہیں
جب گناہ کرتے وقت بندے کا اعتقاد ہو کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے تو وہ
اور خدا کی قدرت سے جاہل ہے اور اگر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ اسے نہیں دیکھ
رہا تو وہ کافر ہے۔

اکتیسواں باب

حزن و ملال اور اس کی فضیلت

ارشادِ قدرت ہے کہ اس کی آنکھیں حزن کی وجہ سے سفید ہو گئیں پس
وہ اپنے غصہ کو پی جانے والا تھا۔ جنابِ یعقوب کا حزن خدا کی عبادت تھا
نہ جزع فزع۔ روایت ہے کہ نبی کریمؐ دائم الفکر تھے اور ہمیشہ محزون رہتے تھے
اور یہ نیک لوگوں کی صفت ہے اور خداوند عالم ہر حزین دل کو دوست رکھتا
ہے اور جب خدا کسی دل کو دوست رکھتا ہے تو اس میں حزن کا ایک گوشہ
نصب کر دیتا ہے اور حزن نہیں ٹھہرتا مگر قلب سلیم میں اور جس دل میں حزن نہ ہو
وہ خراب و فاسد ہے۔ اگر کوئی محزون شخص کسی گروہ میں رہتا ہے تو خداوند

اس گروہ پر رحم کرتا ہے۔ اس کتاب کا مصنف کہتا ہے اس میں تعجب نہیں
کہ انسان کس طرح محزون رہتا ہے بلکہ تعجب ہے کہ انسان ایک لحظہ حزن
کے بغیر کیسے رہ سکتا ہے اور اس طرح کیسے نہ ہو حالانکہ وہ صبح شام کرتا ہے
سفر بعید کے پردوں پر سوار ہے اس کی پہلی منزل موت اس کے وارد ہونے
کی جگہ قبر اور اس کے صادر ہونے کی جگہ قیامت اور اس کا موقف خدا کے
سامنے ہے۔ اس کے اعضاء اس کے گواہ اور اس کے جوارح اس کا لشکر
ہیں اور اس کے ضمائر اس کے جاسوس ہیں اس کی خلوتیں اس کا ظاہر ہیں۔
صبح و شام کرتا ہے درمیان ایسی نعمت کے جس کے زوال کا خوف ہے
اور ایسی موت کے جس کے آنے کا خوف ہے اور ایسی مصیبت کے جس
کے وارد ہونے کا ڈر ہے۔ اس کی اجل پوشیدہ ہے۔ بیماریاں چھپی ہوئی ہیں
عمل محفوظ ہے۔ اپنے شکم کا پچھاڑا ہوا ہے۔ اپنی شہوت کا بندہ ہے اپنی
بیوی کا نوکر ہے اپنے تمام حالات میں سختی و تکان میں ہے یہاں تک کہ
اوقات لذت میں بہت سے دشمنوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس کا نفس شیطان
اور اہل و عیال جو اپنی روزی کا اس سے مطالبہ کرتے ہیں۔ حاسد اس پر حسد
کرتا ہے۔ پڑوسی اسے اذیت دیتا ہے اور رشتہ دار اس سے قطع تعلق کرتے
ہیں۔ برا ساتھی اس کی موت کا خواہاں ہے، موت اس کی طرف منہ کھولے
ہوئے ہے اور بیماریاں اس پر برس رہی ہیں اور ان سب باتوں کو امیر المومنین
نے اپنے اس قول میں جمع کر دیا ہے۔ زمانہ کی آنکھ ناگوار چیزوں کے ساتھ جھپکتی
ہے اور لوگ اس کی پلکوں کے درمیان ہیں۔ خدا کی قسم دنیا اس کی نعمتوں اور

لذتوں کو موت نے رُسوا کر دیا ہے کسی عقلمند کے لیے خوشی کا کوئی مقام نہیں
چھوڑا اور مومن کے حق کے لیے کھڑے ہو جانے سے کوئی دوست اور رشتہ دار
باقی نہیں رہنے دیا اور جو خدا کی رضا اور اس کی محبت چاہتا ہے وہ سالم
نہیں رہ سکتا جب تک لوگوں سے علیحدہ نہ ہو جائے اور اُن سے علیحدگی
اور دُوری اختیار نہ کرے جس طرح خداوند عالم فرماتا اور اس سے بھاگو [illegible]
کی طرف بے شک میں تمہیں واضح طور پر ڈراتا ہوں۔ خدا کی طرف سے بھاگنے
سے اس کی مُراد گناہوں سے پناہ لینا اور لوگوں سے کٹ جانا اور تمام حالات
میں اللہ پر بھروسہ کرنا ہے اور جو لوگوں کے قریب رہے انھیں نہیں پہچان
سکتا اور لوگوں سے وحشت کرنا ان کی معرفت کی دلیل ہے۔ ایک حکیم نے
دُوسرے دانا کو وصیت کرتے ہوئے اس سے کہا اس کی معرفت حاصل کر
جس کو تو نہیں جانتا۔ اس نے کہا بھائی میں مزید تجھے کہتا ہوں کہ جسے جانتا
ہے اس کا بھی انکار کر کیونکہ جو انسان کو نہ جانتا ہو وہ اُسے تکلیف نہیں دیتا
اور دو اشخاص کے درمیان تعارف کی وجہ سے ایک عظیم خطرہ ہے یک
تو یہ کہ ان کے درمیان ایک حق پیدا ہو جاتا ہے ہر ایک کو دوسرے کا لحاظ
کرنا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ مواسات کرنا اس کی مدد کرنا۔ بیماری میں اس
کی عیادت کرنا اس کی عدم موجودگی کے وقت اس کی نگہبانی کرنا اس کی [illegible]
کی تردید کرے اور اس کے اہل و عیال میں اس کی جانشینی کرنا۔ بہترین صفات
کرنے اور بہترین خلق کے ساتھ اور اس کی مصلحت کی اُسے نصیحت کرتا ہے
اور اس کے تمام حالات میں اس کے لیے وہی کچھ چاہتا ہے جو کچھ اپنی ذات

لیے چاہتا ہے اور یہ کام انتہائی بوجھل جسیم و عظیم ہے اس پر کوئی قائم نہیں رہ سکتا۔ مگر وہ جس کی خدا اپنی عصمت کے ساتھ تائید کرے۔ خدا کی قسم اگر غفلت و جہالت نہ ہو تو کوئی عقلمند اس زندگی سے لطف نہ اٹھاتے اور نہ فرش بچھاتے اور نہ اپنے لیے کوئی کھانا بچاکے اور نہ کوئی کپڑا لپیٹ کے رکھے اور ہمیشہ وہ غیر مطمئن مضطرب اور تڑپتا رہے مثل اس شخص کے جو قید ہو ایسے شخص کے ہاتھ میں جو اسے ذبح کرنا چاہتا ہو اور اس طرح ہمارا معاملہ دنیا میں ملک الموت کے ساتھ ہے۔ ہم مثل بھیڑ کے ہیں اور ملک الموت قصاب ہے مصنف کا شعر ہے۔ موت کو ہم خوشی میں بھول گئے دیتا بھیڑیا ہے اور عزرائیل قصاب ہے اور عجائبات دنیا میں سے ایک یہ ہے۔ کہ انسان اس شخص پر خاک ڈالتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ عنقریب اس پر بھی خاک ڈالی جائے گی جس طرح اس نے دوسرے پر مٹی ڈالی ہے اور وہ اس کو بھول جاتا ہے اور اس سے زیادہ عجیب یہ بات ہے کہ وہ ہنستا ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور روایت ہے کہ اس خزانہ میں جس کو خدا نے دو لڑکوں کے لیے محفوظ رکھا تھا لکھا ہوا تھا کہ مجھے تعجب ہے اس سے جسے موت کا یقین ہے۔ وہ کس طرح خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے اور مجھے تعجب ہے اس پر جسے حساب کا یقین ہے وہ کس طرح گناہ کرتا ہے اور تعجب ہے اس پر جسے قدر و قضا کا یقین ہے کس طرح وہ محزون ہوتا ہے اور تعجب ہے اس سے جو دنیا اور اس کے اپنے رہنے والوں کے ساتھ اُلٹ پھیر کو جانتا ہے وہ کس طرح اس پر مطمئن

ہوتا ہے اور لوگوں میں سے زیادہ عقلمند اور زیادہ صاحب فضل وہ شخص ہے
جو اچھے کام کرنے کے باوجود خوفناک ہو اور زیادہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو اور جاہل وہ بدکار
ہے جو مامون ہے مصنف کتاب کہتا ہے۔ جوانی کے زمانہ میں جب وہ دعا
پڑھتا تھا جو نماز تہجد سے پہلے ہے اور میں ان الفاظ تک پہنچا خدایا ذکر
موت اور مطلع کی ہولناکی اور تیرے سامنے کھڑا ہونے کی یاد سے میرا کھانا اور
پینا میرے گلے میں پھنس جاتا ہے اور میری تھوک اٹک جاتی ہے اور مجھے
میرے بستر پر بے چین کر دیتا ہے اور میری نیند کو روک دیتا ہے تو میں شرمندہ
ہوتا۔ چونکہ یہ چیزیں مجھ میں نہ تھیں لہٰذا میں نے اس کی ایک وجہ یہ نکالی
جو اسے جھوٹ سے نکال دے۔ پس میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ
عنقریب یہ چیزیں مجھے دستیاب ہو جائیں گی۔ جب میری عمر زیادہ ہو گئی
اور قوت میں ضعف پیدا ہوا۔ اور وحشت وغربت کے گھر کی طرف جلدی
منتقل ہونے کی انتظار لاحق ہوئی تو اب یہ چیز میرے دل سے جدا نہیں
ہوئی۔ اب مجھے جب شام ہوتی ہے تو میں بسا اوقات اُمید کرتا ہوں کہ
صبح نہ ہو اور جب صبح کرتا ہوں تو شام نہ ہونے کی آرزو کرتا ہوں اور
جب ایک قدم بڑھاتا ہوں تو دوسرا قدم نہیں اٹھانا چاہتا اور اپنے مُنہ
میں ایسا لقمہ نہیں چاہتا کہ جسے خوش گواری سے نگل سکوں۔ اب میں کہتا ہوں
کہ خدایا جب میں موت اور طلوع قیامت کی ہولناکی اور تیرے سامنے کھڑے
ہونے کو جب یاد کرتا ہوں تو میرا کھانا پینا گلے میں پھنس جاتا ہے اور میرا لعاب دہن
اٹک جاتا ہے اور مجھے بستر پر تڑپا دیتا ہے اور میری نیند کو روک دیتا ہے۔

اور میری بیداری کو ناخوشگوار کر دیتا ہے۔ اور میری دلی راحت کو مجھ سے چھین لیتا ہے۔ خدایا ! اے میرے آقا و مولا تیرے خوف نے مجھے طویل حزن و ملال اور جسم میں کمزوری پیدا کی ہے۔ اور عظیم ہم و غم اور دائمی دُکھ درد مجھ پر طاری کر دیا ہے اور مجھے آل و اولاد اور مال و عطیوں سے مشغول کر دیا ہے اور مجھے مسکین و غریب و تنہا چھوڑ دیا ہے اور میں اگرچہ گھر والوں اور اولاد کے صحن میں ہوتا ہوں پھر بھی محسوس نہیں کرتا اس آنسو کو جو میرے پپوٹوں سے نکلتے ہیں اور وہ آواز جو میرے سینے اور پسلیوں کے درمیان سے پیدا ہوتی ہے اے میرے آقا میرے حزن و ملال کو اپنی عفو کی ٹھنڈک سے سیراب کر دے اور میرے ہم و غم کو اپنی وسیع رحمت اور مغفرت سے دُور کر دے کیونکہ میں تیرے خوف کے بغیر تجھ سے مانوس نہیں اور میں تیرے سامنے ذلیل ہونے کے بغیر اعانت نہیں طلب کرتا اور کامیاب نہیں ہوں گا۔ تجھ پر وثوق اور توکل کئے بغیر اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور بہترین بخشنے والے۔

---

۳۲ بتیسواں باب

خُدا کے سامنے خشوع اور اظہارِ ذلّت کرنا

ارشادِ قدرت ہے تحقیق فلاح پا گئے وہ مومن جو اپنی نمازیں خشوع کرتے ہیں۔ پھر سُورہ مومن کی پوری آیت میں اُن کی خود تفسیر کی ہے ہم کہتے

ہیں کہ خشوع کا معنی ہے وائمی خوف جو دل سے جدا نہ ہو اور وہ بھی اللہ
کے سامنے بندے کا پورے تن دہی اللہ ڈرتے ہوئے دل کے ساتھ قیام کرنا
ہے۔ اور روایت ہے کہ جس کا دل خاشع ہو شیطان اس کے قریب نہیں آتا
اور خشوع کی ایک علامت ہے آنکھوں کا نیچا رکھنا اور علائق دنیا کا قطع
کرنا اور خشوع کرنے والے کی شہوت کی آگ بجھ جاتی ہے اور اس میں آمید
کا دھواں ساکن ہو جاتا ہے۔ اور عظمتِ خدا کا نور اس کے دل میں روشن ہو
جاتا ہے پس اس کی امید مر جاتی ہے اور وہ اپنی موت کی طرف متوجہ ہوتا
ہے۔ اور اس وقت اس کے اعضاء و جوارح خشوع کرتے ہیں اور آنسو
بہتے ہیں اور اس کی حسرت زیادہ ہوتی ہے اور بدن و دل کو خدائے علام الغیوب
کا مطیع و فرمانبردار بھی کر دیتا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے اور خدائے رحمٰن
کے بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری کے ساتھ چلتے ہیں اور ان سے جاہل
خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلامتی ہو یعنی انکساری اور خشوع کرتے ہیں
اور روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی داڑھی
سے کھیل رہا ہے فرمایا اگر دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء و جوارح بھی
خشوع کرتے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خشوع افعالِ قلوب میں سے
ہے کہ جس کے آثار اعضاء و جوارح پر ظاہر ہوتے ہیں اور وہ بھی دلوں کا عظمت
خدا کے ظاہر ہونے کے وقت مرجھا جانا ہے اور وہ ہیبت الٰہی کا مقدمہ ہے
اور انسان کو چاہیئے کہ وہ اتنا خشوع ظاہر کرے جتنا اس کے دل میں ہے
اور خشوع یہ ہے کہ خاک پر سجدہ کرکے خدا کے سامنے اظہارِ ذلت کرے اور

صادقؑ تربت امام حسینؑ پر ہی سجدہ کرتے تھے۔ خدا کے سامنے ذلت و انکساری اور مسکینی کے لیے اور آنحضرتؐ اپنے کپڑے کو پیوند لگاتے تھے اور اپنے جوتے کو گانٹھتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے تھے اور غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور زمین پر بیٹھتے اور گدھے پر سوار ہوتے اور پیچھے بھی کسی کو بٹھا لیتے تھے اور اپنا ہاتھ کسی کے ہاتھ سے نہیں کھینچتے تھے۔ جب تک وہ خود ہاتھ الگ نہیں کرتا تھا اور آپؐ کو شرم و حیا اس سے مانع نہیں ہوتا تھا کہ وہ ضرورت کی چیزیں بازار سے گھر والوں کے لیے لے جائیں اور غنی و فقیر سے مصافحہ کرتے تھے اور جس چیز کی انھیں دعوت دی جاتی اس کو حقیر نہیں سمجھتے تھے چاہے ردی کھجوریں کیوں نہ ہوں۔ آپؐ کم خرچ شریف الطبع جمیل المعاشرت۔ کشادہ رو، ہشاش بشاش۔ بغیر ہنسنے کے محزون بغیر ترش روئی کے متواضع منکسر مزاج بغیر ذلت کے جواد اور سخی بغیر اسراف کے نرم دل اور رحیم و کریم تھے۔ ہر مسلمان کے لیے کبھی کھانے سے سیری کی وجہ سے آپؐ کے حلق میں کوئی چیز نہیں پھنسی تھی اور حرص و طمع کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے اور ان کی مدح کے لیے خدا کا یہ قول کافی ہے کہ تم خلق عظیم پر فائز ہو اور خداوند عالم نے موسٰیؑ کی طرف وحی کی کہ میں نے تم سے کیوں مناجات کی اور تمھیں اپنی مخلوق کی طرف کیوں مبعوث کیا کہنے لگے معلوم نہیں میرے پروردگار۔ فرمایا چونکہ میں نے اپنے بندوں کی الٹ پلٹ کو دیکھا اور ان کا امتحان کیا تو میں نے اپنے لیے تیرے دل سے زیادہ مطیع و ذلیل کسی کو نہیں پایا۔ لہٰذا میں نے چاہا کہ اپنی مخلوق میں سے

تمھیں بلند کرے، کیونکہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے قریب ہوں اور عقلمند کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو کسی سے افضل نہ سمجھے اور عزت تواضع اور تقویٰ میں ہے اور جو عزت تکبر میں تلاش کرے وہ اسے نہیں پا سکتا اور روایت ہے کہ دو فرشتے بندے پر موکل ہیں وہ اُسے بلند کرتے ہیں اگر وہ تواضع کرے اور اُسے پست کرتے ہیں اگر وہ تکبر کرے اور شرف تواضع میں اور عزت تقویٰ میں اور غنیٰ قناعت میں ہے اور سب سے زیادہ اچھی تواضع ہے بادشاہوں اور اغنیاء کے لیے ہے اور سب سے زیادہ قبیح ہے فقراء کا تکبر کرنا اور خداوند عالم نے اپنے نبی محمدؐ کو لوگوں سے عفو و درگزر کرنے کا اور ان کے لیے استغفار کرنے اور تواضع کرنے کا حکم دیا ہے اپنے اس ارشاد کے ذریعہ اور اگر تو بد خلق اور سخت دل ہوتا تو لوگ تجھ سے چھٹ جاتے پس انھیں معاف کر دیا کرو۔ اور ان کے لیے استغفار کرو، اور خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ میری مخلوق کو میری نعمتیں یاد دلاؤ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو اور مجھے ان کا محبوب بناؤ کیونکہ وہ اسی سے ہی محبت کرتے ہیں جو ان پر احسان کرے۔

تینتیسواں ۳۳ باب

غیبت اور چغلخوری کی مذمت اور غصہ پی جانے کی اچھائی اور غیبت وغیرہ کا عقاب

ارشاد قدرت ہے کہ تم میں سے بعض دوسروں کی غیبت نہ کریں کیا تم میں سے کوئی دوست رکھتا ہے کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاتے پس تم اسے برا سمجھتے ہو معلوم ہوا کہ قدرت نے غیبت سے روکنے میں مبالغہ کیا ہے اور اسے انسانوں کے حرام گوشت مُردہ کی طرح قرار دیا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ایک شخص قیامت کے دن آئے گا اور اس نے بہت نیکیاں کی ہوں گی تو اس کی ان نیکیوں میں سے کوئی چیز اپنے نامہ اعمال میں نظر نہیں آئے گی۔ پس وہ کہے گا میری وہ نیکیاں کہاں ہیں جو میں نے دار دنیا میں کی تھیں تو اس سے کہا جائے گا کہ وہ تیرے لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے چلی گئی ہیں اور ان کی غیبت کے بدلے انھیں ملی ہیں اور خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مرے وہ جنت میں سب سے آخر داخل ہوگا اور جو اس پر اصرار کرتے ہوئے مر جائے تو وہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوگا اور روایت ہے کہ جس کی غیبت کی جائے اس کے آدھے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

روایت ہے کہ ایک شخص کا نامہ اعمال لایا جائے گا پس وہ اس میں کچھ نیکیاں

دیکھے گا کہ جنھیں وہ نہیں پہچانتا ہوگا۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ اس کے بدلے ہیں جو لوگوں نے تیری غیبت کی ہے اور ایک شخص کہتا تھا کہ اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو میں صرف اپنے بیٹے کی غیبت کروں گا کیونکہ دوسرے شخص کی نسبت وہ میری نیکیوں کا زیادہ حق دار ہے اور حسن بصریؒ کو یہ اطلاع ملی کہ فلاں شخص نے اس کی غیبت کی ہے تو حسن بصری نے اس کی طرف ہدیہ بھیجا وہ کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں نے تمھارے ساتھ کوئی احسان نہیں کیا حسن بصری کہنے لگا ہاں تو نے احسان کیا ہے مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تو اپنی نیکیاں بطور ہدیہ میری طرف بھیجتا ہے۔ میں نے چاہا کہ میں تجھے اس کا بدلہ دوں اور جس شخص کے سامنے اس کے بھائی مومن کی غیبت ہو رہی ہو اور وہ اس کی مدد نہ کرے تو یقیناً اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ خیانت کی ہے۔ فرمایا جب تم اپنے مومن بھائی کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو اسے ضرر نہ پہنچاؤ اور جب اسے خوش نہیں کر سکتے تو مغموم نہ کرو۔ جب اس کی مدح نہیں کر سکتے تو اس کی مذمت نہ کرو۔ فرمایا ایک دوسرے سے حسد اور بغض نہ رکھو اور بعض دوسرے بعض کی غیبت نہ کریں اور اے اللہ کے بندے ایک دوسرے کے بھائی بنو فرمایا غیبت سے بچو کیونکہ یہ زنا سے زیادہ سخت ہے۔ ایک شخص زنا کر کے پھر توبہ کر لیتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کو خدا معاف نہیں کرتا جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے۔
آنحضرتؐ نے فرمایا شب معراج میں ایسے لوگوں کے قریب سے گزرا جو اپنے چہروں کو ناخنوں سے نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے ان کے متعلق

ف یا تو اسحق نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے
لبہ دیا تو سود کو بیان کیا اور اسے عظیم مصیبت قرار دیا اور فرمایا ایک درہم جو
ان سود کے ذریعہ لیتا ہے وہ محرم سے ستر زنا کرنے سے بدتر ہے اور اس
ے زیادہ عظیم مسلمان کی آبرو ہے اور اس آیت ویل ہے ہر ہمزہ لمزہ کے لیے؟
تفسیر میں روایت ہے "ہمزہ" وہ ہے جو لوگوں پر طنز و تشنیع کرتا ہے اور
و جو لوگوں کے گوشت کھاتا ہے اور جو دوسرے لوگوں کے عیب ذکر کرنا چاہتا
۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنے عیوب کو یاد کرے اور انھیں چھوڑ دے اور
سے استغفار کرے اور تم پر لازم ہے ذکرِ خدا کرنا کیونکہ وہ شفاء ہے
لوگوں کے ذکر سے بچو کیونکہ وہ بیماری ہے۔ جناب عیسیٰؑ اور ان کے حواری
مردار کتے کے قریب سے گزرے تو حواری کہنے لگے یہ کس قدر بدبودار مردار
آپؑ نے فرمایا ان کے دانت کتنے حسین ہیں مقصد یہ کہ آپؑ اپنی زبان
بھلائی کے علاوہ کسی چیز کا عادی بنانا نہیں چاہتے تھے اور غیبت کا معنی
ہے کہ تم اپنے بھائی کو اس طرح یاد کرو کہ اگر وہ سنے تو اس کا برا منائے چاہے
کے بدنی نقص کا ذکر کرو یا نسبی یا خلقی یا اس کا کوئی کام جو اس کے دین
متعلق ہو یا دنیا سے یہاں تک کہ اس کے کپڑے کا ذکر کرو۔ آپؐ نے فرمایا
ت کی حد یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے متعلق وہ بات کہو جو اس میں موجود ہو
اگر ایسی بات کہو جو اس میں موجود نہیں ہے تو یہ بہتان ہوگا۔ اور جو شخص
ت کے وقت موجود ہو اور اس کو نہ روکے وہ اس میں شریک ہے اور جو
کا برا منائے تو اس کو بخش دیا جائے گا اور رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص اپنے

بھائی کی آبرو سے کسی کے اعتراض کو رد کرے تو خدا پر حق ہے کہ اُسے جہنم کی آگ
سے آزاد کر دے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس
اپنا عیب لوگوں کے عیوب سے مشغول رکھے۔ اور سینوں میں غیبت کے پیدا
ہونے کا سبب حسد اور غضب ہے۔ جب انسان ان دونوں کو اپنے سے
دور کر لے تو وہ لوگوں کی غیبت تھوڑی کرے گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جہنم کا ایک
دروازہ ہے کہ جس سے صرف وہ داخل ہوگا جو اپنے غصے کی تشفی کرے (غیبت
کرکے) اور جو اپنے غصہ کو پی جائے حالانکہ اس کے جاری رکھنے پر قدرت رکھتا
ہو تو خدا وند عالم اُسے اختیار دے گا کہ جس حور العین کو چاہے لے لے۔ ایک
نازل شدہ کتاب میں ہے۔ اے فرزند آدمؑ مجھے اپنے غضب کے وقت یاد کر
میں تجھے اپنے غضب کے وقت یاد رکھوں گا۔ پس میں اُسے ہلاک نہیں کروں گا
ان کے ساتھ کہ جنھیں ہلاک کروں گا۔ اور عقلمند تو اس چیز میں اپنی ذات مال
اولاد سے خوش رہتا ہے کہ جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ چہ جائیکہ لوگوں کی
عزت و آبرو میں مشغول ہو۔ جب انسان کا ذکر خدا کے علاوہ کسی چیز میں مشغول ہونا
خسارہ ہے تو غیبت کا معاملہ کیسا ہوگا۔ اور فرمایا لوگوں کو جہنم میں منہ کے بل
صرف زبان سے لوگوں کے متعلق کہی ہوئی باتیں ہی گرائیں گی اور اس کے
خدا کا یہ ارشاد کافی ہے کہ اُن کی بہت سی سرگوشیوں میں خیر نہیں۔ مگر وہ جو صدقہ
کا حکم دے یا نیکی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرے تو قدرت نے خیر کی نفی کی
ہے۔ مگر ان تین ہی امور میں بولنے سے پس اللہ کی تسبیح ہے۔ وہ جو اپنے بندوں
کو کتنی عمدہ نصیحت کرتا ہے اور اُن پر کتنا شفیق ہے اور اُن سے کتنی محبت کرتا

ہے کاش کہ انہیں علم ہوتا باقی رہی چغلخوری تو اس کا گناہ زیادہ عظیم اور بڑا ہے۔
کیونکہ چغل خور غیبت کرتا ہے اور دوسروں کی طرف بات منتقل بھی کرتا ہے اور
اس کو اکساتا ہے۔ اس شخص کو اذیت دینے کے لیے کہ جس کی بات نقل کر دیا
ہے اور چغلخور شر کو اُبھارتا ہے اور اس کی طرف رہبری کرتا ہے۔ حالانکہ خدا
نے چغل خوری کا دروازہ بند کر دیا اور اس کو قبول کرنے سے اپنے اس ارشاد
کے ساتھ منع کیا ہے۔ اگر فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی
جانچ پڑتال کرو، یہ کہ کسی قوم سے جہالت کی وجہ سے لوٹنا پڑے۔ پس اپنے کیے
پر پشیمان ہو۔ خدا نے چغل خور کا نام فاسق رکھا ہے اور اس کی بات قبول کرنے
سے منع کیا ہے مگر معاملہ کے واضح ہونے گواہوں کی گواہی دینے یا اقرار
کرنے کے بعد اور جو اس کے قول پر عمل کرے اسے جاہل کہا ہے۔ ایک
شخص نے امام زین العابدینؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص آپؑ کے
متعلق بار بار بری باتیں کہتا رہتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم تو نے اپنے
بھائی کے حق کی حفاظت نہیں کی۔ جب اس سے خیانت کی ہے۔ حالانکہ
اس نے تجھے امین سمجھا تھا اور نہ ہماری عزت کی حفاظت کی ہے۔ جب
ہمیں وہ بات سنائی ہے جس کے سننے کی ہمیں ضرورت نہیں تھی کیا تمہیں
معلوم نہیں کہ چغل خوری کی نقل کرنے والے جہنم کے کتے ہیں۔ اپنے بھائی سے
کہہ دینا کہ موت اور ہم سب کو آئے گی اور قبر ہمیں اپنے اندر لے گی اور
قیامت ہماری وعدہ گاہ اور خدا ہمارے درمیان حکم کرے گا۔ امامؑ کے
ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اُسے کہا کہ فلاں تیرا عامل مر گیا ہے اور وہ ایک

لاکھ دینار چھوڑ گیا ہے اور اس کا صرف ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ اگر ہمارا آقا حکم دے تو ہم اس کا مال قبض کر لیں اور بچہ کو جتنی ضرورت ہے وہ اس کے لیے جاری کر دیں۔ کیونکہ یہ مال اُس نے آپ کے مال سے کسب کیا ہے۔ تو مامون نے لکھا مال کو خدا نے بڑھایا ہے اور بچے کی ضروریات کا جبران خدا تعالیٰ خدا کرے گا۔ اور بخیل خورسی پر اُس نے لعنت کی ہے۔

چوبیسواں باب

قناعت اور اُس کی مصلحت

خدا کے اس قول کہ ہم ضرور اُسے پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے۔ کی تفسیر میں آیا ہے۔ فرمایا ہم اس کو قناعت عطا کریں گے۔ خدا کے اس ارشاد جو حضرت سلیمانؑ کی دعا کی حکایت کرتا ہے کہ خدایا مجھے ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کے لیے نہ ہو کی تفسیر میں آیا ہے۔ فرمایا کہ بعض وجوہ کی بنا پر اس سے قناعت مراد ہے۔ کیونکہ آپؑ مساکین کے ساتھ بیٹھتے تھے اور فرماتے کہ مسکین مسکینوں کے ساتھ بیٹھا ہے۔ جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور آنحضرتؐ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا۔ ورع و پرہیزگاری اختیار کر تو سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا اور قناعت کر سب لوگوں سے زیادہ شکر گزار ہو جائے گا اور لوگوں

کے لیے وہ کچھ پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے مومن بن جائے گا۔ اور اچھا پڑوسی
بن اس کے لیے جو کبھی تیرے پڑوس میں ہو مسلمان بن جائے گا۔ اور تھوڑا ہنسو
کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار دیتا ہے اور سب لوگ مردہ ہیں۔ مگر جنھیں خدا قناعت
کے ساتھ زندہ کر دے۔ اور قناعت نہیں ٹھہرتی مگر اس دل میں جو راحت و
آرام چاہتا ہے اور قناعت ایسا ملک ہے جو صرف مومن کے دل میں سکونت
کرتا ہے۔ قناعت پر راضی رہنا زہد کا سر ہے اور اس کا مفہوم ہے وہ پسند
چیزوں کے نہ ہوتے ہوئے مطمئن رہنا اور تھوڑی روزی پر راضی رہنا اور جو
چیز فوت ہو جائے اس پر افسوس نہ کرنا اور البتہ ضرور اللہ تعالیٰ انھیں اچھا
رزق دے گا کو قرآن میں وارد ہوا ہے۔ فرمایا اس سے مراد قناعت ہے کیونکہ
قناعت کا معنی ہے نفس کا اس رزق پر راضی رہنا جو موجود ہے بہت ہو
تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غنی اور عزت نکل کر ... جگہ تلاش کرنے لگے
جب انھیں قناعت مل گئی تو اس میں وہ مستقر ہو گئے۔ ایک روایت ہے کہ
حضرت علیؓ ایک قصاب کے پاس سے گزرے اور اس کے پاس موٹا گوشت
تھا تو وہ کہنے لگا اے امیر المومنینؓ یہ موٹا گوشت ہے اس میں سے خرید لیجیے
آپؓ نے فرمایا قیمت موجود نہیں وہ کہنے لگا اے امیر المومنینؓ میں صبر کر لوں گا
تو آپؓ نے فرمایا میں گوشت سے صبر کر لیتا ہوں اور خداوند عالم نے پانچ
چیزوں پانچ چیزوں میں رکھ دی ہیں۔ عزت اطاعت میں ذلت معصیت میں
حکمت پیٹ کے خالی ہونے میں اور ہیبت نماز تہجد میں اور غنی و تونگری قناعت
میں اور زبور میں ہے کہ قناعت کرنے والا غنی ہے۔ چاہے وہ بھوکا اور ننگا ہو

اور قناعت کرے تو وہ زمانہ والوں سے راحت و آرام میں ہے اور اپنے رحمٰن میں بڑا ہے خدا کے قول (گردن آزاد کرانا یا بھوک کے دن کھانا کھلانا کی تفسیر میں آیا ہے گردن کو حرص و طمع سے آزاد کرنا اور جو شخص قناعت کرے اُس نے عزت کو ذلت پر اور راحت و آرام کو تعب و مشقت پر اختیار کیا ہے کہا گیا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے خبر دے کہ جنت میں میرے محل میں میرا کون شریک ہوگا تو اُن کی طرف وحی ہوئی کہ وہ شخص یونسؑ کے والد متی ہیں۔ آپؑ نے خدا سے اجازت چاہی ان کی زیارت کے لیے خداوند عالم نے اجازت بخشی تو داؤدؑ نے اپنے بیٹے سلیمانؑ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب متی کے گھر میں پہنچے تو اسے کھجوروں کی شاخوں کا ایک گھر پایا۔ لوگوں سے ان کے متعلق پوچھا تو کہا گیا کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹنے والوں کے ساتھ لکڑیاں کاٹ کر بیچتے ہیں۔ دونوں اُن کی انتظار کرنے لگے۔ اچانک وہ تشریف لائے جب کہ اُن کے سر پر لکڑیوں کا ایک گٹھا تھا۔ وہ انھوں نے آکر پھینک دیا پھر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کون شخص پاک و پاکیزہ مال پاک و پاکیزہ رقم کے ساتھ خریدتا ہے۔ ایک نے اس کی قیمت مقرر کی اور دوسرے نے اُسے خرید کیا۔ پس یہ دونوں اُن کے قریب گئے اور اُن پر سلام کیا پھر ان دونوں سے کہنے لگے ہمارے ساتھ گھر چلیئے اور جو کچھ لکڑیوں کے پیسے ملے اُس سے گندم خرید کی۔ پھر اُسے دو پتھروں کے درمیان رکھا۔ جن کو اس مقصد کے لیے رکھا ہوا تھا اور اُسے پیسا پھر اُسے پتھر کے برتن میں گوندھا اس کے بعد آگ جلائی اور اُسے لکڑیوں سے روشن کیا۔ پھر وہ گوندھا ہوا آٹا اُس پر رکھ دیا۔ پھر بیٹھ کر تھوڑی

دیہاتی سے باتیں کرتے رہے۔ پھر اُٹھے جبکہ روٹی پک چکی تھی تو اسے تھال میں رکھا اور اس کے ٹکڑے کئے اور اس پر نمک چھڑک دیا اور اپنے پاس پانی کا لوٹا رکھ دیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور ایک لقمہ توڑا اور اسے اپنے منہ میں رکھا اور کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جب اُس کو چبایا تو کہا الحمد للہ رب العالمین پھر بھی کچھ دوسرے اور تیسرے لقمہ کے وقت کیا۔ پھر پانی اٹھایا اور اسے پیا اور خدا کی حمد کی اور کہا تیرے ہی لیے حمد ہے۔ اے پروردگار کس پر تو نے ایسا انعام واحسان کیا ہے جتنا مجھ پر کیا ہے کیونکہ تو نے میرا بدن میرے کان میری آنکھ اور میرے اعضاء وجوارح کو صحیح وسالم قرار دیا ہے اور مجھے تو نے قوت دی ہے کہ میں درخت کے پاس گیا کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے نہیں لویا تھا اور نہ اپنی طاقت سے زراعت کیا تھا اور نہ اس کی حفاظت کا اہتمام کیا تھا پس تو نے اسے میرا رزق قرار دیا اور تو نے اس کے کاٹنے اور اٹھانے پر میری مدد کی اور میری طرف اُس کو بھیجا جس نے وہ مجھ سے خرید کیا اور میں نے اس کی قیمت سے وہ گندم خرید کی کہ جسے میں نے زراعت نہیں کیا تھا اور نہ اس میں اپنے آپ کو تھکایا تھا اور تو نے میرے لیے پتھر کو مسخر کیا جس پر میں نے اسے پیسا اور آگ کو مسخر کیا جس پر اسے پکایا اور مجھ میں کھانے کی خواہش پیدا کی۔ پس میں اس خواہش کی وجہ سے اسے کھانے لگا اور اس سے تیری اطاعت پر قوت حاصل کی پس تیرے ہی لیے حمد ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور رضا کے بعد پھر بلند آواز سے رونے لگے تو حضرت داؤدؑ نے اپنے بیٹے

سلیمانؑ سے کہا اے بیٹا ایسا شکر گذار بندہ اس لائق ہے کہ وہ جنت میں
منزلتِ کبریٰ کا مالک ہو۔ میں نے ان سے زیادہ شکر گذار بندہ نہیں دیکھا

چھتیسواں باب

اللہ پر توکل کرنا

خداوندِ عالم فرماتا ہے اللہ پر ہی توکل کرو اگر تم مومن ہو، اور فرمایا توکل کرنے والے اللہ پر توکل کریں۔ فرمایا جو اللہ پر توکل کرے وہ اس کے لیے کافی ہے فرمایا اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے پس عظیم ترین مقام کہ جو عظمت اور محبت اللہ کے ساتھ موسوم ہے وہ اللہ پر توکل کرنے والے کا ہے۔ کیونکہ اُسے خدا کے کافی ہونے کی ضمانت دی گئی ہے۔ اور جس کے لیے خدا کافی ہو، اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کی نگہداری کرے وہ عظیم کامیابی پر فائز ہے اور فرمایا کیا خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے، پس جو شخص اللہ کے غیر سے طلب کفایت کرے وہ توکل کا طالب نہیں اور وہ آیت کی تکذیب کرنے والا ہے۔ فرمایا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو خدا عزیز اور حکمت والا ہے یعنی عزیز ہے اس کو ذلیل نہیں کرتا۔ جو اس کے پڑوس میں رہنا چاہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے جو اس کی پناہ میں ہو اور وہ اس کی تدبیر سے قاصر نہیں جو اس سے توکل چاہے۔ اور خدا نے عیب لگایا ہے اس شخص کو جو اس کے غیر سے پناہ مانگے

اس قول سے کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں یعنی وہ تمہاری ہی طرح سے عاجز ہیں۔ اور وہ اللہ کی طرف محتاج ہیں لہٰذا وہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے پکارو، اور جہاں بھی خدا نے اس پر توکل کرنے کا ذکر کیا ہے اس سے مراد ہے کہ مخلوق سے نگاہیں منقطع کر لو اور سب سے کٹ کر اللہ کی طرف ہو جاؤ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اگر کوئی بندہ اللہ پر توکل کرے جو توکل کا حق ہے تو اُسے اس پرندہ کی مانند بنا دے گا جو صبح کو خالی پیٹ اور شام کو شکم پُر ہوتا ہے۔ فرمایا جو خدا کی طرف منقطع ہو جائے خدا اس کی ہر ضرورت کے لیے کافی ہے۔ اور جو دنیا کی طرف منقطع ہو جائے۔ خدا اُسے اُس کے سپرد کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کہ خدا اُسے وہاں سے رزق دے جہاں سے اُسے وہم و گمان نہ ہو تو وہ خدا پر توکل کرے اور خداوند عالم نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی جو بندہ مجھ سے عصمت و بچاؤ کا خواہاں ہو۔ میری مخلوق کو چھوڑ کر اور پھر اہل و آسمان و زمین اس سے مکر و فریب کریں تب بھی میں اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دوں گا۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے لوگو! جس رزق کی ضمانت دی گئی ہے وہ تمہیں اس عمل سے مشغول نہ رکھے جو تم پر فرض کیا گیا ہے اور توکل کرنے والا نہ سوال کرتا ہے نہ رد کرتا ہے اور نہ کسی چیز کو فقر و فاقہ کے خوف سے روک رکھتا ہے۔ جو شخص توکل کی راہ پر چلنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ جتنے امور اس پر جاری ہوتے ہیں اُن میں اپنی ذات کو خدا کے سامنے قرار دے جس طرح مُردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ اُسے اُلٹ پھیر کرتا ہے جب چاہتا ہے جس طرح نبی اکرمؐ نے فرمایا مجھے تعجب

ہے۔ مومن سے کہ خدا اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرتا مگر جس میں اس کی
بھلائی ہوتی ہے یعنی اس کے متعلق جو اللہ کا فیصلہ ہے وہ اس پہ راضی رہتا
ہے چاہے سخت ہو یا نرم اور توکل کا معنی ہے اللہ سے محافظت کی خواہش
کرنا جس طرح کہ جبرئیل نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ جب آپ منجنیق کے
پلڑے میں تھے کیا آپ کو کچھ حاجت اور ضرورت ہے اے اللہ کے خلیل
تو فرمایا تیری طرف نہیں ہے اللہ پہ ہی بھروسہ اور نجات دیتے ہیں اس پہ
وثوق کی بنا پر لہٰذا خدا نے ان پہ آگ کو بردوسلام قرار دیا اور اس زمین
میں پھول اور پھل اگا دیئے اور ان کی تعریف کی اور فرمایا اور وہ ابراہیم جس
نے وفا کی اور ان کی حالت یوسفؑ کی طرح نہیں تھی جنہوں نے اس شخص سے
کہا تھا جو قید خانہ میں ان کے ساتھ تھا کہ اپنے مالک کے سامنے میرا تذکرہ
کرنا۔ پس اس وجہ سے وہ قید خانے میں کئی سال تک رہے اور مجھ سے
ایک شخص نے پوچھا تمہارے اخراجات کہاں سے آتے ہیں تو میں نے جواب
دیا اللہ کے لیے ہیں۔ آسمان و زمین کے خزانے لیکن منافق نہیں سمجھ سکتے۔
ایک شخص کو بیابان میں خدا کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا تمہاری روزی
کہاں سے آتی ہے، وہ کہنے لگا اس پروردگار کی طرف سے جو عزت والا
اور حیا والا ہے۔ پھر اس نے اپنے دانتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا جس
نے چکی پیدا کی ہے وہ دانہ بھی لے آتا ہے اور جان لو کہ توکل کا محل اور
منزل دل ہے اور روزی کی تلاش میں حرکت کرنا توکل کے ساتھ منافات نہیں
رکھتا کیونکہ خدا نے عالم نے حرکت کرنے کا اس قول میں حکم دیا ہے پس چلو پھرو

کے کندھوں پر چلو اور اس کا رزق کھاؤ اور اسی کی طرف حشر و نشر ہے۔ ایک
عرب مسجد نبوی میں آیا تو آپ نے فرمایا اپنے ناقہ کا پاؤں باندھا ہے۔ کہنے
لگا نہیں میں نے توکل کیا فرمایا پاؤں باندھ اور توکل کر اور خداوند عالم نے
آپ سے اور آپ کے صحابہ سے فرمایا ہے کہ اپنا بچاؤ اختیار کرو اور یہ
جھوٹی بات ہے کہ انسان یہ توکل کرے جبکہ اس کے دل میں اس کا غیر ہو
یا خدا نے جو اس کے ساتھ کیا ہے اس پر راضی نہ ہو کیونکہ توکل کا معنی ہے
اللہ کے سپرد ہو جانا اور اس کی طرف منقطع ہو جانا کہ اس کی مخلوق کی طرف
پس توکل کی حقیقت ہے اللہ کو کافی سمجھنا اور اس پر اعتماد کرنا۔ توکل کرنے
والے کے تین درجے ہیں اللہ کی طرف منقطع ہو جائے اور اس کے حکم کو
تسلیم کرے اور اس کی قضا و قدر پر راضی رہے پس اس کے وعدہ پر
مطمئن ہو جائے اور اس کی تدبیر کو کافی سمجھے اور اس کے حکم پر راضی رہے۔
ایک شخص سے کہا گیا تو نے کیوں تجارت چھوڑ دی ہے۔ اس نے کہا میں نے
کفیل کو با وثوق پایا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے جو مجھ سے حفاظت
طلب کرے میری مخلوق کو چھوڑ کر تو آسمان و زمین اس کے رزق کے ضامن
ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے دعا کرے تو میں قبول کرتا ہوں اور اگر مجھ سے عطیہ
مانگے تو میں عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے طلب کفایت کرے تو میں اس کی
کفایت کرتا ہوں اور جو میری مخلوق سے پناہ مانگے مجھے چھوڑ کر تو میں آسمان و
زمین کے اسباب اس سے کاٹ لیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں
اسے نہیں دیتا اور اگر کفایت چاہے تو اس کی کفایت نہیں کرتا۔ محمد بن عجلان

کتا ہے مجھ پر بڑی عسرت و فقر و فاقہ کا وقت آگیا اور مجھ پر ایسے شخص کا قرض
تھا جو بہت ہی بے صبر قسم کا تھا اور میری تنگ دستی دُور کرنے کے لیے کوئی
دوست نہیں تھا تو میں حسن بن زید کی طرف روانہ ہوا جو مدینہ کا حاکم تھا
بسبب اس جان پہچان کے جو اس کے اور میرے درمیان تھی پس راستہ
میری ملاقات محمد بن عبداللہ بن باقرؑ سے ہوگئی تو وہ کہنے لگا مجھے اطلاع ملی
ہے کہ تو فقر و فاقہ میں پھنسا ہے تو اس تنگ دستی کے لیے کس پر اُمید رکھتا
ہے۔ میں نے کہا حسن بن زید تو وہ کہنے لگا پھر تمھاری حاجت پوری نہیں
ہوگی تم اس پر بھروسہ کرو جو سب سے زیادہ قدرت رکھتا اور سب سے
زیادہ کریم ہے۔ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمدؑ سے سُنا ہے وہ کہتے تھے
کہ خداوندِ عالم نے ایک نبی کی طرف وحی کی کہ مجھے اپنی عزت و جلال اور
عزت و بزرگی کی قسم میں ہر اس شخص کی اُمید کو مایوسی کے ساتھ توڑ دوں گا
جو میرے غیر سے کوئی اُمید رکھے اور اُسے لوگوں میں ذلت کا لباس پہناؤں
اور اُسے اپنی کشائش سے اور فضل سے دُور کر دوں گا کیا میرا بندہ شدائد میں
میرے غیر کی اُمید رکھتا ہے حالانکہ شدائد میرے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ
میرے غیر کی اُمید رکھتا ہے اور میں غنی و جواد ہوں۔ حاجات کے دروازے
میرے پاس ہیں اور ان کی چابیاں میرے قبضہ میں ہیں اور وہ بند ہیں۔ میں اپنے
بندے کو اپنے سے کیوں اعراض کرتے ہوئے دیکھتا ہوں حالانکہ میں نے اپنے
جود و کرم سے اسے وہ کچھ دیا ہے جس کا اس نے مجھ سے سوال نہیں کیا تھا
پس اس نے مجھ سے مُنہ پھیر کر میرے غیر سے اپنے حاجات کا سوال کیا ہے

ہیں وہ معبود ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں میں عطیہ میں سوال کرنے سے پہلے ابتداء کرتا ہوں۔ پس کیا اس نے سوال کیا ہے۔ حالانکہ کوئی زیادہ سخی و جواد نہیں، ہرگز نہیں ہرگز نہیں کیا جود و کرم میری صفت نہیں، کیا دنیا و آخرت میرے قبضہ میں نہیں۔ پس اگر ہر ایک اہل آسمان و زمین میں سے مجھ سے آسمان و زمین جتنے ملک کا سوال کریں اور میں انھیں دے دوں تو بھی مچھر کے پر کے برابر میرے ملک میں کمی نہیں آئے گی۔ لہٰذا ہلاکت ہے اس کے لیے جو مجھ سے اعراض کرے اور اپنے حاجات و شدائد میں میرے غیر سے سوال کرے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا ذرہ اس کلام کا اعادہ کرو۔ اس نے تین مرتبہ یہ کلام دہرائی تو میں نے اُسے یاد کر لیا اور اپنے دل میں کہا خدا کی قسم اب میں کسی سے کوئی حاجت نہیں مانگوں گا اور میں اپنے گھر میں جا کر بیٹھ گیا۔ کچھ ہی دن گزرے کہ خدا نے مجھے اتنا رزق دیا کہ جس سے میں نے اپنا قرض ادا کیا۔ اور اپنے اہل و عیال کے معاملات کی اصلاح کی والحمد للہ رب العالمین۔

چھبیسواں باب

اللہ کا شکر ادا کرنا

ارشادِ قدرت ہے میرا شکریہ ادا کرو اور ناشکری نہ کرو، فرمایا اور اگر تم شکر کرو تو میں تمھیں زیادہ دوں گا۔ فرمایا اور جو شکر کرے تو وہ اپنے لیے شکر کرتا

ہے اور جو ناشکری کرے تو خدا غنی اور قابلِ تعریف ہے۔ اس سے مراد نعمت کا انکار کرنا ہے۔ اور شکر کی حقیقت ہے نعمتِ منعم کا اعتراف کرنا خداوندِ عالم نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی کہ میرا شکر ادا کرو جو شکر ادا کرنے کا حق ہے عرض کیا خدایا کس طرح میں شکر ادا کروں جو حقِ شکر ہے۔ حالانکہ میرا شکر ادا کرنا بھی ایک تیری نعمت ہے۔ ارشاد ہوا۔ اب تو شکر ادا کر دیا جو حقِ شکر تھا اور حضرت داؤدؑ نے عرض کیا اے پروردگار حضرت آدمؑ تیرا شکر کس طرح ادا کرتا تھا جو حقِ شکر ہے حالانکہ تو نے اسے اپنے انبیاء کا باپ اپنا چنا ہوا قرار دیا اور ملائکہ سے اس کا سجدہ کرایا۔ ارشاد ہوا وہ اعتراف کرتا تھا کہ یہ سب کچھ میری طرف سے ہے تو اس کا اعتراف کرنا یہ حقِ شکر ہے۔ اور بندے کو چاہیئے کہ مصیبت پر شکر کرے جس طرح وہ آسائش پر شکر کرتا ہے۔ روایت ہے کہ خداوندِ عالم نے فرمایا اے داؤدؑ میں نے ایک جنت اس طرح بنائی ہے کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہے اور اس کی چھتیں زمرد کی اور گارا یاقوت کا اور مٹی خوشبودار کستوری کی اور اس کے پتھر موتی اور لؤلؤ کے اور اس کی رہنے والی حورالعین ہے کیا تمہیں معلوم ہے اے داؤدؑ یہ میں نے کس لیے تیار کی ہے حضرت داؤدؑ نے کہا کہ معلوم نہیں تیری عزت کی قسم اے خدایا! فرمایا میں نے یہ تیار کی ہے ایسے لوگوں کے لیے جو مصیبت کو نعمت سمجھتے ہیں اور آسائش کو مصیبت اور اس میں شک نہیں کہ بیماریاں وغیرہ جیسے مصائب کی تکلیف عوض چاہتی ہے اور اس پر صبر کرنے کا ثواب ہے اور گناہوں کا کفارہ ہے اور صحت کے زمانہ کی نعمت

یاد دلاتی ہے اور توبہ و صدقہ پر اکساتی ہے اور اس مصیبت کو خدا نے اپنے بندے کے لیے پسند کیا ہے۔ اور وہ فرماتا ہے کہ تیرا رب ہی پسند کرتا ہے اور انھیں اس میں کوئی اختیار نہیں۔ حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ سے مروی ہے کہ مومن کی مثال ترازو کے دو پلڑوں جیسی ہے۔ جتنا اس کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے۔ اتنی اس کی مصیبت بڑھتی ہے تاکہ جب وہ بارگاہِ خدا میں جائے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہو اور نعمت کبھی کبھی جہنم کے عذاب کے قریب کرنے کے لیے ہوتی ہے لہٰذا وہ عظیم ترین مصیبت بن جاتی ہے اور مصیبت اگر خدا سے قریب کرنے کے لیے ہو تو وہ سبب شکر ہے اور شکر بھی ایک نعمت ہے جو کوتاہی کے اعتراف کا سبب بنتا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ نعمتوں کی زیادتی اور ان کی کثرت خدا سے غافل کر دیتی ہے۔ اسی لیے خداوندِ عالم اپنے اولیاء اور نیک بندوں کے لیے فقر و فاقہ کو پسند کرتا ہے اور دنیا کو ان سے روک دیتا ہے۔ کیونکہ خداوندِ عالم نے اپنی ایک وحی میں ارشاد فرمایا ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر مجھے اپنے بندۂ مومن سے شرم نہ آئے تو میں اس کے لیے ایک ٹکڑا کپڑے کا نہ چھوڑتا کہ جس سے وہ اپنے بدن کو ڈھانپتا اور میں جب اپنے بندۂ مومن کے ایمان کو کامل کر دیتا ہوں تو اسے مالی طور پر فقر و فاقہ میں یا بدنی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہوں۔ اب اگر وہ جزع و فزع کرے تو میں وہ مصیبت دوگنی کر دیتا ہوں اور اگر وہ صبر کرے تو اس کے ساتھ میں اپنے ملائکہ میں فخر و مباہات کرتا ہوں اور مکمل حدیث یہ ہے کہ میں نے علیؑ کو ایمان کا علم قرار دیا ہے پس جو شخص اس سے محبت کرے اور اس کی اتباع کرے وہ

ہدایت یافتہ ہوگا اور جو علی کو چھوڑ دے اور ان سے بغض رکھے وہ گمراہ ہے
اور علی سے صرف مومن محبت اور منافق بغض رکھے گا اور نعمت کا ایک شکریہ ہے
کہ اس نعمت سے کوئی شخص خدا کی نافرمانی پر قوت حاصل نہ کرے۔ عوام کا
شکر کھانے اور لباس میں ہوتا ہے اور خواص کا شکر تنگدستی اور تکالیف وغیرہ
پر ہوتا ہے جسے خدا پسند کرتا ہے۔ روایت ہے کہ صادق نے شفیق بلخی سے
فرمایا تم اپنے شہروں میں کس طرح رہتے ہو۔ کہنے لگا بڑے اچھے ہیں۔ اے
فرزندِ رسولؐ جب ہمیں کچھ ملتا ہے تو اس پر شکر ادا کرتے ہیں اور اگر نہیں ملتا
تو صبر کرتے ہیں۔ فرمایا ہمارے حجاز کے کتوں کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اے شفیق
تو وہ عرض کرنے لگا پھر کیا کہوں فرمایا اس طرح کیوں نہیں ہو جاتے ہو کہ جب
تمہیں ملے تو دوسروں کو ترجیح دو اور جب نہ ملے تو شکر ادا کرو۔ اور یہ
آنجناب اور آپ کے آباؤ اجداد اور اولاد کا طریقہ تھا اور روایت ہے
کہ حضرت ادریسؑ کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کا سبب یہ تھا کہ ایک
فرشتے نے انھیں قبول بارگاہ ہونے اور مغفرت کی بشارت دی تو ادریس نے
زندگی کی تمنا کی۔ وہ فرشتہ کہنے لگا آپ زندگی کی تمنا کس لیے کرتے ہیں۔ فرمایا
تاکہ خدا کا شکر ادا کروں۔ کیونکہ اب تک میری زندگی قبولیت کی تلاش میں
تھی۔ اب اپنے مقصود تک پہنچنے کا وقت آگیا ہے۔ فرمایا پس فرشتے نے
اپنے پر کھول دیئے اور انھیں اٹھا کر آسمان پر لے گیا اور شکر کرنے والا زیادتی
کو دیکھتا ہے خدا کے اس ارشاد کی وجہ سے۔ اگر تم شکر ادا کرو تو ہم ضرور زیادہ دیں گے
اور صبر کرنے والا مصیبت کے ثواب کو دیکھتا ہے لہٰذا وہ اللہ کی معیت میں ہے

ں ارشاد کی وجہ سے کہ بے شک اللہ صابرین کے ساتھ ہے پس پر لازم
ہے اسی لیے جو مصیبت کے نعمت ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے وہ اپنے
ی افضل ہے اور روایت ہے کہ سب سے پہلے جنت میں حمد و ثنا کرنے
داخل ہوں گے۔ بہرحال پس اسی کے لیے حمد ہے اس مصیبت پر جسے
رکر دے اور اُس کے لیے شکر ہے اس چیز پر جو نفع میں دے۔ روایت
خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ میرے مبتلا
ں پر رحم کر اور عافیت والوں پر بھی رحم کیا اسے پلٹنے والے مبتلا پر
نے کو تو سچا مانا ہوں عافیت و صحیح و سالم کے لیے کس لیے فرمایا چونکہ
ا شکر ادا کرتا ہے اور ارشاد ہے کہ اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار
ں سکتے یعنی ان تمام کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے اور یہ بات صحیح ہے کیونکہ
ی لحظہ میں انسان اتنی دفعہ دیکھتا ہے کہ جن کا شمار نہیں اور کتنی اُس
کی رگیں ہیں کہ جن کی تعداد کو وہ نہیں جانتا اور کتنی متحرک ہیں کہ جن کی
اسے معلوم نہیں اور اتنے سانس لیتا ہے جو شمار میں نہیں اور اسی
اس کے اعضاء و جوارح بہت زیادہ مرتبہ حرکت کرتے ہیں۔ یہ تو ایک
ر کی بات ہے۔ اب اس کے دن اور سال اور ساری عمر کی کیا کیفیت
ت فرمایا ہے خدا نے علی و تنظیم تے۔

ستائیسواں باب

یقین کا بیان

خداوند عالم فرماتا ہے اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں اس پر جو ہم
تجھ پر نازل کیا ہے اور وہ جو تجھ سے پہلے نازل کر چکے ہیں اور آخرت پر
یقین رکھتے ہیں۔ پس خداوندِ عالم نے آخرت پر یقین رکھنے والوں کی مدح
ہے یعنی جو خداوندِ عالم نے ثواب کا وعدہ کیا ہے اور عقاب کی دھمکی دی
اس پر مطمئن ہیں گویا وہ اُسے آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں جس طرح سعد ابن
کے متعلق روایت ہے کہ وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ
نے فرمایا کیسے صبح کی تو نے اے سعد انھوں نے عرض کی خیر و عافیت سے
اے اللہ کے رسول صبح کی ہے۔ میں نے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے۔ آپ
نے فرمایا اے سعد بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے تیرے قول کی تصدیق
چیز سے ہوتی ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول جب میں صبح کرتا ہوں تو
نہیں کرتا کہ شام کروں گا اور جب شام کرتا ہوں تو یہ گمان نہیں ہوتا کہ صبح
ہوگی اور جو قدم اٹھاتا ہوں تو یہ گمان نہیں کرتا کہ اس کے پیچھے دوسرا
اٹھے گا گویا میں ہر امت کو گھٹنوں کے بل دیکھ رہا ہوں اور ہر امت کو بلا
گیا ہے ان کے ساتھ ان کی کتاب نبی اور ان کا امام ہے اور اُسے حساب
کتاب کے لیے بلایا گیا ہے گویا میں اہلِ جنت کو نعمتوں سے لطف اندوز

رہا ہوں اور اہل جہنم کو عذاب ہوتے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے سعد تجھے
معرفت حاصل ہو گئی ہے لہٰذا اسے لازم پکڑے رہو۔ جب کسی کا یقین مشاہدہ
کی طرح صحیح ہو جاتا ہے تو اسے لزوم کا حکم دیتے تھے اور یقین کا معنی ہے
احوال قیامت کا مشاہدہ کی طرح مطالعہ کرنا۔ جس طرح حضرت امیر المومنینؑ فرماتے
ہیں اگر پردہ اٹھ جائے تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہو۔ آپؑ نے ہدایت فرمائی
ہے کہ میں آخرت کو اس کے غائب ہونے کے باوجود دیکھ رہا ہوں اور آپؑ
نے فرمایا اگر تم قرآن کی تصدیق کرتے ہو تو پھر تم میں سے ہر ایک جنت و جہنم
دیکھ چکا ہے اور آپؑ نے صحیح فرمایا ہے کیونکہ قرآن پر یقین رکھنے کا معنی
ہے کہ جو کچھ اس میں ہے وعدہ وعید میں سے اس پر بھی یقین ہو اور وہ
عارف کے دل میں علم بدیہی کی طرح ہے کہ جس کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ اسی
واسطے ہم ممنوع قرار دیتے ہیں کہ معرفت و ایمان کے بعد کوئی مومن کافر ہو جائے
اور کوئی اعتراض کرے۔ خدا کے اس ارشاد کے ساتھ کہ وہ لوگ جو ایمان لے
آتے پھر وہ کافر ہو گئے تو ہم کہیں گے زبانی ایمان لے آتے نہ دلوں کے ساتھ
اس طرح خدا کہتا ہے عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے کہہ دو تم ایمان
نہیں لائے بلکہ تم کہو کہ اسلام لے آئے اور ابھی تک تو ایمان تمہارے
دل میں داخل نہیں ہوا۔ پس اسلام زبانی دعویٰ کا نام ہے اور ایمان دل
سے اعتقاد رکھنے کو کہتے ہیں لہٰذا جب خدا کو معلوم ہوا کہ جس حق کا وہ زبان
سے اقرار کرتے ہیں۔ اس پر اعتقاد نہیں رکھتے تو ان کے مومن ہونے کی
نفی کر دی۔ پس ایمان کی پہلی منزل ہے۔ معرفت پھر یقین بلکہ تصدیق پھر اخلاص

پھر ان سب کی گواہی دینا اور ایمان ان تمام امور کے مجموعہ کا نام ہے پس
پہلی چیز ہے غور و فکر سے دلیلوں میں نظر اور دیکھ بھال کرنا اور اس کا نتیجہ ہے
معرفت۔ جب معرفت حاصل ہو جائے تو تصدیق لازم ہے اور جب معرفت
اور تصدیق حاصل ہو جائے تو ان کا نتیجہ یقین ہے اور جب یقین صحیح ہو جائے
تو سعادت و نیک بختی کے انوار دل میں جاں گزیں ہو جاتے ہیں۔ ان چیزوں
کی تصدیق کے ساتھ جن کا وعدہ ہوا ہے دنیا کے رزق اور آخرت کے ثواب
میں سے اور اعضاء و جوارح لرزنے لگتے ہیں۔ ان چیزوں کے خوف سے
جن کی دھمکی دی گئی ہے عقاب میں سے اور وہ عمل پر قیام کرتے اور
حرام چیزوں سے ترک جاتے ہیں اور عقل نفس سے محاسبہ کرتی ہے کہ ذکر
میں کوتاہی ہوتی ہے اور فکر کی تنبیہ کرتی ہے پس اس حالت والا شخص
اس طرح صبح کرتا ہے کہ اس کا لانا ذکر اور خاموشی فکر پڑھاتا ہے اور اس
کی نظر عبرت ہوتی ہے اور یقین امید کو کوتاہ کرنے کی طرف اور امید کا کوتاہ
ہونا زہد کی طرف اور زہد کا نتیجہ حکمت کی گفتگو کرتا ہوتا ہے کیونکہ دل دنیا
کے غم و ہم سے خالی ہو جاتا ہے۔ اسی لیے آپ کا ارشاد ہے کہ جو دنیا میں
زہد اختیار کرے اس کے دل اور بدن کو آرام و راحت مل جاتا ہے اور
جو اس کی طرف مائل و راغب ہو اس کا دل اور بدن تعب و تکان میں رہتا
ہے۔ پس ان کی نظر صرف اللہ کی طرف اور اس کا رجوع و بازگشت خدا
کی طرف ہوتی ہے جس طرح خداوند عالم حضرت ابراہیمؑ کی مدح میں ارشاد فرماتا
ہے۔ اپنے اس قول میں کہ بے شک ابراہیمؑ بردبار زیادہ آہیں بھرنے والا

رجوع کرنے والا ہے یعنی اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے دنیا کی طرف نہیں دیکھتا اور جتنا ہی انسان کا یقین ہوتا ہے اتنا ہی اخلاص اور تقویٰ ہوتا ہے۔
یہ حالات (اگر) صحیح ہوں تو انسان کے لیے ایک خاص حالت کا سبب بنتے ہیں کہ وہ بشر اور بیداری کے درمیان دیکھتا ہے اور یقین کے حاصل ہونے سے وساوس نفسانی کے سارے صفات اکھڑ جاتے ہیں کیونکہ یہ حقائق ایمان کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کے غیب کو دیکھ لینے سے شک و ریب اٹھ جاتا ہے اور یہ نفس کا سکون ہے عوارض کے جولان کے مقابلہ میں اور جب حقائق یقین کے ساتھ کامل ہو جاتا ہے تو مصیبت اس وقت نعمت اور آسائش مصیبت بن جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ مصیبت کو عطا سمجھنے لگتا ہے اور عافیت کو دیکھ کر اسے وحشت محسوس ہوتی ہے۔

اٹھتیسواں باب

صبر کا بیان

فرمایا پس صبر کر اور تیرا صبر نہیں ہے مگر اللہ کی طرف سے اور صبر کر اس مصیبت پر جو تمہیں عارض ہوتی ہے اور فرمایا اطاعت حاصل کرو صبر و نماز سے پس صبر کو نماز کا مددگار قرار دیا ہے بلکہ وہ ہر اطاعت کے بجالانے ہر گناہ سے رکنے اور مصیبت و بلا کے نازل ہونے پر معاون و مددگار ہے۔ ارشاد و روایت ہے کہ

صبر کرنے والوں کو بشارت دو یعنی عظیم ثواب اور بہترین جزا کی اور ان کے لیے اپنی صلوات اور رحمت کو واجب کر دیا ہے یہی فرمایا ہے وہ لوگ کہ جنھیں جب مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے انھیں لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں اور فرمایا تمہارے لیے سلامتی ہے بسبب تمہارے صبر کرنے کے۔ پس آخرت بہترین گھر ہے۔ تو خدا نے صبر کرنے والوں کے لیے اپنا سلام اور ان کے لیے آخرت کا گھر آخر میں قرار دیا ہے اور صبر کی تین قسمیں ہیں اطاعت پر صبر کرنا گناہ پر صبر کرنا اور مصیبت پر صبر کرنا اور فرمایا صبر ایسی سواری ہے جو اپنے سوار کو منہ کے بل نہیں گراتی اور مصیبت پر صبر کرنا شماتت کرنے والے کے لیے مصیبت ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ صبر کرنے والا اپنے اجر کو سمیٹ لیتا ہے اور ایک دشمن اپنے دشمن کو صبر سے پچھاڑ دیتا ہے اور جزع فزع کے ضرر سے کپڑے پھاڑنے یا اپنے بدن کو تکلیف پہنچانے سے بچ جاتا ہے اور جزع و فزع کرنے والے پر اس کی جزع سے تین مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس کا اجر ضائع ہو جاتا ہے اس کا دشمن شماتت کرتا ہے (یعنی خوش ہوتا ہے) اور اس کی ذات پر ضرر ہوتا ہے۔ اس درد و تکلیف کا جو اسے عارض ہوتی ہے اور صابر کا صبر کرنا شماتت کرنے والے کے لیے مصیبت ہے عقلمند کو چاہیے کہ اس میں مصیبت سے وعظ و نصیحت پیدا ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص مفقود ہوا ہے اس کے مفقود ہونے کا یہی وقت تھا تو یہ چیز تو اللہ کی حمد و ثنا کے لیے زیادہ حق دار ہے

اور اپنے نفس میں اس چیز کے لیے استعداد پیدا کرے جو کسی پر موت یا مصیبت نازل ہوئی ہے اور انھیں دعا کے ذریعہ دور کرے۔ اور انسان کو چاہیے کہ اس کا دل اور نفس مطمئن ہو۔ ان عظیم بلاؤں اور مصیبتوں پر یہاں تک کہ جب تھوڑی مصیبت آئے تو اس کی دوسری مصیبت کے مقابلہ میں نعمت فرض کرے اور انسان کے بہترین مراتب میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مصائب و شدائد تنگیٔ معاش اور فقر و فاقہ کے وقت اس کی طرف دیکھے جس کی مصیبت اس سے بڑی ہے۔ تو اس کی حالت اس کے مقابلہ میں نعمت ہوگی اور اچھے اعمال میں ان کی طرف دیکھے جو ان میں اس سے اوپر درجہ رکھتے ہیں تو وہ اپنے عمل کو قلیل سمجھے گا اور اپنے نفس پر عیب لگانے لگے گا اور اس کو اکسائے گا۔ اس کے ساتھ ملحق ہونے کی طرف جو اپنے عمل میں اُس سے بلند تر ہے اس طرح ہونا چاہیے اس شخص کو جو اپنے نفس کی اصلاح اور اس کا عظیم صبر اور تھوڑے ہم و غم کا ارادہ رکھتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے ہے اور اُس میں ایمان نہیں جس میں صبر نہیں۔ فرمایا ہم نے اطاعتِ خدا پر صبر کرنے کو آسان سمجھا ہے عذابِ خدا پر صبر کرنے سے فرمایا اس عمل پر صبر کرو جس کے ثواب سے تم مستغنی نہیں ہو اور اس عمل پر صبر کرو کہ جس کے عقاب کو برداشت کرنے کی تم میں طاقت نہیں اور صبر کی حقیقت غصے کے گھونٹ مصائب کے وقت پینا ہے۔ بلاد مصائب کو برداشت کرنا اور صبر کی انتہا یہ ہے کہ نعمت و محنت میں فرق نہ سمجھے

بلکہ محنت و سختی کو نعمت پر ترجیح دے یہ جانتے ہوئے کہ اس کا انجام
اچھا ہے اور صبر کرنے کا معنی ہے مصیبت کے وقت مطمئن ہونا اور مصائب
کے بوجھ بھاری ہونے کے باوجود ان کا متحمل ہونا مصنف نے اشعار کہے
ہیں۔ میں نے صبر کیا اور میں نے اپنی خواہشات کو اپنے صبر پر مطلع نہیں ہونے
دیا۔ اور میں نے مخفی رکھا اس چیز کو جو تیری طرف سے تھی صبر کی جگہ سے
اس خوف سے کہ شاید میرا ضمیر شکایت کرے میرے پوشیدہ آنسو سے چھپ کر
کہ پس وہ آنسو بہتے ہیں اور مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ کہا گیا ہے کہ خداوند عالم نے
حضرت داؤد کی طرف وحی کی کہ میرے اخلاق کو پسند کرلے اور میرے اخلاق میں سے
ایک یہ ہے کہ میں بہت صبر کرنے والا ہوں اور صابر اگر حالت صبر میں مر جائے
تو وہ شہید ہے اور اگر زندہ رہے تو عزت کی زندگی بسر کرے گا اور چونکہ
مطلوب پر صبر کرنا کامیابی کا عنوان ہے اور مصائب و شدائد پر صبر کرنا عنوان
کشائش ہے۔ اور خداوند عالم نے جناب ایوب کی مدح کی ہم نے صابر
پایا وہ بہترین بندہ ہے جو رجوع کرنے والا ہے۔ روایت ہے کہ جب آپ
کی مصیبت شدت اختیار کر گئی تو ایک دن آپ کی بیوی کہنے لگی کہ انبیاء کی
دعا قبول ہوتی ہے پس اگر آپ اللہ سے سوال کریں تو وہ آپ سے اس مصیبت
کو دور کر دے گا۔ تو ایوب نے اپنی بیوی سے کہا خداوند عالم نے ہمیں نعمتوں
سے ستر سال تک لطف اندوز کیا ہے پس چھوڑو ہم اتنی مدت اس کی مصیبت
پر صبر کریں۔ روایت ہے کہ جب آپ کی بیوی آپ کے پاس آئی جبکہ وہ اپنی
ایک زلف آپ کے کھانے کے بدلے بیچ چکی تھی تو آپ پر یہ بات شاق گزری

انھوں نے اپنے آپ کو خدا کے دربار میں کھڑا کیا اور کہنے لگے اے پروردگار
تو نے مجھے اہل و اولاد کے مفقود ہونے میں مبتلا کیا تو میں نے صبر کیا اور فلاں
بیماری پر صبر کیا پھر تمام بیماریوں کو شمار کیا تو اچانک باری تعالیٰ کی طرف سے
ندا آئی - اے ایوب تیرے صبر کرنے میں کس کا احسان ہے تو کہنے لگے خدایا تیرا
خدایا تیرا اور اپنے سر پر خاک ڈالتے اور گریہ کرتے تھے اور کہتے خدایا تیرا خدایا
تیرا۔ پس ندا آئی زمین پر ٹھوکر مارو یہ غسل کرنے اور پینے کے لیے ٹھنڈا پانی
ہے - پس آپ نے پاؤں مارا تو ایک بڑا چشمہ پھوٹا اور آپ نے اس سے
غسل کیا - باہر نکلے تو آپ کا جسم سفید موتیوں کی طرح تھا اور سونے کی ٹڈیاں
آئیں جنہیں آپ لیتے اور آپ کی بیوی نے شکار کیا اور خداوند عالم نے
جو ان کے گھر والے اور اولاد فوت ہو گئے تھے انہیں دوبارہ زندہ کیا اور
جن بیویوں سے آپ نے شادی کی خداوند عالم نے انہیں بہت سی اولاد
عنایت فرمائی جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے اور ہم نے بخش دیا اسے اس
کے گھر والے اور ان جیسے اپنی رحمت کی بنا پر اور صاحبان عقل کی نصیحت
کے لیے - اور رسول اللہ نے فرمایا صبر آدھا ایمان ہے اور یقین کل ایمان ہے
اور جو شخص مصیبت پر صبر کرے یہاں تک کہ اسے بہترین تسلی کے ساتھ ملٹا
دے تو خداوند عالم اسے ایک صبر کے بدلے تین سو درجے عطا کرے گا - ایک
درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین کی آخر سے لے کر
عرش کی چوٹی تک ہے اور جو شخص اطاعت پر صبر کرے تو خداوند عالم اس کے لیے
چھ سو درجے لکھے گا - ایک درجہ سے دوسرے تک زمین کے نیچے سے لے کر عرش

سکے اُوپر تک کا فاصلہ ہے اور جو گناہ سے صبر کرے تو اُس کے لیے خدا نوسو درجے لکھ دے گا کہ ایک درجے سے دُوسرے تک فرش زمین کے آخری حصّہ سے لے کر عرش تک کا فاصلہ ہے۔

اُنتالیسواں باب

خُدا کے لیے مُراقبہ کرنا

یعنی خدا کے نگہبان اور نگران ہونے کا یقین رکھنا اور خدا ہر چیز کا نگہبان ہے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے بعض اصحاب سے کہا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم اُسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اور یہ اشارہ ہے مراقبہ کی طرف کیونکہ مُراقبہ کے معنی ہے بندے کو علم ہو کہ خدا وند عالم اس کے تمام حالات پر مطلع ہے اور انسان کا اس حالت کو ملحوظِ خاطر رکھنا مُراقبہ ہے اور بندے کے عظیم ترین مصالح میں یہ ہے کہ وہ سانس لینے کی تعداد کے لیے اسے حاضر سمجھے بے شک اللہ تعالیٰ اس کے قریب ہے اور اُس کا نگران ہے۔ وہ اُس کے افعال اور حرکات کو دیکھتا ہے اور اس کی باتوں کو سُنتا ہے اور اُس کے رازوں پر مطلع ہے اور یہ کہ وہ اس کے قبضہ میں لوٹتا پوٹتا ہے اور اس کا سر اور دل اس کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ اس میں طاقت نہیں کہ وہ اس سے چھپ سکے اور نہ اُس کی سلطنت سے

نکل سکتا ہے۔ جناب لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا! جب تو خدا کی نافرمانی کرنے لگے تو ایسی جگہ تلاش کر کہ جس میں خدا تجھے نہ دیکھے۔ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ تجھے کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکتی کہ جس میں خدا تجھے نہ دیکھے۔ لہٰذا اس کی نافرمانی نہ کر۔ اور خداوند عالم فرماتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی رہو۔ اور ایک عالم اپنے ایک جوان سالہ شاگرد کو تمام شاگردوں پر بلند مقام دیتا تھا۔ اسے اس معاملہ میں ملامت کی گئی تو اس نے ہر ایک شاگرد کو ایک ایک پرندہ دیا۔ اور اُسے کہا کہ اسے ایک ایسی جگہ ذبح کرو کہ جہاں کوئی نہ ہو تو سب کے سب شاگرد اپنے پرندوں کو ذبح کر کے لے آئے سوائے اس جوان کے وہ ذبح کرنے کے بغیر اپنا پرندہ لے آیا اس سے کہنے لگا اسے کیوں نہیں ذبح کیا۔ اس نے کہا آپ کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ اسے وہاں ذبح کرو کہ جہاں کوئی بھی دیکھنے والا نہ ہو اور کوئی ایسا مکان نہیں کہ جس میں ذات واحد احد فرد صمد مجھے نہ دیکھ رہا ہو۔ پس وہ اُستاد کہنے لگا بہت اچھے۔ پھر اُن سے کہا اسی لیے میں اسے تم سے بلند مقام دیتا اور تم سے ممتاز رکھتا تھا۔ اور مراقبہ کی ایک علامت یہ ہے کہ اس چیز کو ترجیح دے جسے خدا ترجیح دیتا ہے اور اس کی تعظیم کرے جس کو خدا عظمت بخشے۔ اور اس کو حقیر سمجھے جسے خدا حقیر سمجھتا ہے۔ پس اُمید تجھے اطاعات پر اکسائے اور خوف تجھے گناہوں سے دور رکھے اور مراقبہ حیا کے راستے تک پہنچاتا ہے اور حقائق کو لازم پکڑنے پر وادار کرتا ہے اور دقائق پر محاسبہ کے لیے برانگیختہ کرتا ہے اور افضل اطاعت تمام اوقات

یعنی خدا سے مراقبہ کرتا ہے۔ اور انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اپنے نفس پر
محاسبہ اور مراقبہ کو لازم قرار دے اور اپنے نفس کی سیاست کرے (سمجھائے)
کہ خدا اس پر مطلع ہے اور اسے دیکھتا ہے اور وہ اس کی نگاہ سے چھپا
نہیں رہتا اور اس کے علم سے نہیں خارج ہوتا اور وہ مردوں کو وعظ کرنے
والے کو چاہئیے کہ وہ اس سے پہلے اپنے آپ کو وعظ کرے اور لوگوں کا اس کے
گرد جمع ہو جانا اور اس کی باتیں سننا اسے مغرور نہ کر دے کیونکہ وہ تو اس
کے ظاہر کو دیکھتے ہیں اور خدا اس کے باطن کا مشاہدہ کرتا ہے۔ روایت
ہے کہ کسی نے ایک جوان کو اچھی عبادت اور کوشش کرتے ہوئے دیکھا
تو کہنے لگا اے جوان تو نے اپنے معاملہ کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے۔ وہ کہنے
لگا چار چیزوں پر۔ اس نے کہا وہ چار چیزیں کونسی ہیں۔ وہ کہنے لگا مجھے معلوم
ہے کہ میرے رزق کا کوئی حصہ مجھ سے فوت نہیں ہو سکتا اور یہ کہ اللہ کا وعدہ
حق اور سچ ہے سو میں نے اس کے وعدہ پر اطمینان کر لیا ہے اور دوسرا
مجھے یہ معلوم ہے کہ میرا کام میرے غیر نے نہیں کرنا پس میں اس میں مشغول ہو
گیا ہوں اور تیسرا یہ کہ میری موت اچانک آ جائے گی۔ پس میں نے اس کی
طرف جلدی کی ہے اور چوتھا یہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ
سے غائب نہیں ہو سکتا۔ یعنی جلوت و خلوت میں لہٰذا میں اپنے تمام حالات
میں اس کا مراقب و منتظر ہوں۔

چالیسواں باب

حسد کی مذمت

خداوند عالم فرماتا ہے کہ میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے مالک سے ان
چیزوں کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہیں اور ان چیزوں کو شمار کیا ہے جن
سے پناہ مانگی ہے پھر اس سورہ کو اس قول کے ساتھ ختم کیا ہے اور حاسد کے
شر سے جب وہ حسد کرے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا تین چیزوں سے
بچو کیونکہ وہ ہر گناہ کی جڑ ہیں تکبر سے بچو کیونکہ تکبر نے شیطان کو آدم کے
سجدہ نہ کرنے پر آمادہ کیا تھا پس خدا نے اس پر لعنت کی اور راندۂ درگاہ
کر دیا۔ اور حرص و طمع سے بچو کیونکہ آدم کو حرص ہی نے درخت کے کھانے پر
آمادہ کیا اور حسد سے بچو کیونکہ حسد نے قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کے
قتل کرنے پر تیار کیا تھا اور حسد کرنے والا منکر ہے کیونکہ وہ اللہ کی قضا
و قدر پر راضی نہیں اور جان لے کہ حسد کرنے والا سردار نہیں ہو سکتا اور
خدا تعالیٰ کے اس قول کہ میرے رب نے حرام قرار دیا ان فحش کاموں کو جو ظاہر
ہیں اور جو چھپے ہوئے ہیں کی تاویل میں کہا گیا ہے کہ چھپے ہوئے سے مراد
حسد ہے اور خداوند عالم نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ حاسد میری نعمت
کا دشمن ہے اور حسد جاسوسی میں ہے وہ حسد کرنے والے سے پہلے ظاہر
ہوتا ہے حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔ خدا حسد کا بھلا کرے جو کس سے

لیے تیار کرے۔ اس کی ابتدا حسد کرنے والے سے ہوتی ہے اور وہ اُسے قتل کر دیتا ہے۔ کسی بزرگ کا کہنا ہے حمد ہے اس خدا کی جس نے امراء اور حکام کے دل میں وہ چیز قرار نہیں دی جو حاسد کے دل میں ہے ورنہ وہ سب لوگوں کو ہلاک کر دیتی۔ ایک روایت ہے کہ پانچویں آسمان پہ ایک فرشتہ ہے جس سے اعمال گزرتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا عمل گزرتا ہے جو آفتاب کی طرح روشن ہوتا ہے۔ وہ اسے واپس کر دیتا ہے اور کہتا ہے اس میں حسد ہے۔ یہ عمل کرنے والے کے منہ پر مار دو۔ حاسد کے علاوہ کوئی ظالم مظلوم سے مشابہت نہیں رکھتا اور ہر ایک کے راضی کرنے کا ایک راستہ ہے سوائے حاسد کے کیونکہ وہ راضی نہیں ہو سکتا جب تک حسد کیے جانے والے سے نعمت زائل نہ ہو اور حاسد کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ جس سے حسد رکھتا ہے اس کی نعمت کے زائل ہونے اور اس کے مصائب پر خوش ہوتا ہے اور اس کی ایک علامت یہ ہے کہ جب وہ حاضر ہو تو چاپلوسی کرتا ہے اور محسود جب غائب ہو تو اس کی غیبت کرتا ہے۔ روایت ہے کہ جناب موسیٰ نے ایک شخص کو عرش کے پاس دیکھا تو انھیں اس پر رشک آیا۔ عرض کیا خدایا اُس نے یہ رتبہ کہاں سے پایا کہ جس کی وجہ سے وہ عرش کے سایہ میں سکون پذیر ہے۔ ارشاد ہوا چونکہ یہ لوگوں سے حسد نہیں کرتا تھا اور حاسد جب کوئی نعمت دیکھتا ہے تو مبہوت و حیران ہو جاتا ہے اور جب کسی کو پھسلتے دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جو شخص حاسد سے سلامتی چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ اُس سے اپنی نعمت

کو چھپائے۔ مجھے اخلاق میں سے عظیم ترین حسد، غیبت اور جھوٹ ہے
اور چونکہ حاسد کا مقصد محسود کی عادات و خصائل کا پھیلانا ہوتا ہے تو وہ
نامعلوم طریقہ پر اس کے فضائل کو نشر کرتا ہے اور بہترین شعر کہا ہے شاعر
نے کہ "جب خدا کسی فضیلت کو نشر کرنا چاہے جو کہ چھپی ہوئی ہے تو اس کے
لیے حسد کرنے والے کی زبان کو مقرر اور معین کر دیتا ہے" اور دوسرے
شاعر نے کیا عمدہ کہا ہے "کس طرح امید کی جا سکتی ہے حسد کرنے والے
سے کسی نعمت سے محبت کی جب کہ وہ اس کے زوال کے بغیر راضی نہیں ہوتا"۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس
طرح آگ لکڑیوں کو لہٰذا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور امیر المومنینؑ نے
فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے
جیسے آگ لکڑیوں کو۔ جب نبی کریمؐ اور امیر المومنینؑ گواہی دیتے ہیں کہ حسد
ایمان اور نیکیوں کو کھا جاتا ہے تو بندے کے پاس ایمان اور نیکیوں کے چلے
جانے کے بعد باقی کیا رہ جاتا ہے لہٰذا اس سے بچو تو تمہارے دل اور بدن
تکان اور گناہ سے راحت حاصل کر لیں گے اور مجھے خوشی ہوئی اس مثال
سے جو میرے نفس میں پیدا ہوئی کہ میری دونوں آنکھیں اگر میرے غیر کے سر
میں منتقل ہو جائیں تو میں اس پر حسد نہیں کروں گا کیوں کہ معاملہ میرے اختیار
سے نکل گیا ہے۔ اب صبر اور خدا سے ثواب کی امید کے علاوہ باقی کچھ نہیں
رہا اور حزن و ملال اور حسد ان کے چلے جانے کے بعد ایک دوسری مصیبت
ہیں۔ پس خدا تم پر رحم کرے کہ انجام کو بطور مثال ذہن میں رکھو تو تمہیں اتنا

حاصل ہوگی اور کامیاب ہو نگے اور عقلمند کی نگاہ انجام پر ہوتی ہے اور وہ اس سے تجاوز نہیں کرتا اور جب غالباً دل فکر کرتا ہے اور زبان ذکر تو بندہ اس کے باوجود حسد اور باقی گناہوں اور دوسری چیزوں کے لیے فارغ نہیں رہ سکتا اور ذکر و فکر دو وانتوں میں سے ہر شیطان کے سر کے لیے قاطع تلوار ہے اور غفلت سے بچانے والی بہترین ڈھال ہے اور بہترین ذکر وہ ہے جو چھپ کے کیا جائے۔

اکیالیسواں باب

نورِ خدا کی وجہ سے فراست

ارشادِ قدرت ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں متوسمین کے لیے کہا گیا ہے یعنی صاحبانِ فراست کے لیے نبی کریم نے فرمایا مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے یعنی اس نور سے جو خدا نے اسے بخشا ہے۔ اویس کے متعلق روایت ہے جب اس کے پاس حیان بن ہرم گیا تو اویس نے دیکھتے ہی کہا السلام علیک اے بھائی حیان بن ہرم تو حیان کہنے لگا تم نے مجھے کس طرح پہچان لیا ہے حالانکہ مجھے دیکھا تک نہیں تو اویس کہنے لگا مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور مومنین کی ارواح جس طرح اپنی جس طرح گھومتے اور فراست ان انوار و اشیوں کا نام ہے جو دل

دل میں چمکتے ہیں حقائق ایمان کے ساتھ اور ایسی معرفت ہے جو نفوس انسانی میں
جاگزین ہوتی ہے تو وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے ہیں
یہاں تک کہ وہ چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح انہیں ان کا آقا اور
مولا مشاہدہ کراتا ہے پس وہ کچھ لوگوں کے دلوں کے راز بتاتے ہیں اور کچھ
لوگوں سے رک جاتے ہیں اور فراست نیز یقین کا نتیجہ ہے اور تمکین کا
ماحصل ہے اور نبی کریمؐ سے سوال کیا گیا خدا کے اس قول کے متعلق ایمان کے
متعلق خدا چاہتا ہے کہ اسے ہدایت کرے اس کے سینے کو اسلام کے
لیے کھول دیتا ہے۔ فرمایا اس کے دل میں ایک نور ڈال دیتا ہے اور وہ
سینہ کھل جاتا ہے اور اس میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور فراست اہل
ایمان کے خواص میں سے ہے اس سے مومن کے دل میں نور روشن ہوتے
ہیں اور وہ ان کے ذریعہ سے معانی و حقائق غیبیہ کو درک کرتا ہے اور جو
حرامات سے اپنی آنکھوں کو بند کر لے اور اپنے نفس کو شہوات سے روک
لے اور اپنے باطن کو دل کی مداومت کے ساتھ معمور کر لے اور مراقبہ سے
اپنے ظاہر کو کتاب و سنت کی اتباع کے ساتھ اور اپنے معدے میں حلال
روٹی کو داخل کرے اور اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت اور بیہودہ باتوں سے
روک رکھے تو اس کی فراست خطا نہیں کرے گی اور جو شخص سچے لوگوں کے
ساتھ اٹھے بیٹھے اسے چاہیے کہ ان سے سچا معاملہ کرے کیونکہ وہ
ان کے دلوں کے جاسوس ہیں اور ایسے ہی لوگوں کے ساتھ بیٹھا جائے
کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

ودلیعنی یہ جن کی صداقت معلوم ہو اور وہ اہل بیت محمدؐ ہیں اور اُن کی صداقت کی دلیل خدا کا ارشاد ہے کہ بس اللہ ارادہ رکھتا ہے اے اہل بیتؑ کہ وہ رجس (پلیدی) کو تم سے دُور رکھے اور وہ تمھیں پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے اور جھوٹ بھی رجس ہے اور فرمایا میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان سے تمسک رکھو گے تمھیں کبھی میرے بعد گمراہ نہیں ہونے پاؤ گے اللہ کی کتاب اور میری عترت اہل بیتؑ اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوں گی۔ یہاں تک کہ وہ دونوں حوضِ کوثر کے کنارے مجھ تک پہنچیں پس حضورؐ نے قیامت تک کے لیے ان کی اتباع کا حکم دیا۔ تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ہر زمانہ میں ان میں سے کوئی نہ کوئی ہو گا۔ جو کتاب کے ساتھ اور اس کی تفسیر میں اس پر عمل کرنے پر اور اس کے حلال و حرام کی تفصیل کے لیے قائم ہو گا اور اس کے سوائے شیعہ اثنا عشریہ کے کوئی قائل نہیں۔ پس یہ تفصیل ان کی صداقت کی بھی دلیل ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ان کی معیت اختیار کی جائے اور سچائی ہر خیر کی چابی اور ہر بُرائی کے دروازے کا تالا ہے اور اس کو لازم نہیں پڑتا۔ مگر وہ شخص جو گناہوں کی ہلاکتوں اور عیوب کی رسوائیوں سے نجات حاصل کرے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ سچا شخص نجات اور کرامت کے اور جھوٹا ہلاکت اور ذلت کے کنارے پر ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا اُسے صدیق لکھ دیتا ہے اور جو جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا اُسے کذاب (بہت جھوٹا) لکھ دیتا ہے اور سچائی دین کا ستون ہے اور مسلمانوں کی نجات ہے اور وہ نبوت کے درجات سے متصل

قسم کھلوا سکے کیونکہ ایسی گفتگو میں کوئی شخص قسم نہیں کھاتا۔ مگر تین وجوہ کی بناء پر
تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس کی تصدیق نہیں کریں گے جب تک قسم نہ کھائے
کیونکہ وہ ان کی نگاہ میں گر چکا ہوتا ہے یا وہ ان کے نزدیک اپنے جھوٹ
میں مکر کرنا چاہتا ہے یا وہ بیہودہ باتیں کرتا ہے لہٰذا جھوٹ سے وہ اپنی
گفتگو کی کمی کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ اور سچائی رزق کو کھینچ لاتی ہے۔ کیونکہ
حضور نے فرمایا ہے اور سچائی رزق کو کھینچ لاتی ہیں اور سچائی ہی فراست
کی اصل ہے اور فراست وہ پہلی چیز ہے جو دل میں کھٹکتی ہے بغیر کسی
معارض کے اب اگر کوئی معارض پیش ہو تو پھر وہ وسوسہ شیطانی ہے۔ اور
اس ارشاد کی تفسیر میں آیا ہے کہ جو شخص مردہ تھا پس ہم نے اسے زندہ
کیا اور اس کے لیے نور و روشنی قرار دی جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا
ہے یعنی ذہن کا مردہ تھا پس اللہ نے اسے نور ایمان اور فراست کے ساتھ
زندہ کیا اور اس قول کی تفسیر میں (جو مثل اس شخص کے ہے جو تاریکیوں میں
ہے اور ان سے نکل نہ سکے) آیا ہے یعنی کافر کفر کی تاریکیوں میں ہوتا ہے
اس کے لیے تو یہ فراست نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا سبب ہے کہ جس کی وجہ
سے وہ نفس کی تاریکی کے وقت روشنی حاصل کر سکے یعنی عبرت حاصل کرے
اسے صاحبانِ عقل۔

بیالیسواں باب

حسنِ خلق اور اس کا ثواب

اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ سے فرماتا ہے اور بے شک آپؐ خلقِ عظیم پر ہیں خدا نے
کی خوش خلقی کے ساتھ مدح کی ہے اور آپؐ کی تعریف کے لیے یہ کافی ہے
یا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ آپؐ نے نجران
ئی کی ایک عبا پہنی جس کے کنارے مضبوط تھے۔ ایک دن آپؐ جا رہے
تھا ایک عرب نے اس عبا کو پیچھے سے کھینچا تو آپؐ کی گردن پر اس کا نشان
۔ اور وہ عرب کہنے لگا یہ مجھے دے دیجئے اے محمدؐ! تو آپؐ مسکراتے ہوئے
کی طرف ملتفت ہوئے اور حکم دیا کہ اسے دے دی جائے تو یہ آیت نازل
بے شک آپؐ خلقِ عظیم پر فائز ہیں خداوند عالم نے اس آیت کے ساتھ
کی ایسی مدح کی کہ اس طرح کی مدح اور اپنی مخلوق میں سے کسی کی ایسی تعریف
کی۔ نبی کریمؐ سے سوال کیا گیا کہ کونسا مومن ایمان کے لحاظ سے افضل ہے
جو زیادہ خوش خلق ہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا مومنین میں سے زیادہ
اور کامل الایمان وہ شخص ہے جو زیادہ خوش خلق ہو۔ فرمایا سچائی بردباری اور
خلق انبیاء کے اخلاق میں سے ہیں اور قیامت کے دن کسی شخص کے ترازو
میں خوش خلقی سے افضل چیز نہیں رکھی جائے گی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا
ن خلق گناہ کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو اور بد خلقی

عمل کو اس طرح فاسد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو۔ فرمایا حسنِ خلق محبت کو
قائم کر دیتا ہے اور کشادہ روئی کدورت کو دور کر دیتی ہے۔ جسے رزق کے
پیچھے رزق آنے کا یقین ہو اس کا نفس خرچ کرنے میں سخی ہوتا ہے۔ پس
صدقہ دے کر رزق کو اتارو۔ اور اس سے بچو کہ تم میں سے کوئی ذی حق
اس کے حق سے روکے۔ پھر اتنا ہی گناہ میں خرچ کرے۔ فرمایا خوش خل
روزہ دار اور شب زندہ دار کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ فرمایا خداوند
بندے کو اس کے حسنِ خلق پر اتنا ثواب دے گا جتنا راہِ خدا میں جہاد کر
والے کو دیتا ہے۔ فرمایا نرمی میں برکت اور سختی میں شومی ہے۔ فرمایا
موقفِ حساب میں مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو زیادہ سچ بولے
اور امانت کو زیادہ ادا کرنے والا ہو اور زیادہ وعدہ وفائی کرنے والا ہو
زیادہ خوش خلق ہو اور فرمایا اے اولادِ عبدالمطلبؑ سلام کو پھیلاؤ صلہ
کرو۔ کھانا کھلاؤ اور پاکیزہ گفتگو کرو تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل
ہو جاؤ گے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا تم میں سے خدا کے نزدیک زیا
محبوب وہ شخص ہے جو زیادہ خوش خلق زیادہ عظیم عمل والا اور اللہ کے
جو کچھ ہے اس میں زیادہ رغبت کرنے عذابِ خدا سے زیادہ دور ہو
والا۔ خدا سے شدت سے زیادہ ڈرنے والا اور اللہ کے نزدیک زیا
کارم وہ شخص ہے جو اس سے زیادہ ڈرتا ہے۔ جراح مدائنی سے حضر
نے فرمایا کیا میں تمہیں مکارمِ اخلاق کی بات نہ بتاؤں۔ اس نے عرض کیا
نہیں۔ فرمایا لوگوں سے درگذر کرنا خدا کے لیے جو بھائی ہو اس سے م

اور اس کی مدد کرنا اور ذکرِ خدا زیادہ کرنا - رسول اللہؐ نے فرمایا لوگوں میں
سے زیادہ بردبار وہ اشخاص ہیں جو غضب کے وقت معاف کر دیں اور
زیادہ صابر وہ ہیں جو زیادہ تر غصے کو پی جاتے ہوں اور زیادہ تونگر وہ
ہیں جو خدا کی تقسیم پر زیادہ راضی ہوں اور خدا کے نزدیک محبوب و پسندیدہ
وہ ہیں جو زیادہ ذکرِ خدا کرتے ہیں ۔ اور زیادہ عادل اور منصف وہ ہے
جو اپنی طرف سے حق ادا کرے اور مسلمانوں کے لیے وہ کچھ پسند کرے
جو اپنے لیے پسند کرتا ہے - اور وہ چیز ان کے لیے ناپسند کرے جو اپنے لیے
ناپسند کرتا ہے اور حسن بن عطیہ کہتا ہے کہ ابوالحسنؑ نے فرمایا مکارمِ اخلاق
دس ہیں۔ پس اگر تجھ میں یہ قدرت ہو کہ وہ سب تجھ میں ہوں تو ہونے
چاہئیں کیونکہ یہ ایک شخص میں تو ہوتے ہیں لیکن اس کے بیٹے میں نہیں
ہوتے یا بیٹے میں ہوتے ہیں اس میں نہیں ہوسکتے اور غلام میں ہوتے ہیں
آزاد میں نہیں ہوسکتے ۔ (۱) سچ بولنا (۲) امانت ادا کرنا (۳) صلہ رحمی کرنا
(۴) مہمان نوازی کرنا (۵) سائل کو دینا (۶) نیکیوں کا بدلہ دینا (۷) پڑوسی
کا ذمہ اٹھانا (۸) اور ساتھی کی ذمہ داری لینا (۹) اور ان کا سر حیا
ہے اور (۱۰) زیادہ ذکرِ الٰہی کرنا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جس کی زبان سچی ہے اس کا عمل پاکیزہ
ہوگا اور جس کی نیت اچھی ہے اس کے رزق میں زیادتی ہوگی جو اپنے
گھر والوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے اس کی عمر زیادہ ہوگی اور فرمایا لوگوں
کی نماز اور روزے سے دھوکہ نہ کھاؤ کیونکہ انسان بعض اوقات نماز

وروزے کا عادی ہوتا جاتا ہے۔ اب اگر انہیں ترک کر دے تو اُسے وحشت محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ لوگوں کو آزاد و سچائی ادائے امانت۔ صلۂ رحمی اور بھائیوں سے نیکی کرنے کے ساتھ احنف بن قیس سے پوچھا گیا کہ تو نے حلم و بردباری کس سے سیکھی ہے۔ کہنے لگا قیس بن عاصم منقری سے اس کے ہاں کوئی مہمان آیا ہوا تھا۔ تو قیس کی کنیز بھنا ہوا گوشت لوہے کی سیخوں میں لا رہی تھی وہ اس کے بیٹے پر گر گیا اور وہ فوراً مر گیا۔ اس سے کنیز دہشت زدہ ہو گئی تو وہ کہنے لگا تیرے لیے کوئی خوف اور گھبرانے کی ضرورت نہیں اور تو رضائے خدا کے لیے آزاد ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تم اپنے مال سے لوگوں پر پورے نہیں اتر سکتے۔ پس کشادہ روئی اور خوش خلقی کے ساتھ ان پر چھا جاؤ۔ آنحضرت سے مروی ہے کہ تین اشخاص تین ہی اوقات میں پہچانے جاتے ہیں۔ بردبار غضب کے وقت بہادر جنگ کے وقت اور بھائی ضرورت کے وقت احنف کے پیچھے ایک شخص لگ گیا اور پورے راستے میں اُسے گالیاں دیتا رہا۔ جب وہ اپنے گھر کے قریب پہنچا تو کہنے لگا اے فلاں اگر تیرے دل میں کوئی کسر رہ گئی ہو تو کہہ لے قبل اس کے کہ میرے غلام اور رشتہ دار تیری گالیاں سنیں ورنہ وہ تجھے قتل کر دیں گے۔ امام زین العابدینؑ نے اپنے ایک غلام کو کئی مرتبہ بلایا لیکن اُس نے کوئی جواب نہ دیا تو آپؑ نے فرمایا کونسی چیز تجھے میرے بلانے کے جواب سے مانع تھی تو وہ کہنے لگا میں آپؑ کی سزا سے مامون تھا۔ آپؑ نے فرمایا جاؤ میں نے تجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے اور

نیز فرمایا اس کے لیے ہے۔ فرمایا کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ
اس میں تین خصلتیں نہ ہوں ایک خصلت خدا کی ایک نبی کی اور ایک امام کی
اس کے پروردگار کی خصلت ہے راز کو چھپانا فرماتا ہے کہ خدا اپنے غیب
پر مطلع نہیں کرتا مگر جس رسول کو وہ پسند کرے اور باقی رہے اس کے نبی
کی خصلت تو خدا نے عالم نے نبی سے فرمایا ہے عفو و درگزر کو اپناؤ اور
نیکی کا حکم دو جاہلوں سے اعراض کرو اور امام سے یہ کہ تنگدستی اور سختی میں
صبر کرے ارشاد خدا ہے اور وہ لوگ جو تنگدستی اور سختی میں صبر کرتے ہیں اور
محاسن اخلاق میں سے ہے کہ انسان زیادہ صاحب حیا ہو کم اذیت زبان
نہایت سچا ہو جھوٹ نہ بولے زیادہ عمل کرے لغزشیں تھوڑی کرے باوقار
صابر راضی بہ رضا متقی شکرگزار نرم مزاج پاک دامن اور شفیق و مہربان ہو نہ
چغل خور ہو نہ عیب جو نہ غیبت کرنے والا جلد باز حسد کرنے والا اور بخیل نہ
ہو۔ اللہ کے لیے محبت کرے اور اللہ کے لیے بغض رکھے اللہ کے لیے دے
اور اللہ کے لیے منع کرے اللہ کے لیے راضی ہو اور اللہ کے لیے ناراض ہو
اچھے کام کرے اور لگن یہ کرے جس طرح منافق برے کام کرتا اور بکتا ہے
نبی اکرم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے
جو دنیا میں زیادہ بھوکے پیاسے اور حزن و ملال میں رہتے ہیں۔ وہی لوگ
متقی و نقی (گناہوں سے پرہیزگار اور پاک صاف) اور پوشیدہ رہتے ہوں کہ جب
حاضر ہوں تو پہچانے نہ جائیں اور جب غائب ہوں تو انھیں تلاش نہ کیا جائے
انھیں زمین کے قطعات پہچانتے ہیں اور آسمانی فرشتے ان کے گرد رہتے ہیں

لوگ دُنیا کے ساتھ لطف اندوز ہوتے ہیں اور وہ ذکرِ خدا سے لطف اُٹھاتے ہیں۔ لوگ تو فرش بچھونے سمجھتے ہیں اور وہ اپنی پیشانیوں اور گھٹنوں کو فرش کرتے ہیں اور وہ لوگوں پر اپنے اخلاق کی وسعت پھیلاتے ہیں۔ ان کے مفقود ہونے پر زمین ان پر گریہ کرتی ہے۔ اور خدا اس شہر سے ناراض ہوتا ہے جس میں ان میں سے کوئی نہ ہو۔ وہ دنیا پر اس طرح نہیں ٹوٹ پڑتے جس طرح کُتّے مُردار پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ وہ پراگندہ مو اور گرد آلود ہوتے ہیں لیکن انھیں دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ بیمار ہیں یا مخبوط الحواس ہیں یا ان کا دماغ چل گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ انھوں نے آخرت کی ہولناکیوں کو دیکھا ہے۔ لہٰذا دُنیا کی محبت اُن کے دلوں سے زائل ہو گئی ہے۔ انھوں نے وہاں عقل کا ثبوت دیا ہے، جہاں لوگ بے عقل ہو گئے ہیں پس تم ان جیسے بنو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا دنیا و آخرت کے مکارمِ اخلاق یہ ہیں کہ تو اس سے صلہ رحمی کرے جو تجھ سے قطع رحمی کرتا ہے اور تو اس کو دے جو تجھے محروم کرتا ہے اور تو اس کو معاف کر دے جو تجھ پر ظلم کرے۔

تینتالیسواں باب

اللہ کے لیے جود و سخاوت کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ

انھیں خود ضرورت تھی۔ فرمایا اور اس کی محبت پر مساکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ خداوند عالم نے اہل ایثار کی مدح کی۔ اگرچہ انھیں خود ضرورت ہو۔ پھر بھی وہ اس کی محبت پر کھانا کھلاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ کھانے کی چاہت مراد ہے اور بعض کے نزدیک خدا کی محبت پر اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں مراد ہوں۔ یہ آیت جناب علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کے شان میں بلا اختلاف نازل ہوئی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ سخی اللہ کے قریب لوگوں کے قریب جنت کے قریب اور دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ سے بعید لوگوں سے بعید جنت سے بعید اور جہنم کے قریب ہے اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک بخیل عابد سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ جود اور سخا کے لفظوں میں معنوی طور پر کوئی فرق نہیں لیکن سخا کی لفظ اللہ تعالیٰ پر نہیں بولی جاتی کیونکہ خدا و رسولؐ اور اکثر علماء کے کلام میں استعمال نہیں ہوئی اور امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ میں اپنے دشمن کی حاجت کے پورا کرنے کی طرف جلدی کرتا ہوں اس ڈر سے کہ کوئی اور اسے پورا نہ کر دے یا وہ مستغنی نہ ہو جائے۔ ایک شخص کا کہنا ہے کہ میں کسی حاجت مند کو رد نہیں کرتا۔ کیونکہ یا وہ شریف و کریم ہوگا تو اس کی عزت کی حفاظت کرتا ہوں یا وہ کمینہ ہوگا تو اس سے اپنی عزت بچاتا ہوں۔ ایک شخص نے کسی سے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا ہے وہ کہنے لگا مدینہ کا۔ اس نے کہا کہ تم میں سے ایک شخص ہمارے پاس سکونت پذیر رہا اور اس نے ہمیں غنی کر دیا اور اس کی تعریف و توصیف کی تو وہ کہنے لگا وہ تمہارے پاس آیا تو تھا لیکن وہ مالدار نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ

اس نے ہمیں اپنے مال سے غنی نہیں کیا تھا۔ بلکہ ہمیں کرم و شرافت کی تعلیم دی تھی۔ پس اور ہم میں سے بعض نے بعض پر جود و سخاوت کی۔ روایت ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ کے پاس جب کوئی حاجت مند آتا تو آپؑ اس سے فرماتے کہ اسے زمین پر لکھ دے۔ کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ سوال کی ذلت سائل کے چہرے پر دیکھوں۔ ایک شخص امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا اے فرزند رسولؐ میرا خرچہ ختم ہو گیا ہے اور میرے پاس اتنا مال باقی نہیں رہا جب مجھے گھر تک پہنچا سکے۔ آپؑ مجھے قرض دے دیں اور میں آپؑ کی طرف سے صدقہ کر دوں گا۔ آپؑ اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ اور دروازے سے ہاتھ باہر نکالا اور فرمایا یہ تھیلی لے لو اور اس میں دو سو دینار تھے۔ اور اس سے فرمایا ہمیں تیرے صدقے کی ضرورت نہیں۔ اس نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ آپؑ اپنا چہرہ کیوں نہیں باہر نکالتے۔ فرمایا ہم ایسے اہل بیت ہیں کہ سوال کی ذلت سائل کے چہرے پر نہیں دیکھنا چاہتے ایک شخص نے امام حسنؑ سے کچھ سوال کیا تو آپؑ نے اس کو پچاس ہزار درہم دیئے اور اونٹ والے کو کرایہ کے طور پر اپنی سبز چادر دے دی۔ فرمایا مروت کی تکمیل صدقہ اٹھانے کی اجرت ساتھ دینے میں ہے۔ کہا گیا ہے کہ امیرالمومنینؑ ایک دن گریہ کر رہے تھے۔ آپؑ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا ہم پر سات دن گزر گئے ہیں اور کوئی مہمان نہیں آیا اور کوئی ایسا مکان نہیں بناتے تھے کہ جس میں مہمان خانہ نہ ہو۔ اور کریم کا مہمان بھی کریم ہوتا ہے۔ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے انسان کو ناک نہیں چڑھانی چاہیئے۔

انسان کا اپنی مجلس میں اپنے باپ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اور اسے اپنی جگہ
پر بٹھانا اور مہمان کی خود خدمت کرنا اور عالم کا طالب علم کی خدمت کرنا
اور جس چیز کا علم نہ ہو اس کے متعلق جس کو وہ نہیں جانتا۔ اور آئمہ علیہم السلام
خود مہمان کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جب وہ کوچ کا ارادہ کرتا تو اس کے
کوچ میں اس کی امداد نہیں کرتے تھے۔ اس کے جانے کو ناپسند کرنے کی
بنا پر عظیم ترین سخاوت سخت ضرورت کے وقت ایثار کرنا ہے جس طرح
آلِ محمدؐ نے روٹیوں کا ایثار کیا تھا۔ جب سائل ان کے افطار کے وقت
آیا اور انھوں نے خالی پیٹ رات گزاری تو خداوند عالم نے سورہ ھل اتیٰ
کے ساتھ ان کی تعریف کی۔ اس کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ بندہ کو چاہیے
زیادہ تر وہ ایثار و سخاوت مخلوق پر رحم اور ان سے نیکی کرے۔ کیونکہ یہ اولیا
خدا کے اخلاق ہیں اور یہ اصول نجات اور قرب خدا کی ایک اصل ہے۔
نبی کریمؐ نے فرمایا سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے
جو اس کی ٹہنی سے لٹک گیا اس نے نجات پائی۔ جبرئیلؑ کہتے ہیں کہ
خداوند عالم نے فرمایا۔ یہ دین کہ جسے میں نے اپنی ذات کے لیے پسند
کیا ہے۔ اس کی اصلاح سخاوت اور حُسنِ خلق کے بغیر نہیں ہو سکتی پس
جتنا ہو سکے ان دونوں کو لازم پکڑے رہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ خداوند عالم
نے اپنے اولیاء کو سخاوت پہ پیدا کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے
رسولؐ کونسا عمل افضل ہے۔ فرمایا سخاوت اور حُسنِ خلق ان دونوں کو لازم
پکڑو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ فرمایا رزق سخی کی طرف اونٹ کی کوہان میں

پھری کے جانے سے زیادہ جاری کرتا ہے۔ خداوند عالم ملائکہ پر کھانا کھلانے والے کی وجہ سے فخر و مباہات کرتا ہے۔ فرمایا دو خلق ایسے ہیں کہ جن سے خدا محبت کرتا ہے۔ سخاوت اور حسن خلق اور دو خلق ایسے ہیں کہ جن سے خدا بغض رکھتا ہے۔ بخل اور بد خلقی اور خداوند عالم نے ان دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ اپنے اس قول میں کہ جو اشخاص نفس کے بخل سے بچا لیے گئے ہیں وہی فلاح پانے والے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ جناب عبداللہ بن جعفرؓ کی اولاد نے انھیں کثرت عطا پر ملامت کی تو وہ کہنے لگے اے بیٹا! اللہ نے مجھے عادی کیا ہے کہ وہ مجھے زیادہ دے اور میں نے اس کے ساتھ یہ عادت بنا رکھی ہے کہ میں اس کی مخلوق پر سخاوت کروں۔ اب مجھے خوف ہے کہ اگر میں اپنی عادت کو بدل دوں تو مادہ ہی ختم ہو جائے۔ روایت ہے کہ جناب عبداللہؓ اپنے ایک باغ میں گئے۔ اور اس میں اُن کے پڑوسی کا ایک غلام موجود تھا۔ کہ جس کے سامنے تین روٹیاں تھیں وہاں ایک کُتا اُس کے قریب گیا تو اُس نے اس کی طرف ایک روٹی پھینک دی۔ پھر دوسری اور پھر تیسری۔ تو آپؓ نے اس سے کہا تو نے خود کیوں نہیں کھایا۔ اور اسے سب روٹیاں کیوں کھلا دی ہیں۔ کہنے لگا یہ مسافر اور بھوکا ہے میں نے اسے اپنی ذات پر ترجیح دی ہے۔ جناب عبداللہؓ کہنے لگے مجھے لوگ سخاوت پر ملامت کرتے ہیں۔ یہ تو مجھ سے بھی زیادہ سخی ہے۔ پھر اس غلام کو خرید کر کے آزاد کر دیا اور اس باغ کا مالک بنا دیا۔ تعجب ہے اس سے جو دنیا پر بخل کرے۔ جبکہ وہ اس کی طرف بڑھ رہی ہو کیونکہ سخاوت

اسے فنا نہیں کر سکتی یا جس وقت اس سے پُشت پھیر رہی ہو تو بخل اُسے
باقی نہیں رکھ سکتا - اور کتنے عمدہ اشعار کسی نے کہے ہیں - "جب دُنیا تجھ
پر سخاوت کرے - تو تم بھی اس کی سخاوت کرو - قبل اس کے کہ تمہارے
ہاتھ سے نکل جائے - نہ تو سخاوت اس کو فنا کر سکتی ہے جب وہ" تیری
طرف بڑھ رہی ہو اور نہ بخل اُسے باقی رکھ سکتا ہے - جب وہ منہ پھیر لے
اور روایت ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے کمیلؓ بن زیاد سے فرمایا اپنے
گھر والوں کو حکم دو کہ وہ مکارم کی طرف بڑھیں اور کوشش کریں اس شخص
کی حاجت میں جو کر سویا ہوا ہے - مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کا علم
تمام آوازوں پر وسعت رکھتا ہے - کوئی شخص کسی دل میں سرور و خوشی کو
ودیعت نہیں رکھتا - مگر یہ کہ خدا اس سرور سے لطف پیدا کرتا ہے - جب
اُس شخص پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ لطف تیزی کے ساتھ اس کی طرف
آتا ہے جس طرح سیلاب نشیب کی طرف بڑھتا ہے تو وہ اس مصیبت کو
دھکیل دیتا ہے - جس طرح بیگانے اونٹ دھکیلے جاتے ہیں - فرمایا ایک
دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مکارم کی طرف رغبت کرو اور غنیمتوں کی طرف
جلدی کرو - اور جان لو کہ لوگوں کی حاجات کا تمہاری طرف آنا خدا کی قسم یہ
ایک نعمت ہے اور زیادہ سخی وہ ہے جو اسے دے - جس کو اس سے
اُمید نہ ہو - اور جو شخص کسی مومن کی ایک مصیبت کو دُور کرے اور خداوند عالم
اس کی بہتر دُنیا کی اور بہتر آخرت کی مصیبتیں دُور کر دیتا ہے اور جو احسان
کرے خدا اس کے ساتھ احسان کرتا ہے اور خدا احسان کرنے والوں کو

دوست رکھتا ہے۔ فرمایا جسے یقین ہو کہ خدا اس چیز کی اس کی جگہ پہ اور دے گا
اے جتنے وہ خرچ کر رہا ہے۔ تو وہ خرچ کرنے سے نہیں رکے گا۔ اور یہ روایت
ہے کہ شب و روز ہر دن ایک فرشتہ کے دو سینگوں پہ طلوع کرتا ہے جو یہ صدا کرتا
ہے کہ خدایا ہر خرچ کرنے والے کو اس خرچ کئے ہوئے کی جگہ اور جلدی سے
دے اور جو نہ خرچ کرنے والے کے مال کو جلدی تلف کر دے۔ رسول اللہ نے
فرمایا جو کسی مہمان کی عزت کرے تو اس نے ستر انبیاء کی عزت کی ہے اور
مہمان پہ ایک درہم خرچ کرے۔ گویا اس نے دس لاکھ دینار اللہ کی راہ
میں خرچ کئے ہیں۔ حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہا تمہیں معلوم ہے کہ شحیح
کسے کہتے ہیں میں نے کہا بخیل کو فرمایا وہ بخیل سے زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ
بخیل صرف اس مال میں بخل کرتا ہے۔ جو اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور شحیح
ہر اس میں بخل کرتا ہے جو لوگوں اور ان کے ہاتھ میں ہو۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں
کے ہاتھ میں جس چیز کو دیکھتا ہے وہ یہ تمنا کرتا ہے کہ وہ اس کو مل جائے۔
حلال سے یا حرام سے اور وہ سیر نہیں ہوتا اور اس پر قناعت نہیں کرتا جو
خدا نے اسے رزق دیا ہے۔ اور بخیل کی تین علامات ہیں بھوک کا ڈر اور سوال
کرنے والے کا ڈر کہ وہ کہیں آ نہ جائے اور اپنے بھائیوں کو صرف زبانی
ملتا ہے اور سخی کی تین علامتیں ہیں۔ قدرت کے بعد معاف کرنا زکوۃ نکالنا
اور صدقات کو پسند کرنا۔ نبی کریم نے فرمایا جب خدا نے جنت کو پیدا کیا تو
اس نے کہا اے پروردگار مجھے تو نے کس لیے پیدا کیا ہے۔ فرمایا ہر سخی کے
لیے۔ کیونکہ [illegible] مالک ہیں ... ہوا اور کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے خدا کی قسم

سے سوال کیا اور عرض کی۔ اے فرزندِ رسولؐ تدبیر و تبذیر و تقتیر کی کیا تعریف ہے۔ فرمایا تبذیر یہ ہے کہ تو اپنے سارے مال کو خرچ کر دے اور تدبیر یہ ہے کہ کچھ خرچ کرے۔ اور تقتیر یہ ہے کہ کوئی چیز بھی خرچ نہ کرے۔ اس نے عرض کیا۔ اے فرزندِ رسولؐ کچھ مزید بیان فرمادیں۔ فرمایا رسول اللہؐ نے خاک کی ایک مٹھی زمین سے بھر لی اور انگلیوں کو ایک دوسرے سے کھلا رکھا۔ پھر ہتھیلی کھول دی تو آپؐ کے ہاتھ پر کچھ بھی باقی نہ رہا۔ فرمایا یہ ہے تبذیر پھر آپؐ نے خاک کی ایک مٹھی بھر لی اور انگلیوں کو تھوڑا دور رکھا تو کچھ مٹی گر گئی اور کچھ باقی رہ گئی۔ پس فرمایا یہ ہے تدبیر۔ پھر ایک مٹھی بھری اور ہتھیلی کو ملائے رہے۔ یہاں تک کہ اس سے کوئی چیز نہیں گری فرمایا یہ ہے تقتیر۔ امامؑ نے فرمایا مومن وہ ہے جو اپنا مال بغیر معاوضے کے خرچ کرے اور دوسرے کے مال سے پرہیز کرے۔ فرمایا سخاوت جنت میں ایک درخت کا نام ہے۔ جو قیامت کے دن ہر سخی کو اپنی ٹہنیوں کے ذریعے اٹھا کے جنت میں لے جائے گا۔ اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے جو ہر بخیل کو اپنی ٹہنیوں سے کھینچ کر جہنم کی طرف لے جائے گا۔ فرمایا میں نے جنت کے دروازے پر پر لکھا ہوا دیکھا ہے کہ تو ہر بخیل، ریاکار، والدین کے نافرمان اور چغل خور پر حرام ہے۔

چوالیسواں باب

ابوذرؓ کا سوال کرنا

ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد میں گیا تو رسول اللہؐ کو تنہا بیٹھے ہوئے پایا تو میں نے ان کی تنہائی کو غنیمت سمجھا اور آپ نے فرمایا اے ابوذرؓ مسجد کا ایک تحیہ ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا ہے تحیہ مسجد فرمایا دو رکعتیں نماز میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر میں آپؐ کی طرف متوجہ ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ نے مجھے نماز کا حکم دیا ہے۔ پس نماز کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا نماز بہترین موضوع ہے۔ جو چاہے کم پڑھے اور جو چاہے زیادہ پڑھے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر اس کی راہ میں جہاد کرنا - - - -

- - - - - - - - - -

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کونسا مومن زیادہ کامل الایمان ہے۔ آپ نے فرمایا جو زیادہ خوش خلق ہے میں نے عرض کیا کون مومن افضل ہے۔ فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سالم رہ جائیں میں نے عرض کیا کونسی ہجرت افضل ہے۔ فرمایا جو برائی سے دوری اختیار کرے۔ میں نے عرض کیا کونسی رات افضل ہے۔ فرمایا رات کا آخری حصہ۔ میں نے عرض کیا کونسی نماز افضل ہے فرمایا لمبے قنوت والی [illegible]

نے عرض کیا کونسا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا کم مالدار شخص کی پوشیدہ کوشش کسی فقیر
کے لیے۔ میں نے عرض کیا کونسا روزہ افضل ہے۔ فرمایا وہ واجب ہے جس
کی جزا ملے گی۔ اور خدا کے پاس اس کا کئی گنا ثواب ہے۔ میں نے کہا کونسے
غلام کو آزاد کرنا افضل ہے۔ فرمایا جس کی قیمت زیادہ ہو اور جس کے مالک
اس کو زیادہ قیمتی سمجھتے ہوں۔ میں نے عرض کیا کونسا جہاد افضل ہے فرمایا
جو اپنے گھوڑے کے پاؤں کٹوا دے اور اپنا خون بہا دے۔ میں نے عرض
کیا کونسی آیت جسے خدا نے آپ پر نازل فرمایا ہے افضل اور اعظم ہے
فرمایا آیۃ الکرسی۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا صحف ابراہیم میں کیا تھا
فرمایا سب مثالیں تھیں۔ اے مغرور بادشاہ اور تسلط پیدا کرنے والے مبتلا
میں نے تجھے اس لیے نہیں بھیجا کہ دنیا کے بعض کو بعض پر جمع کرتا جا۔ بلکہ تجھے
تو اس لیے بھیجا ہے کہ مظلوم کی فریاد کو میرے دربار سے پلٹا دے چاہے
وہ کافر اور فاسق ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس کے فجور کا ضرر اس کے اپنے
نفس پر ہے۔ اور اس میں مثالیں تھی اور عاقل کے لیے ضروری ہے جب
تک اس کی عقل مغلوب نہ ہو کہ اس کے لیے چار اوقات ہوں۔ ایک حصہ میں
وہ اپنے مالک سے مناجات کرے اور ایک حصہ میں وہ اللہ کی صنعتوں میں
میں غور و فکر کرے اور ایک حصہ میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ ان چیزوں میں
کرے جو آگے بھیج چکا ہے یا جنہیں پیچھے چھوڑ چکا ہے اور ایک حصہ خلوت
میں حلال کھانے پینے میں اپنی حاجت کو پورا کرنے میں گزارے اور عقلمند
کو چاہیے کہ اس کی کوشش تین چیزوں میں آخرت کے

لیے زادِ راہ تیار کرے۔ اپنے امورِ معاش کی اصلاح کرے یا غیر حرام چیزوں
سے لذت حاصل کرے۔ عقلمند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانہ سے
بصیرت ہو۔ اپنے معاملہ میں لگن رہے اور اپنی زبان کی نگہداشت کرے
اور جو اپنی گفتگو کو اپنے عمل کا ایک حصہ سمجھے تو اس کی گفتگو کم ہوگی بجز ان
چیزوں میں جو اس کا مقصود ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ صحفِ
موسیٰ کیا تھے۔ فرمایا وہ سب عبرتیں تھیں تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے
وہ کس طرح خوش ہوتا ہے جسے آتشِ جہنم کا یقین ہے۔ وہ کس طرح ہنستا
ہے تعجب ہے جس نے دنیا اور اس کے اہل دنیا کے ساتھ ایک حالت سے
دوسری حالت کی طرف تغیر کو دیکھا ہے۔ پھر وہ کس طرح اس پر مطمئن ہوتا
ہے تعجب ہے جسے کل کے حساب کا یقین ہے۔ اس کے باوجود وہ عمل
نہیں کرتا ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا ہمارے پاس بھی کوئی
چیز ہمارے ہاتھوں میں ہے جو صحفِ ابراہیمؑ و موسیٰؑ میں تھا۔ اس کتاب میں جو
اے آپ پر نازل کی گئی ہے۔ فرمایا پڑھو اے ابوذر قد افلح من تزکی و ذکر اسم
ربہ فصلی بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا والآخرۃ خیر و ابقی
ان ہذا لفی الصحف الاولی صحف ابراہیم و موسیٰ۔ تحقیق فلاح
پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور اپنے مالک کے نام کو یاد کیا پھر
نماز پڑھی۔ بلکہ تم زندگانی دنیا کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر اور
وہ باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہ یعنی ان آیات کا تذکرہ پہلے صحیفوں میں
موجود ہے۔ ابراہیمؑ اور موسیٰ کے صحیفے میں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے

رسولؐ مجھے وصیت کیجیے۔ فرمایا میں تجھے خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ
یہ تیرے تمام امور و معاملات کا سر ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مزید
وصیت فرمائیں ارشاد ہوا تو تمہیں لازم ہے قرآن کی تلاوت اور اللہ کا ذکر کرنا
کیونکہ تیرے لیے آسمان میں یاد کیے جانے کا سبب ہے اور زمین میں تیرے لیے
نور ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مزید فرمائیں۔ فرمایا تجھ پر جہاد
کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ میری امت کے لیے رہبانیت ہے۔ میں نے عرض
کیا اے اللہ کے رسولؐ مزید فرمائیے۔ فرمایا تیرے لیے خاموش رہنا ضروری ہے
مگر اچھی بات سے کیونکہ یہ چیز شیطان کو تجھ سے دھتکار دیتی ہے اور تیرے دین
کے معاملے میں تیری معین و مددگار ہوگی۔ میں نے عرض کیا مزید فرمائیں اے اللہ
کے رسولؐ فرمایا زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے
کے نور کو زائل کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا مزید فرمائیے اے اللہ کے رسولؐ
فرمایا اس کی طرف دیکھ جو تجھ سے پست ہے۔ اور اس کی طرف نہ دیکھ جو تجھ
سے بلند ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ تو اس نعمت کو حقیر نہ سمجھے
جو تیرے پاس ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مجھے مزید کچھ فرمائیے
آپؐ نے فرمایا اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ اگرچہ وہ قطع رحمی
کریں اور فقراء و مساکین سے محبت کرو۔ اور ان کے پاس زیادہ بیٹھا کرو
میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مجھے اور بتائیں۔ فرمایا اللہ کے معاملے میں
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ میں نے کہا مزید مجھے بتائیے
فرمایا تجھے لوگوں کے متعلق وہ چیز مانع ہو جسے تم اپنے آپ میں جانتے ہو اور

اس بات میں ان پڑھ نادانی تو یہ ہے جو خود سمجھا لاتا ہے اور انسان کے عیب کے لیے یہی کافی ہے کہ لوگوں سے اس چیز کو چھپائے جس سے اپنے آپ میں جاہل ہے اور ان پڑھ نادانی یہ اس کام کے کرنے میں جو خود کرتا ہے۔ ابوذر کہتے ہیں پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اے ابوذر عقل جیسی تدبیر نہیں محرمات سے رکنے جیسی ورع و پرہیزگاری نہیں اور حسن خلق اور خوش خلقی جیسا حسب و نسب نہیں۔ امام جعفر صادق کی سند سے ان کے والد بزرگوار سے مروی ہے کہ حضور پاک نے ابوذر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے علم کے متلاشی تجھے دنیا اہل و عیال اور مال تیری اپنی ذات سے مشغول نہ رکھیں۔ تم جس دن ان سے جدا ہو گے تو اس مہمان کے مثل ہو گے۔ کہ ان میں رات گزاری ہے۔ اور صبح کے وقت انھیں چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے پاس چلے گئے ہو۔ دنیا اور آخرت دونوں ایسی منزلیں ہیں کہ ایک سے تم منتقل ہو کر دوسری کی طرف جانے ہو۔ موت اور قبر سے اٹھنے کا درمیانی وقفہ مثل نیند کے ہے۔ کہ تم سو گئے پھر اس سے بیدار ہو گئے۔ اے جاہل علم حاصل کر کیونکہ وہ دل کہ جس میں علم نہیں مثل اس برباد گھر کے ہے جس کا آباد کرنے والا کوئی نہ ہو۔ ابوذر سے مروی ہے انھوں نے کہا اے علم کے طلب کرنے والے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لیے کچھ آگے بھیج دے کیونکہ تم اپنے عمل کے گروی ہو جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اے علم کے تلاش کرنے والے نماز پڑھو قبل اس کے کہ رات دن میں نماز پڑھنے کی قوت تم میں نہ رہے

نماز کی مثل نمازی کے لیے مثل اس شخص کے ہے۔ جو کسی صاحب سلطنت کے
پاس جائے۔ پس وہ خاموشی سے اس کی بات سُنے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی
حاجت سے فارغ ہو۔ پس اسی طرح مرد مسلمان اللہ کے حکم سے جب نماز
میں ہوتا ہے تو خدا مسلسل اس پر نظر رحمت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نماز
سے فارغ ہوتا ہے۔ اے علم کے متلاشی صدقہ کر قبل اس کے کہ کچھ دینے
یا رکنے کی تجھ میں قدرت نہ رہے۔ کسی شخص کے صدقہ دینے کی مثال اس
مرد جیسی ہے کہ جو کسی گروہ کو کسی خون بہانے کی وجہ سے مطلوب ہو۔ پس
وہ اُن سے کہے کہ مجھے قتل نہ کرو۔ اور میرے لیے ایک مدت مقرر کر دو
کہ جس میں تمھیں راضی کرنے کی کوشش کروں گا۔ اسی طرح مرد مومن حکم خدا
سے جب کوئی صدقہ دیتا ہے۔ تو خدا اس کی گردن سے ایک گرہ کھول دیتا
ہے۔ یہاں تک کہ خداوند عالم کچھ لوگوں کو موت دیتا ہے۔ جب کہ وہ اُن
سے راضی ہوتا ہے اور جس سے خدا راضی ہو جائے تو اسے جہنم کی آگ
سے آزاد کر دیتا ہے۔ اے علم کے متلاشی بے شک یہ زبان اچھائی اور
برائی کی چابی ہے۔ پس اپنے منہ پر مہر لگا دے۔ جس طرح اپنے سونے
چاندی کو مہر لگا کے رکھتا ہے۔ اے علم کے متلاشی یہ مثالیں خدا نے لوگوں
کے لیے بیان کی ہیں اور فرمایا ہے کہ انھیں عقلمندوں کے علاوہ کوئی نہیں
سمجھ سکتا۔ اے علم کے متلاشی گویا دنیا کی کوئی چیز ہوئی ہی نہیں۔ سوائے
اس عمل کے جس کی اچھائی مفید اور برائی مضر ہو۔ مگر جس پر خدا رحم کرے۔
اے علم کے متلاشی تجھے تیرے اہل و عیال اور مال تیری اپنی ذات سے مصروف

نہ رکھیں کیونکہ وہ تجھے ہرگز کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کر سکتے۔

---

۴۵ پینتالیسواں باب

اللہ کی ولایت کا بیان

ارشادِ قدرت ہے کہ خبردار اولیاءِ خدا پر نہ خوف ہے اور نہ وہ محزون ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی ولایت اس کی معرفت اور اس کے نبیؐ کی معرفت، اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی معرفت، ان کی دوستی اور تمام اولیاءِ خدا کی دوستی اور اللہ رسولؐ اور اہلبیتؑ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور ہر اس شخص سے برائت کرنا جو دینِ اسلام کے ساتھ اللہ کا دین نہ مانے۔ اور عظیم ترین ایمان کا عروہ (دستہ) اللہ کے لیے دوستی اور اسی کے لیے دشمنی رکھنا ہے اور اس کا کوئی راستہ نہیں بیشک کہ ان کی معرفت نہ ہو جائے۔ اور جب تک انسان اولیاءِ خدا کو نہ پہچان لے۔ پس ان سے دوستی رکھے اور اعداءِ خدا کو نہ پہچانے تاکہ ان سے دشمنی رکھے۔ تو وہ اس بات سے مامون نہیں کہ وہ اللہ کے کسی ولی سے دشمنی رکھے یا اس کے کسی دشمن سے محبت کرے اور اس کی وجہ سے وہ ولایت کی راہ بلکہ ایمان سے خارج ہو جائے۔ اور ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جس پر کتابِ خدا اور سنتِ نبویؐ میں دلالت و ہدایت موجود نہ ہو۔

اور اس کی تشریح کتب علمی میں موجود ہے اور عقلمند کو چاہیے کہ وہ عروۂ ایمان
سے متمسک ہو اور اہل ولایت کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرے
اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی زبان پر ذکر اور دل پر فکر کو لازم قرار
دے۔ اور دنیا سے کنارہ کشی کرے اور اہل علم میں سے نیک لوگوں
کے ساتھ بیٹھے اور صالحین کے آثار کی اتباع کرے اور ان کے دکھائے
ہوئے راستہ کی اقتدا کرے یہ تب وہ دنیا کو ترک کر دے اور معاش میں
سے جو کچھ مل جائے۔ اس پر قناعت کرے اور بہترین قرب الہی والے
افعال سے اس کا قرب حاصل کرے۔ نماز نوافل اور بھائیوں سے نیکی
کرے ان کی حاجات کو پورا کرے۔ ان سے صلہ رحمی کرے اور جتنا قدرت
میں ہو۔ اپنے آپ پر انہیں ترجیح دے اور ان دنوں کے روزے رکھے
جن کے روزے مستحب ہیں اور اپنے شکم کو حرام سے اور زبان کو بیہودہ
کلام سے بچائے اور یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔
جس طرح وہ اس سے محبت کرتا ہے فرمایا اور وہ دوست رکھتا ہے صالحین کو
تو پھر وہ اسے اپنے نفس کے سپرد نہیں کرتا۔ بلکہ اس پر عنایت کرتا اور اس کی حاجات
کو پورا کرتا ہے اور ارشاد ہے کہ وہ شخص میرے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کرتا ہے
جو میرے بندۂ مومن کو تکلیف پہنچائے یا میرے کسی دوست کو ذلیل کرے اور فرمایا مجھے کسی
چیز میں تردد نہیں ہوتا کہ جسے میں کرنا چاہوں۔ جس طرح مجھے اپنے اس بندۂ مومن
کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے جو موت کو پسند نہیں کرتا اور میں بھی اسے برا سمجھتا
ہوں اس چیز کو جو اسے بری لگے۔ امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ جب قیامت

کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے اولیاء کو تکلیف
پہنچاتے تھے۔ پس ایک گروہ کھڑا ہوگا جن کے چہروں پر گوشت نہیں ہوگا
پس کہا جائے گا یہی ہیں وہ لوگ جو مومنین کو اذیت دیتے تھے اور ان سے
دشمنی کرتے تھے اور ان سے عناد رکھتے اور ان کے دین کے معاملہ میں ان پر
سختی کرتے تھے۔ پھر ان کے متعلق جہنم میں داخل کرنے کا حکم دیا جائے گا۔
فرمایا جو کسی مومن کو حقیر سمجھے تو خدا ہمیشہ اس کی تحقیر و تذلیل کرتا رہے گا۔
جب تک کہ وہ اس کی تذلیل و تحقیر کرنے سے باز نہیں آجائے گا۔ فرمایا جو مومن
کسی دوسرے مومن کی حاجت پوری نہ کرے۔ جبکہ وہ اس کو اپنی طرف
سے یا کسی غیر کی طرف سے پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ تو خداوند عالم
اس کو قیامت کے دن اس طرح کھڑا کرے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ اس کی
آنکھیں زرد اور اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا
یہ وہ خائن ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی ہے
پس اس کے متعلق جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ امام جعفر صادقؑ نے
فرمایا جو کسی مومن کو اس کی حاجت سے رد کرے جبکہ اس کے پورا کرنے
کی قدرت رکھتا ہے۔ تو خداوند عالم جہنم کی آگ کا ایک اژدہا اس پر مسلط
کرے گا۔ جو قیامت تک اسے اس کی قبر میں ڈستا رہے گا۔ فرمایا جو کسی
مومن کو ایسی نگاہ سے دیکھے کہ جس سے اسے ڈرائے تو خداوند عالم اسے
اس دن ڈرائے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔
فرمایا جو کسی مومن کا حق روک لے۔ تو خداوند عالم قیامت کے دن اسے

پانچ سو سال تک کھڑا رکھے گا۔ یہاں تک کہ اس کے پسینہ سے وادیاں بہنے
لگیں گی اور ایک منادی ندا دے گا کہ یہ وہ ظالم ہے کہ جس نے اللہ کے
حق کو روک رکھا تھا۔ فرمایا پس اسے چالیس دن تک سرزنش کی جائے گی اور پھر
آگ میں ڈالنے کا حکم ملے گا۔ صادقؑ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی مومن کو کسی
بادشاہ سے ڈرائے تاکہ اسے اس سے کوئی برائی پہنچے، پس وہ بدی اسے
پہنچے یا نہ پہنچے تو وہ آگ میں جائے گا اور جو کسی بادشاہ کے ذریعہ کسی مومن
کو ڈرائے اور اس سے اسے کوئی مکروہ چیز لاحق ہو تو وہ شخص فرعون اور
آلِ فرعون کے ساتھ جہنم میں ہوگا۔ فرمایا جو کسی مومن کے خلاف لفظ کی
ایک سطر کے ساتھ امداد کرے تو قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں
کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ رحمتِ خدا سے مایوس ہے۔ فرمایا شیطان کی شرکت
کی علامات میں سے یہ ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں کہ انسان فحش بکتا
ہو اور یہ پرواہ نہ کرے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یا اس کو کیا کہا جا رہا ہے، تو
بے شک شیطان اس کے ساتھ شریک ہے۔ (یعنی اس کے انعقادِ نطفہ
کے وقت جماع میں شیطان شریک تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
نے فرمایا کہ خداوند عالم نے جنت حرام کر دی ہے ہر فحش کلامی کرنے والے
بیہودہ گفتگو کرنے والے کم حیا پر جسے پرواہ نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے یا اسے کیا
کہا جا رہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے خدا کے بندوں میں سے بدترین شخص وہ
ہے کہ جس کی ہمنشینی اس کی فحش کلامی کی وجہ سے پسند نہ کی جاتی ہو۔ صادقؑ
نے فرمایا لوگ جس کی بدکلامی سے ڈرتے ہوں وہ جہنم کی آگ میں ہے۔ رسول اللہ

نے فرمایا قیامت کے دن بدترین لوگ وہ ہیں جن کی عزت ان کے شر سے محفوظ رہنے کی وجہ سے کی جائے۔ مومن میں آٹھ صفات ہونی چاہئیں۔ سختیوں کے وقت باوقار، مصیبتوں پر صابر۔ آسائش کے وقت شکرگزار جو کچھ خدا اسے عطا کرے اس پر قانع ہو۔ دشمنوں پر ظلم نہ کرے۔ دوستوں کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ اس کا بدن اس سے مشقت و تکلیف میں ہو اور لوگ اس سے راحت میں ہوں۔ مکمل ولی وہ ہے جس کے اقوال و افعال کتاب و سنت کی موافقت میں سچے اور پکے ہوں اور جو شخص اس قسم کا ہو، تو خداوند عالم اس کی برائیوں کو اپنے لطف و کرم سے پھیر دیتا ہے۔ اس کے تمام معاملات میں اور اس کی عدم موجودگی اور موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس کے اہل و عیال اولاد اور اولاد در اولاد اور اس کے ہمسایوں کی نگہبانی کرتا ہے۔ کیونکہ حدیث نبوی میں آیا ہے کہ خداوند عالم ایک شخص کی اولاد در اولاد اور اس کے اردگرد کے گھروں کی حفاظت فرماتا ہے۔ اس آیت کہ (ان دونوں کا باپ صالح تھا) کی تفسیر میں آیا ہے کہ ان دونوں بچوں اور ان کے نیک باپ کے درمیان سات پشتوں کا فاصلہ تھا۔ اور بعض نے بہتر پشتوں کا کہا ہے۔ اور ولی اللہ زمین میں خدا کا ایک پیغمبر ہے۔ جسے مومن سونگھتے ہیں اور نیک لوگ جس کے مشتاق رہتے ہیں اور ولی کی تین علامات ہیں۔ اس کا شغل اللہ کے لیے اس کا تحفہ و تحمل خدا کے لیے اور اس کا فرار اور پناہ لینا اللہ کی طرف ہوتا ہے۔ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی بندے سے دوستی کرے تو اس کی زبان پر اپنے ذکر اور اس کے

دل پر اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جب وہ فکر سے لطف اندوز ہوتا ہے تو اس کے لیے قرب کا دروازہ کھلتا ہے۔ پھر اس پر خدا کے ساتھ انس ہونے اور مخلوق سے وحشت کرنے کا دروازہ کھلتا ہے۔ پس اُسے ولایت کی کرسی پر بٹھاتا ہے اور عنایت کے اسباب سے اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اور اسے دار الکرامت کا وارث بناتا ہے۔ اور اس کے دل اور آنکھوں سے تاریکی اور اندھے پن کا پردہ اُٹھا دیتا ہے۔ تو وہ صبح کرتا ہے نور الٰہی سے دیکھتا اور اُس سے رزق کا حزن و ملال اور دشمن کا خوف دور ہو جاتا ہے اور کسی طرف سے توکل اور خدا کی تقسیم پر راضی ہونا اس کے دل میں آ جاتا ہے۔ اسی لیے خداوند عالم فرماتا ہے۔ یاد رکھو اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہوتا ہے اور نہ وہ محزون ہوتے ہیں اور ولی خدا قیامت کے دن کی ہولناکی اور جہنم کی آگ سے مامون ہوتا ہے۔

چھیالیسواں باب

امیر المومنینؑ اور آئمہ طاہرینؑ کے مواعظ

امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ تم اس شخص کی طرح نہ ہو جاؤ جو بغیر عمل کے آخرت کی امید رکھتا ہو اور طویل اُمید کی وجہ سے توبہ کو تاخیر میں ڈالتا ہو۔ دنیا میں گفتگو تو زاہد و ولی جیسی کرے اور اس میں کام دنیا کی طرف میلان رکھنے والوں

ایسا کرے۔ اگر اس کو دیا جائے تو سیر نہ ہو۔ اور اگر اس سے کچھ روک دیا
جائے تو باقی پر قناعت نہ کرے۔ جو کچھ اسے دیا گیا ہے اس کے شکر سے عاجز
ہو اور جو کچھ باقی ہے اس کی زیادتی کا طالب ہو۔ لوگوں کو منع کرے اور
خود نہ رکتا ہو۔ اور ایسی چیزوں کا حکم دے جو خود نہیں کرتا۔ نیکو
کاروں کی دوستی کا دم بھرتا ہے لیکن ان جیسا عمل نہیں کرتا۔ اور گنہگاروں
سے بغض رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ انہی میں سے ایک ہے۔ موت کو گناہوں کی
کثرت کی بنا پر ناپسند کرتا ہے اور ان چیزوں پر قیام کرتا ہے جنھیں
موت ناپسند کرتی ہے۔ اگر بیمار ہو جائے تو پشیمان ہوتا ہے اور اگر صحت پا
جائے تو لہو و لعب میں مشغول ہو کر نادان ہو جاتا ہے۔ جب عافیت میں
ہو تو اپنے اوپر اتراتا ہے اور جب مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو ناامید
ہو جاتا ہے۔ اگر اسے مصیبت آ پڑے تو مضطر ہو کر دعا کرتا ہے اور
اگر آسائش و آرام مل جائے تو منہ پھیر کر اعراض کرتا ہے۔ جس چیز کا ظن و
گمان ہے اس میں اس کا نفس غلبہ کر لیتا ہے۔ اور یہ اس نفس پر اس چیز
میں غالب نہیں آتا جس کا یقین ہے۔ دوسرے پر اس سے کم گناہ کی
وجہ سے ڈرتا اور اپنے لیے اپنے عمل سے زیادہ کی امید رکھتا ہے۔ اگر غنی و
دولتمند ہو جائے تو اتراتا اور دنیا پر مفتون ہو جاتا ہے۔ اور اگر فقیر و
تنگدست ہو جائے تو ناامید اور شکستہ ہو جاتا ہے۔ جب عمل کرے
تو کوتاہی کرتا ہے اور سوال کرنے میں مبالغہ کرتا ہے۔ اگر کوئی شہوت
عارض ہو تو گناہ کر گزرتا ہے۔ اور توبہ کو تاخیر میں ڈالتا ہے اور اگر کوئی

"تکلیف آجائے تو شرائط ملت سے الگ ہو جاتا ہے۔ عبرت کو بیان کرتا ہے لیکن عبرت حاصل نہیں کرتا اور وعظ و نصیحت میں مبالغہ کرتا ہے اور خود وعظ حاصل نہیں کرتا وہ باتوں میں ناز و نخرے کرتا ہے اور عمل کم کرتا ہے۔ فنا ہونے والی چیزیں رغبت اور باقی رہنے والی میں تسامح اور چشم پوشی کرتا ہے۔ غنیمت کو نادان اور نادان کو غنیمت سمجھتا ہے۔ موت سے ڈرتا ہے اور فوت ہونے والی چیزیں جلدی نہیں کرتا۔ دوسرے کی معصیت و گناہ کو عظیم سمجھتا ہے اور اپنے زیادہ کثیر گناہوں کو کم سمجھتا ہے اور اپنی اس اطاعت کو زیادہ سمجھتا ہے۔ جیسے دوسرے سے حقیر جانتا ہے وہ وہ دوسرے لوگوں پر طنز کرتا ہے اور اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔ اغنیا کے ساتھ بیٹھ کر بیہودہ باتیں کرنا۔ فقراء کے ساتھ بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے سے اسے زیادہ پسند ہیں اپنی ذات کے لیے دوسروں پر حکم چلاتا ہے۔ اور دوسروں کے لیے اپنے اوپر حکم نہیں لگاتا۔ دوسرے کو ہدایت کرتا ہے اور اپنے آپ کو گمراہ کرتا ہے۔ اس کی اطاعت ہوتی ہے اور وہ خود نافرمان ہے۔ دوسروں سے پورا لیتا ہے اور خود پورا نہیں دیتا۔ اپنے مالک کو چھوڑ کر مخلوق سے ڈرتا ہے اور مخلوق کے معاملے میں خدا سے نہیں ڈرتا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا اے نوف ہم ایک طینت سے پیدا ہوئے ہیں اور ہمارے شیعہ ہماری طینت سے خلق ہوتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ ہم سے ملحق ہو جائیں گے۔ نوف کہتا ہے میں نے عرض کیا میرے لیے اپنے شیعوں کے اوصاف بیان کیجیے۔ اے امیر المومنینؑ پس آپؑ

شیعوں کا تذکرہ سن کے رو پڑے۔ پھر فرمایا اے نوف میرے شیعہ خدا کی قسم
حلیم و بردبار اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے عالم ہیں۔ اس کی اطاعت
و رحکم کے عامل ہیں۔ اس کی محبت کی طرف ہدایت یافتہ اس کی عبادت
نے انکھیں کمزور کر دیا ہے۔ زہد کے ساتھی نماز تہجد کے لیے بیدار رہ کر
ان کے چہرے زرد، رو رو کر ان کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ ذکر الہیٰ سے
ان کے ہونٹ خشک ہو چکے ہیں۔ بھوکے رہ کر ان کے شکم کمر سے لگ گئے
ہیں۔ ربانیت ان کے چہروں سے پہچانی جاتی ہے اور رہبانیت ان کی
علامت ہے۔ ہر تاریکی کے لیے وہ چراغ ہیں۔ ہر قبیلہ کے لیے وہ پھول ہیں
مسلمانوں سے دشمنی نہیں کرتے۔ وہ ان کے اخلاق کے پیچھے نہیں
جاتے۔ ان کی برائیاں چھپی ہوئی ہیں اور ان کے دل محزون ہیں اور
ان کے نفوس عفیف و پاک دامن ہیں۔ ان کی حاجات خفیف ہیں۔ ان
کے نفس ان سے تکلیف میں ہیں اور لوگ ان سے راحت و آرام میں ہیں۔ وہ
ہوشیار اور عقلمند ہیں خالص نجیب اور شریف ہیں۔ وہ اپنے دین کے بچانے
کے لیے بھاگ کر پہاڑ پر چڑھتے ہیں اگر وہ حاضر ہوں تو پہچانے نہیں جاتے
اور اگر غائب ہوں تو ان کو تلاش نہیں کیا جاتا۔ ایسے لوگ میرے پاکیزہ
شیعہ ہیں اور میرے مکرم و محترم بھائی ہیں سے ہیں۔ ہائے کتنا شوق ہے
مجھے ان کا۔ اور حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا میں درخت ہوں۔ فاطمہؑ اس کی فرع ہے علیؑ اس کی شاخ ہے حسنؑ و حسینؑ
اس کا پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس کی ٹہنیاں ہیں۔ یقیناً جو درخت ہم اہل بیت

سے محبت کرے۔ اور ہمارے جیسے اعمال کرے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ قبل اس کے کہ قبر میں داخل ہو تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا اور حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ مجھے تعلیم دیجئے کہ میں آپ کی ہدایت سے ہدایت حاصل کروں۔ آپؐ نے مجھے فرمایا اے علیؑ جسے خدا ہدایت کرے۔ اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے خدا گمراہی میں رہنے دے۔ اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ اور یہ (علیؑ) تیرا ہادی اور معلم ہے اور تجھ پہ لازم ہے کہ تو نصیحت حاصل کرے اور اس میں شک نہیں کہ خداوند عالم نے مجھے سے قسم لی ہے اور قیامت تک آنے والے تیرے شیعوں اور محبت و مودت کرنے والوں سے میثاق اور عہد لیا ہے۔ پس وہ میرے شیعہ اور مجھ سے محبت و مودت کرنے والے ہیں اور وہ صاحبانِ عقل ہیں۔ اے علیؑ اللہ پہ یہ حق ہے کہ وہ انہیں اپنی جنتوں میں انبیاء اور بادشاہوں کے مکانات میں ٹھہرائے اور ان پر حق ہے کہ وہ پاک و پاکیزہ ہیں اور صادقؑ سے روایت ہے۔ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ معرفت کے بعد کونسا عمل افضل و بہتر ہے۔ فرمایا معرفت کے بعد کوئی عمل اس نماز کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور معرفت و نماز کے بعد کوئی چیز زکوٰۃ کے برابر نہیں اور زکوٰۃ کے بعد حج کے برابر کوئی چیز نہیں اور ان سب کی ابتداء اور انتہاء ہماری معرفت ہے اور ان کے بعد بھائیوں سے نیکی کرنے اور ان سے مواسات کرنے (دینار و درہم کو خرچ کرنے) کی طرح کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں مخصوص شدہ پتھر ہیں کہ جن کے ساتھ

خدا نے اپنی مخلوق کا امتحان کیا ہے۔ ان چیزوں کے بعد کہ جن کو میں نے
شمار کیا ہے۔ اور میں نے کوئی چیز زیادہ جلدی غنی و تونگر بنانے والی اور
فقر و فاقہ کو دور کرنے والی اس گھر کے ہمیشہ حج کرنے کے مقابلہ میں نہیں
دیکھی اور ایک واجب نماز اللہ کے نزدیک ہزار حج اور ہزار عمرہ کے برابر
ہے جو کہ مبرور و مقبول ہوں اور ایک حج اللہ کے نزدیک سونے سے بھرے
ہوئے کمرہ سے بلکہ پوری دنیا سونے اور چاندی سے پُر ہو کر جسے راہ خدا
میں خرچ کیا جائے تو اس سے بہتر ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے
محمد مصطفیٰؐ کو بشیر و نذیر کر کے بھیجا ہے کہ ایک مرد مسلمان کی حاجت روائی
کرنا اور اس کی مصیبت کو دور کرنا۔ اللہ کے نزدیک حج طواف اور عمرہ
یہاں تک کہ آپؐ نے دس تک شمار کیا ہے۔ افضل ہے۔ پھر آپؐ نے
ہاتھ بلند کیا اور فرمایا اللہ سے ڈرو اور خیر و بھلائی سے ملول نہ ہو جاؤ۔
اور اس میں سستی نہ کرو۔ کیونکہ خدا اور اس کا رسولؐ تم سے اور تمہارے
اعمال سے مستغنی ہیں اور تم اللہ کے محتاج ہو اور خداوند عالم نے اپنے
لطف و کرم سے تمہیں جنت میں داخل کرنے کا ایک سبب بنا دیا۔ حضرت
حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ مومن سے محبت کرنا ہزار نیکی کے برابر
ہے اور امیر المومنینؑ سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے
ارشاد فرمایا کہ خدا کی ایسی مخلوق ہے کہ جسے پیدا کیا ہے کہ لوگ اپنی
حاجات میں ان کی پناہ لیتے ہیں۔ وہی محشر کے دن عذاب سے مامون
ہیں۔ آپؑ کے بیٹے جناب امام رضاؑ سے مروی ہے کہ اللہ کے

نزدیک افضل اعمال میں سے گرم دلوں کو ٹھنڈا کرنا اور بھوکے جگروں کو سیر کرنا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی کہ محمدؐ کی جان جس کے قبضۂ قدرت میں ہے کہ وہ بندہ مجھ پر ایمان نہیں لایا جو پیٹ بھر کے سوتے اور اُس کا بھائی یا فرمایا اُس کا مسلمان پڑوسی بھوکا ہو۔ اور نبی کریمؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو کسی مومن کو لباس پہنائے تو خداوند عالم اسے ہزار بہشتی حلے پہنائے گا اور اس کی ہزار حاجت پوری کرے گا۔ اور خداوند عالم اس کے لیے سات سال کی عبادت لکھ دے گا۔ اور اُس کے سب گناہ معاف کر دے گا۔ اگرچہ وہ آسمانوں کے ستاروں سے زائد ہوں اور قیامت کے دن خداوند عالم اسے ہزار شہیدوں کا ثواب دے گا اور اس کی شادی ہزار حور سے کرے گا۔ اور خداوند عالم اس کے لیے جہنم سے برأت کا پروانہ اور پل صراط سے گزرنے کا گزرنامہ لکھ دے گا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا جب ایک دوسرے کی ملاقات کرو تو سلام اور مصافحہ کے ساتھ ملو۔ اور جب ایک دوسرے سے جدا ہونے لگو تو استغفار کے ساتھ (یعنی ایک دوسرے کے لیے طلب مغفرت کر کے) جدا ہو اور امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کی حاجت برآری کے لیے جاتا ہے تو پچہتر ہزار فرشتوں سے خدا اُس پر سایہ کرتا ہے اور وہ جو قدم اُٹھاتا ہے اُس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کا ایک گناہ گرا دیتا ہے اور اس سے اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور جب وہ اُس کی حاجت سے فارغ ہو جاتا ہے تو خداوند عالم اُس کے لیے جتنی حاجتیں اُس کی پوری کی ہیں ان کے بدلے حج و عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھتا ہے۔ صادقؑ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے

مومن بھائی کی حاجت و ضرورت کے لیے چلے تو اللہ کے نزدیک اس کا یہ کام
ہزار غلام آزاد کرانے اور ہزار گھوڑا زین و لجام کے ساتھ اللہ کی راہ میں بھیجنے
سے زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت میں اللہ
کی رضا کے لیے کوشش کرے تو خداوندِ عالم اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ
دے گا۔ جن کے ذریعہ وہ اپنے رشتہ داروں پڑوسیوں، بھائیوں اور جان
پہچان والوں کو بخشوائے گا۔ فرمایا جو شخص اپنے مصیبت زدہ مومن بھائی کی
اس کے سخت وقت میں اعانت کرے اور اس کی مصیبت کو دور کر دے
اور اس کی حاجت کے پورا ہونے میں اس کی مدد کرے تو خداوندِ عالم اس سے
اس کے لیے بہتر رحمتیں لکھ دے گا جن میں سے ایک جلدی سے اسے ملے گی
جس سے اس کا امر معاش درست ہو جائے گا۔ اور اکہتر اس کے لیے قیامت
کی گھبرا دینے والی چیزوں اور ہولناکیوں کے لیے ذخیرہ کر دے گا۔ فرمایا جو شخص
کسی مومن کی مصیبت کو دور کرے اور وہ تنگدست ہو تو خداوندِ عالم اس کی
دنیا و آخرت کی حاجات کو آسان کر دے گا۔ فرمایا جو کسی مومن بھوکے مسلم کو
سیر کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہے اور جو کسی کافر بھوکے کو سیر کرے تو
اللہ پر حق ہے کہ اس کے پیٹ کو حنظل سے پُر کرے۔ فرمایا اگر میں ایک مسلمان
گھرانے کو سیر کر دوں تو اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں لوگوں کے
افق کو سیر کروں۔ میں نے عرض کیا افق کیا ہے۔ فرمایا ایک لاکھ یا اس سے زیادہ
امام محمد باقر نے فرمایا جو تین مسلمانوں کو کھانا کھلائے تو خداوندِ عالم ملکوت سماء
میں سے تین جنتوں کے کھانے کھلائے گا۔ فردوس، جنت عدن اور طوبی

حضرت علیؑ نے فرمایا جس مرد مومن کے گھر میں مومنین آئیں اور وہ انہیں کھانا کھلائے اور سیر کرے تو یہ عمل غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ امام زین العابدینؑ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی بھوکے مومن کو کھانا کھلائے تو خداوند عالم اُسے جنت کے میوے کھلائے گا۔ اور جو کسی پیاسے مومن کو سیراب کرے تو خداوند عالم اسے بہترین سربمہر شراب سے سیراب کرے گا۔ صادقؑ سے مروی ہے کہ جو کسی مومن کو کھانا کھلائے یہاں تک کہ وہ سیر ہو جائے تو مخلوق خدا میں سے ملک مقرب اور نبی مرسل تک کو سوائے ذات خدا کے کسی کو معلوم نہیں کہ اُسے آخرت میں کیا اجر ملے گا۔ پھر فرمایا بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا اسباب مغفرت میں سے ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے یا بھوک والے دن کسی قریبی یتیم کو یا خاک آلودہ مسکین کو کھانا کھلائے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص کسی مومن کو ایسی جگہ پانی پلائے جہاں پانی عام مل سکتا ہو تو خداوند عالم ہر گھونٹ کے بدلے اُسے ستر ہزار نیکیاں عطا کرے گا۔ اور جو ایسی جگہ سیراب کرے۔ جہاں پانی نہ مل سکتا ہو تو گویا اس نے اولاد اسماعیلؑ میں سے دس غلاموں کو آزاد کیا ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کسی مومن کو کھانا کھلانا اللہ کے نزدیک دس غلام آزاد کرنے اور دس حجوں سے زیادہ محبوب ہے اور جو اُسے لباس پہنائے سردی کا لباس یا گرمی کا تو خدا پر حق ہے کہ وہ اُسے جنت کا لباس پہنائے اور اس پر سکرات موت کو آسان کر دے اور اس کی قبر میں وسعت دے دے اور جب قبر سے نکلے تو ملائکہ آکر اُسے خوش خبری دیں گے جس طرح خدا فرماتا ہے کہ ملائکہ ان سے ملاقات کریں گے (اور کہیں گے) کہ

ڈرو اور نہ محزون رہو اور تمھیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو جب وہ ننگا ہو لباس پہنائے تو خدا اس کو استبرق جنت میں سے پہنائے گا۔ اور جو اسے تونگری کی حالت میں لباس پہنائے تو وہ ہمیشہ خدا کی پردہ پوشی میں رہتا ہے۔ جب تک اس کپڑے کا کوئی ٹکڑا باقی رہے۔ آپ نے فرمایا جو کسی مسلمان فقیر کو لباس پہنائے جب کہ وہ ننگا ہو یا کسی چیز میں اس کی اعانت کرے جو اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہو اس کی معیشت میں سے تو خداوند عالم اس کے ساتھ سات ہزار فرشتے موکل کر دیتا ہے۔ جو اس کے لیے استغفار کریں گے اس کے ہر گناہ سے جو وہ کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ صور پھونکا جائے گا وارد ہوا ہے کہ ایک مشرک نے کسی مومن کے ساتھ کچھ لطف و مہربانی کی۔ جب وہ مر گیا تو خداوند عالم نے اس کی طرف وحی کی کہ اگر میری جنت میں کسی مشرک کا مسکن ہوتا تو میں تجھے ضرور اس میں سکونت دیتا۔ لیکن یہ اس کے لیے حرام ہے جو مشرک ہو کر مرے۔ لیکن اسے آگ اس کے سامنے تو دو۔ لیکن اسے اذیت و تکلیف نہ پہنچا۔ فرمایا دن کے دونوں کناروں پہ اس کا رزق آتا ہے جہاں سے خدا چاہتا ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا جو کسی مومن کو خوش کرے۔ خداوند عالم اس کے لیے اس خوشی کی ایک شکل بنا دیتا ہے۔ جو اس کے ساتھ ہر خوفناک موقعہ پہ رہتی ہے اور اسے جنت کی خوشخبری دیتی ہے۔

سینتالیسواں باب

دُعا اس کی برکت اور فضیلت

خداوند عالم فرماتا ہے مجھے بلاؤ میں تمہاری دُعا کو قبول کروں گا۔ اور خداوند عالم فرماتا ہے یا وہ جو مضطر کی دُعا کو قبول کرتا ہے اور بُرائی کو اُس سے دُور کرتا ہے فرمایا جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔ عنقریب ذلیل ہو کر وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔ یعنی مجھ سے دُعا کرنے سے) فرمایا تجھ سے پہلے ہم نے اقوام کی طرف انبیاء بھیجے اور سختی و شدت کے ساتھ ان کی گرفت کی تاکہ وہ تضرع و زاری کریں۔ فرمایا جب اُن پر سختی آتی ہے تو وہ تضرع و زاری کیوں نہیں کرتے۔ بلکہ اُن کے دل تو سخت ہو جاتے ہیں۔ فرمایا تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں سے کون نجات دیتا ہے کہ جسے تم تضرع و زاری کے ساتھ پکار اور چھپ چھپ کے اُس سے دُعا کرتے ہو۔ اور خداوند عالم نے ایک قوم کی دُعا کرنے پر مدح کی ہے۔ پس فرمایا یہ لوگ خیرات کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہم سے رغبت کرتے اور ڈرتے ہوئے دُعا کرتے تھے۔ اور ہمارے سامنے خشوع و خضوع کرتے تھے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ افضل عبادت دُعا ہے۔ فرمایا دُعا عبادت کا گودا ہے۔ فرمایا جب خدا کسی بندے کو دُعا کی اجازت دیتا ہے تو اپنی رحمت کی طرف قبولیت کا دروازہ اس کے لیے کھول دیتا ہے۔ اور دُعا کرتے رہتے کوئی ہلاک ہونے والا ہرگز ہلاک نہیں ہوتا اور اس میں

نہیں کہ خدا غضبناک ہوتا ہے جب اس سے سوال نہ کیا جائے۔ لہٰذا تم میں
سے ہر ایک اپنے مالک سے سوال کرے یہاں تک کہ جوتے کے تسمے کے
متعلق بھی جب وہ ٹوٹ جائے اور یہ کہ مومن کا ہتھیار دعا ہے۔ فرمایا کہ خدا
اپنے بندے کو مبتلا کرتا ہے تاکہ اس کی دعا اور تضرع و زاری کو سنے۔
امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ خداوند عالم اپنے بندے کے لیے
دعا کا دروازہ تو کھول دے اور قبولیت کا دروازہ اس کے لیے بند کر دے
حالانکہ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرتا ہوں۔ اور یہ نہیں ہو سکتا
کہ خدا توبہ کا دروازہ کھول کر مغفرت کا دروازہ بند کر دے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے
کہ وہ وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف
کر دیتا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا شکر کا دروازہ کھول دے اور زیادتی
کا دروازہ بند کر دے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ اگر تم شکر کرو تو میں ضرور زیادہ
دوں گا اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ توکل کا دروازہ تو کھول دے اور توکل کرنے
والے کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی ذریعہ نہ قرار دے۔ کیونکہ خدا فرماتا
ہے جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہ اس کے لیے (مصائب سے) نکلنے کا
راستہ قرار دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہیں
ہوتا اور جو اللہ پر توکل کرے تو خدا اس کے لیے کافی ہے اور فرمایا دعا حتمی
قضا کو روک دیتی ہے۔ فرمایا ہے اس بات کی کوشش ہو کہ اس سے مصیبت
چھٹ جائے تو وہ زیادہ دعا کرے اور یہ کہ چاہیے کہ وہ پورے اہتمام
خشوع کرنے والے دل اور خالص نیت اور خشوع کرنے والے بدن اور

اظہارِ ذلت کرنے والے اعضاء و جوارح اور قبولیت پر یقین واثق کے ساتھ دعا کرے تاکہ خدا کا یہ قول صادق آئے کہ مجھ سے دعا کرو تو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں۔ جب کہ اس کا دل غیر خدا کے ساتھ مشغول نہ ہو امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ دعا کی چار شرطیں ہیں پہلی یہ کہ نیت حاضر ہو۔ دوسری یہ کہ دل میں خلوص ہو۔ تیسری یہ کہ جس سے سوال کر رہا ہے۔ اس کی معرفت رکھتا ہو۔ چوتھی یہ کہ سوال کرنے میں منصف ہو۔ کیونکہ روایت ہے کہ حضرت موسیٰؑ ایک شخص کے قریب سے گزرے جو سجدے میں گریہ دعا اور تضرع و زاری کر رہا تھا۔ جناب موسیٰؑ نے عرض کیا خدایا اگر اس بندہ کی حاجت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اس کو پورا کرتا۔ خداوند عالم نے ان کی طرف وحی کی۔ اے موسیٰؑ یہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔ اور اس کا دل اس کی بھیڑ بکریوں میں لگا ہوا ہے۔ لہٰذا اگر یہ اتنا طویل سجدہ کرے کہ جس سے اس کی کمر ٹوٹ جائے اور اس کی آنکھیں پھوٹ جائیں تو بھی میں اس کی دعا قبول نہیں کروں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب تک یہ اس حالت سے منتقل نہ ہو جو میری مبغوض ہے۔ اس کی طرف جسے میں پسند کرتا ہوں اور خداوند عالم فرماتا ہے کہ میرا بندہ کسی حاجت کی مجھ سے دعا کرتا ہے پس میں اس کے پورے کرنے کا حکم دے دیتا ہوں۔ پھر وہ گناہ کر لیتا ہے تو میں فرشتے سے کہتا ہوں کہ میرا بندہ گناہ کر کے میری ناراضگی کا نشانہ بن چکا ہے پس لہٰذا یہ محروم رہنے کا مستحق ہو گیا ہے۔ کیونکہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ میری اطاعت کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ بندہ اپنے ہاتھ بارگاہ الٰہی میں

بلند کرتا ہے۔ حالانکہ اس کا کھانا حرام ہوتا ہے۔ پس اس کی دعا کیسے قبول
ہو جب کہ اس کی یہ حالت ہے۔ فرمایا تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے
دنیا و آخرت کی خیر حاصل ہو سکتی ہے۔ نعمت کے وقت شکر کرنا۔ شدت
کے وقت صبر کرنا اور مصیبت کے وقت دعا کرنا۔ اور امیر المومنینؑ نے
فرمایا جب لوگوں سے نعمتیں زائل ہو جائیں اور تکلیفیں نازل ہوں۔ اگر
اس وقت پورے شوق سے اور سچی نیتوں کے ساتھ اور خالص دلوں کے
ساتھ خدا سے پناہ لیں تو ہر بھاگی ہوئی نعمت اور ان کے ہر فاسد کی اصلاح
کر دیتا ہے۔ لیکن لوگ تو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ لہٰذا
وہ ان سے چھین جاتی ہیں اور خدا تو اس شرط پر نعمتیں عطا کرتا ہے کہ ان کا
شکر ادا کیا جائے۔ اور ان میں جو حقوق ہیں ان پر قیام کریں۔ اور جب
کوئی بالغ و عاقل انہیں چھوڑ دے تو خدا کو نعمت کے تغیر و تبدل کا حق
ہے۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ بیمار ہو جانا بدن کی زکوٰۃ ہے اور نیکی کرنا
نعمتوں کی زکوٰۃ ہے اور ہر نعمت سے ہی نیکی کی جاتی ہے۔ نعمت کے چھین
جانے کا خرچ کس قدر بہ تغیر نعمت سے محفوظ رکھتا ہے۔ فرمایا خدا کی قسم خدا
کسی قوم سے نعمتوں کو نہیں چھینتا۔ مگر ان گناہوں کی وجہ سے جن کا وہ
ارتکاب کرتے ہیں۔ پس نعمتوں کو شکر کر کے روک رکھو اور اطاعت کے ساتھ
انہیں قید کر لو۔ اور دعا رحمت کی چابی ہے اور پرہیزگاروں کا چراغ ہے
اور عبادت کرنے والوں کا شوق ہے اور قبولیت رحمت کے زیادہ قریب
لوگوں میں سے اطاعت کرنے والا مشغول ہے۔ کہ جن کے لیے اس چیز سے

کوئی چارہ کار نہیں کہ جس کا اس نے سوال کیا ہے۔ یعنی دعا جب صبر ختم ہو
جائے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا جب صبر ختم ہو جاتا ہے تو کشائش آجاتی ہے۔
ایک عورت حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو کہنے لگی اے فرزند
رسولؐ میرا بیٹا سفر پر گیا ہوا ہے اور اس کی غیبت طویل ہو گئی ہے اور
میرا شوق اس کے لیے شدت اختیار کر گیا ہے۔ پس آپؑ میرے لیے دعا کریں
آپؑ نے فرمایا تجھ پر لازم ہے کہ صبر کرو۔ وہ عورت چلی گئی اور صبر کرنے لگی
اس کے بعد پھر آئی اور آپؑ سے شکایت کی۔ آپؑ نے اس سے فرمایا صبر کر
وہ صبر کو بروئے کار لائی۔ پھر آپؑ کے پاس آئی اور اپنے بیٹے کی غیبت
کی طوالت کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تجھ پر صبر
کرنا ضروری ہے۔ تو وہ کہنے لگی اے فرزند رسولؐ کب تک صبر کروں۔ اب
صبر ختم ہو گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا تو اپنے گھر کی طرف پلٹ جا۔ وہاں تجھے
اپنا بیٹا ملے گا۔ جو سفر سے واپس آچکا ہے۔ پس وہ گئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس
کا بیٹا سفر سے واپس آگیا ہے تو اسے لے کر آنحضرتؑ کی خدمت میں حاضر
ہوئی اور عرض کیا اے فرزند رسولؐ کیا رسول اللہؐ کے بعد بھی وحی آسکتی ہے
فرمایا نہیں۔ لیکن خود حضورؐ فرما گئے ہیں کہ صبر ختم ہو جانے پر کشائش ہے جب
تو نے کہا کہ صبر ختم ہو گیا ہے تو میں نے جانا کہ خداوند عالم نے تیری تکلیف ختم
کر دی ہے تیرے بیٹے کے آجانے کے ساتھ۔ اور دعا کا معنی ہے بندے
کا اللہ کی بارگاہ میں فقر و فاقہ کا اظہار کرنا ذلت و خواری اور تضرع و زاری
و خضوع کے ساتھ جب بندہ یہ کرتا ہے تو جو کچھ عبدیت کی وجہ سے اس

لازم تھا وہ اس نے کر دیا اب اللہ کی مشیت اس کے قبول کرنے میں کارفرما ہوتی ہے۔ جتنا وہ بندے کی مصلحت سمجھتا ہے اور جس کو اس کا عدل و حکمت اقتضاء کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کا جود و کرم۔ اس کی حکمت و مصلحت سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اور خداوندِ عالم بخل کی وجہ سے منع نہیں کرتا اور اور نہ فقر کی وجہ سے بلکہ مصلحت اور جو اس کی حکمت اقتضاء کرتی ہے نہ بندے کے سوال کرنے پر کہ جو اس کے دل میں آتے اور اس میں خواہش پیدا ہو۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے اور اگر حق ان کی خواہشات کی اتباع کرے تو آسمان و زمین اور جو چیزیں ان میں ہیں وہ فاسد ہو جائیں کیونکہ دُعا کرنے والا دُعا کرتا ہے۔ اس چیز کے متعلق کہ جسے وہ اپنے لیے بہتر سمجھتا ہے۔ لیکن خدا وہ کرتا ہے۔ جسے وہ جانتا ہے۔ مثلاً ایک شخص دُعا کرتا ہے کہ خدا اُسے مال و زر دے دے۔ حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ اس سے سرکش ہو جائے گا۔ پس وہ اُسے روک دیتا ہے۔ اس پر شفقت و رحمت کی بنا پر پس منزّہ ہے۔ وہ ذات جس کی عطا و کرم اور نہ دینا فضل ہے۔ اور جو شخص زیادہ دعا ذکر و شکر اور حمد و ثناء الٰہی کرے تو خداوندِ عالم اس سے بہتر اسے دیتا ہے کہ جو وہ سوال کرنے والوں کو دیتا ہے۔ کیونکہ خداوندِ عالم اپنی ایک کتاب میں فرماتا ہے۔ جب میرا ذکر میرے بندے کو مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھے تو میں اس کو اس سے افضل دیتا ہوں جو سوال کرنے والوں کو دیا کرتا ہوں اور دُعا مانگنے والے کو چاہیے کہ جو کچھ اپنی زبان سے سوال کر رہا ہے وہ دل سے اس پر راضی ہو جو

اس کے نفع یا نقصان میں خدا کی طرف سے جاری ہے اور امید و رضا کے درمیان جمع کرے اور بندے کو ملول نہیں ہونا چاہیے اور دعا کو طول دینا افضل ہے۔ جب تک کہ واجب نماز کا وقت تنگ نہ ہو۔

روایت میں ہے کہ خدا دوست رکھتا ہے۔ کہ وہ اپنے بندے کی آواز اور دعا کو سُنے وہ اس کی دُعا کے قبول کرنے میں تاخیر کر دیتا ہے اور کہتا ہے اے جبرئیلؑ اس کی حاجت کو مؤخر کر دو۔ کیونکہ میں اس کی تضرع و زاری اور اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں اور جب کسی بندے کی آواز کا سُننا اسے ناپسند ہو تو فرماتا ہے اے جبرئیلؑ اس کی حاجت جلدی پوری کر دو۔ کیونکہ مجھے بُرا لگتا ہے کہ میں اُس کی آواز سنوں جبکہ وہ نافرمان ہے۔ اور ایک بندہ خدا سے دُعا مانگتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے ناراض ہے۔ پس وہ اسے رد کر دیتا ہے۔ پھر دعا مانگتا ہے وہ رد کر دیتا ہے۔ پھر وہ مانگتا ہے تو وہ ارشاد ہوتا ہے کہ میرا بندہ اس سے انکاری ہے کہ وہ میرے غیر سے سوال کرے۔ پس میں نے اس کی دعا قبول کر لی ہے۔ لہٰذا تمھیں قبولیتِ دُعا کی تاخیر سے مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جنابِ موسٰیؑ اور ہارونؑ نے فرعونؑ کے متعلق جو دُعا کی تھی۔ اس اور اس کے قبول ہونے کے درمیان چالیس سال کا عرصہ تھا۔ خدا وند عالم ان کے لیے فرماتا ہے کہ تمھاری دُعا قبول کر لی گئی ہے۔

روایت ہے رسُول اللہؐ کے زمانہ میں ایک تاجر تھا جو مدینہ سے شام کی طرف سفر کیا کرتا تھا اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے قافلوں کے ساتھ نہ

تھا۔ ایک دفعہ ایک ڈاکو راستہ میں اس سے متعرض ہوا اور اس پر
ا تو یہ ٹھہر گیا۔ اور اس سے کہنے لگا کہ مال لے لو اور مجھے چھوڑ دو۔ وہ
لگا میں تیری جان لینے سے بے پرواہ نہیں ہوں۔ تو اس نے کہا کہ
اتنی مہلت دے کہ وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھ لوں۔ وہ کہنے
جو چاہو کرلو۔ پس اس نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے بعد ہاتھ آسمان
طرف بلند کئے۔ اور یہ دعا پڑھنے لگا۔

یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ
الْبَطْشِ الشَّدِیْدِ یَا فَعَّالًا لِّمَا یُرِیْدُ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَ
جْهِكَ الَّذِیْ مَلَاءَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَاَسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ
الَّتِیْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِكَ وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ
وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ یَا
مُغِیْثُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَغِثْنِیْ۔ اچانک

سوار آیا جو خاکستری گھوڑے پر سوار تھا کہ جس کا لباس سبز تھا۔
اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ پس اس نے اس ڈاکو پر حملہ کیا
نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ پھر تاجر سے کہنے لگا تمہیں معلوم رہے کہ
تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب تو نے دعا مانگی تو ہم نے آسمانوں کے
دروازوں کے کھلنے کی آواز سنی اور جبرئیل نازل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اسے
قتل کروں اور جان لے اے اللہ کے بندے جو بھی مصیبت زدہ اور محزون شخص
بھی یہ دعا پڑھے گا تو خداوند عالم اس کی مصیبت کو دور کر دے گا اور اس کی

فریاد رسی کرے گا۔ جب وہ مدینہ میں صحیح و سالم واپس آیا تو اس نے نبی کریمؐ کو یہ واقعہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے تجھے اپنے اسمائے حسنیٰ کی تلقین کی ہے جب ان کے واسطہ سے دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب سوال کیا جائے تو عطا کرتا ہے۔ اس کتاب کا مصنف خدا کی رحمت واسطے اس کے شامل حال ہو۔ کہتا ہے کہ شرائطِ دعا اور اس کے آداب میں سے یہ ہے کہ بندہ اپنے ذہن و ذیرکی کو حاضر رکھے۔ اور اس کا دل غیر خدا کے ساتھ مشغول نہ ہو کیونکہ نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ خدا اس بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل غافل ہو۔ اور اس کے شرائط میں سے یہ ہے کہ بندے کا کھانا اور لباس حلال سے ہو۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ خدا تو صرف متقیوں سے قبول کرتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے عرض کیا کہ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں۔ اور ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا تم اس کو پکارتے ہو جس سے ڈرتے نہیں۔ اور اس کی نافرمانی کرتے ہو۔ پس تمہاری دعا وہ کیسے قبول کرے۔ عثمان بن عیسیٰ نے اس سے بیان کیا ہے۔ جس نے اسے صادقؑ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ میں کتاب خدا کی دو آیتوں کو ڈھونڈتا ہوں اور وہ مجھے نہیں ملتیں۔ فرمایا وہ کونسی ہیں۔ میں نے عرض کیا خدا کا ارشاد ہے مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کرتا ہوں۔ ہم دعا کرتے ہیں اور قبولیتِ دعا نظر نہیں آتی تو آپؑ نے فرمایا کیا تو سمجھتا ہے کہ خدا خلاف وعدہ کرتا ہے۔ میں نے کہا نہیں فرمایا پھر یہ کس کی طرف سے ہے۔ میں نے کہا معلوم نہیں۔ فرمایا لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں۔ جو شخص خدا کی اطاعت ان امور میں کرے جن کا وہ حکم دیتا

۔ پھر اس سے دعا کرے جو دعا کرنے کا طریقہ ہے تو وہ قبول کرتا ہے۔
نے عرض کیا وہ دعا کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ فرمایا حمد خدا سے ابتداء کرو اور
ان کی نعمتیں جو تم پر ہیں انہیں یاد کرو، پھر ان کا شکریہ ادا کرو۔ پھر
لام پر درود بھیجو۔ پھر اپنے گناہوں کو یاد کرو اور ان کا اقرار کرو۔ پھر
سے ان سے استغفار کرو۔ تو یہ ہے دعا کا طریقہ۔ فرمایا دوسری آیت
ی ہے۔ میں نے عرض کیا خدا کا یہ ارشاد کہ جو چیز تم خرچ کرو تو وہ اس
دوسری لائے گا ہے اور میں خرچ کرتا ہوں لیکن اس کی جگہ پر کسی چیز
نہیں پاتا۔ آپ نے فرمایا تو تم یہ سمجھتے ہو کہ خدا خلاف وعدہ کرتا ہے
نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر یہ کس کی طرف سے ہے۔ میں نے کہا مجھے معلوم
ں۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے اگر مال حلال کسب کرے
سے اس کے حق مقام پر خرچ کرے تو ایک درہم بھی جو خرچ کرے گا
اس کی جگہ پر اس کا بدل لائے گا۔ رسول اللہ نے فرمایا جو بندہ خدا سے
ہے کہ جس میں قطع رحمی اور گناہ نہ ہو تو خداوند عالم اسے تین چیزوں
سے ایک ضرور دے گا۔ یا تو اس کی دعا فوراً قبول کرے گا اور یا اس
لیے اسے ذخیرہ قرار دے گا۔ یا اس سے اس جیسی مصیبت ٹال دے گا
نے لگے اے اللہ کے رسول پھر تو وہ زیادہ ہو جائیں گی۔ فرمایا اللہ بہت
زیادہ ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ سب سے زیادہ اور
پاکیزہ ہے تین مرتبہ یہ فرمایا۔ (یعنی خدا کی رحمت کے خزانے بہت
ہیں) اور جو وحی خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کی طرف کی اس میں تھا کہ

میں نے کوئی مخلوق اپنے عبد مومن سے اپنی زیادہ محبوب پیدا نہیں کی اور میں جو اس کو مبتلا کرتا ہوں تو اس چیز کے لیے جو اس کے لیے بہتر ہے اور میں اسے عافیت دیتا ہوں تو اس کے لیے جو اس کے لیے بہتر ہے اور میں جانتا ہوں کہ میرے بندے کے لیے کونسی چیز مناسب ہے۔ پس اسے میری نازل شدہ مصیبت پر صبر اور میری نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تو میں اس کا نام صدیقین کی فہرست میں اپنے ہاں ثبت کروں گا۔ اگر وہ میری مرضی کے مطابق عمل کرے اور میرے حکم کی اطاعت کرے۔ امیرالمومنینؑ سے مروی ہے، خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میری اطاعت کرو اُن چیزوں میں جن کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے اور مجھے نہ سکھاؤ کہ کونسی چیزیں تمہاری مصلحت میں داخل ہیں۔ میں انھیں زیادہ جانتا ہوں اور میں تم پر تمہارے مصالح کے سلسلے میں بخل نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ کے بندو تم مثل بیماروں کے ہو اور خدا تعالیٰ جو عالمین کا مالک ہے، وہ مثل طبیب کے ہے، تو بیماروں کے لیے مناسب وہی ہے جو طبیب عمل کرتا ہے اور اس کی تدبیر کرتا ہے نہ وہ کہ جس کو مریض چاہتا ہے۔ خبردار اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لو تو تم کامیاب ہونے والے لوگوں میں سے ہو جاؤ گے اور صادقؑ سے مروی ہے۔ مجھے مومن پر تعجب آتا ہے کہ جو کچھ اس کے لیے فیصلہ کرتا ہے۔ وہی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ پس اگر اس کو قینچیوں سے کاٹ دیا جائے تو وہی اس کے لیے بہتر ہے اور اگر وہ زمین کے مشرق و مغرب کا مالک ہو جائے تو بھی اس کے لیے اچھا ہے۔ جو وحی حضرت داؤدؑ کی طرف

خوبی اس میں ہے جو تمام دنیا کو چھوڑ کر میری طرف آئے تو میں اس کی کفایت
کرتا ہوں اور جو مجھ سے سوال کرے میں اسے دیتا ہوں اور جو مجھ سے دعا
کرے تو میں قبول کرتا ہوں اور میں اس کی دعا کو تاخیر میں ڈالتا ہوں اور وہ
معلق رہتی ہے اور میں اسے پورا کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ میری قضا و قدر
تمام ہوتی ہے۔ جب وہ تمام ہو جاتی ہے تو میں اس کے سوال کو نافذ کر دیتا
ہوں۔ اور مظلوم سے کہہ دو کہ میں تیری دعا کو خود تاخیر میں ڈالتا ہوں۔ حالانکہ
میں اسے قبول کر لیتا ہوں اس کے خلاف کہ جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے کسی ایک
وجہ کی بناء پر جو تجھ سے پوشیدہ ہیں۔ اور میں ارحم الراحمین اور احکم الحاکمین
ہوں۔ یا تو تو نے کسی شخص پر ظلم کیا ہوتا ہے پس وہ تیرے لیے بد دعا کرتا ہے
تو یہ اس کے بدل ہو جاتی ہے۔ نہ اس میں تیرا نفع اور نہ نقصان ہوتا ہے
اور یا جنت میں تیرے لیے ایک درجہ ہوتا ہے کہ جس تک تو میرے نزدیک
نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک تجھ پر ظلم نہ ہو۔ کیونکہ میں اپنے بندوں کو ان کے
مال و جان میں آزماتا ہوں اور بسا اوقات میں ایک بندے کو بیمار کر دیتا ہوں
اور میں کہتا ہوں کہ اس کی نماز، خدمت اور اس کی آواز جب یہ مصیبت
کی حالت میں مجھے پکارے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ عام نمازیوں کی نماز
سے اور بسا اوقات ایک بندہ نماز پڑھتا ہے اور میں اسے اس کے منہ
پر مار دیتا ہوں اور اس کی آواز سننے سے محجوب ہو جاتا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم
ہے کہ یہ کون شخص ہے۔ اے داؤد! یہ وہ شخص ہے جو مومنین کی خواتین پر
فسق و فجور کی نگاہ سے زیادہ نظر کر کے دیکھتا ہے اور یہ وہ شخص ہے جس سے

اس کا نفس کہتا ہے کہ اگر میں حاکم ہو گیا تو ظلم کرتے ہوئے لوگوں کی گردنیں اڑا دوں گا۔ اے داؤدؑ! اپنی خطا پر اس طرح نوحہ و زاری کر جس طرح پسر مردہ عورت اپنے بیٹے پر نوحہ کرتی ہے۔ اگر تو ان لوگوں کو دیکھے کہ جو لوگوں کا گوشت اپنی زبانوں کے ذریعہ کھاتے ہیں۔ جب کہ ان کی زبانیں پھیل جائیں گی۔ جس طرح چمڑا پھیلایا جاتا ہے اور ان کی زبانوں کے کناروں پر آگ کی میخیں نصب کر دیں گے۔ پھر میں ان پر مسلط کروں گا جو انہیں توبیخ و سرزنش کرے گا پس وہ کہے گا اے جہنمیو یہ فلاں شخص ہے جو لمبی چوڑی باتیں کرتا تھا اسے پہچان لو کتنی طویل رکعتوں میں یہ گریہ کرتا اور خوفِ خدا کا اظہار کرتا جو خدا کے نزدیک دمیے کی پتی کے برابر بھی نہیں۔ جب میں نے اس کے دل کی طرف دیکھا تو میں اسے یوں پاتا ہوں کہ اگر یہ نماز کا سلام دے اور ایک عورت اس کے سامنے آجائے اور وہ اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کرے تو یہ اس کی دعوت کو قبول کر لے۔ اور اگر کوئی مومن اس سے معاملہ کرے تو یہ اس کو دھوکہ دے آپؐ نے دعا میں ہاتھ بلند کرنے کے متعلق فرمایا کہ رغبت (میلان) اس طرح ہے اور آپؐ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کا باطنی حصہ آسمان کی طرف کر دیا۔ اور رہبت اس طرح ہے۔ (خوف خدا) اور ان کا ظاہر آسمان کی طرف کر دیا اور فرمایا اس طرح تضرع و زاری ہے اور آپؐ نے اپنی دونوں انگشتِ شہادت کو بلند کیا اور دائیں بائیں حرکت دی۔ اور فرمایا اس طرح مخلوق سے بے نیاز ہوتا ہے اور شہادت کی انگلیوں کو بلند کر کے سیدھا کر لیا اور گڑگڑانا اس طرح ہے اور ہاتھ پھیلا کر اونچے کر دیئے۔ آپؐ نے فرمایا جو تم میں سے

بارگاہِ خدا میں گڑگڑائے تو ساتھ ساتھ اُس کے آنسو اس کے رخسار پر جاری ہو
اور دعا مانگنے والے کو چاہیے کہ وہ باوضو ہو اور قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے ہو
اور آدابِ دعا میں سے ہے شریف مقامات اور اوقات شریفہ اور نماز
کے بعد اور یہ کہ اس کے ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہو یا ایسی انگوٹھی جس کا نگینہ
عقیق کا ہو۔ کیونکہ روایت ہے کہ وہ ہاتھ رد نہیں ہوتا کہ جس میں عقیق ہو
اور فرمایا جو ہتھیلی خدا کی طرف اٹھتی ہے۔ اس سے محبوب نہیں کہ جس میں
عقیق ہو اور یہ کہ وہ ہتھیلی فقیر و محتاج نہیں ہوتی جس میں عقیق ہو اور وہ
سفر کے لیے امان ہے۔ اور فرمایا دو رکعت نماز جو عقیق کے ساتھ ہو وہ
ان ستر رکعتوں سے افضل ہے جو بغیر عقیق کے ہوں۔ اور فرمایا عقیق پہلا
پہاڑ ہے جس نے اللہ کی عبودیت محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کا
اقرار کیا تھا۔ اور خداوند عالم نے یہ تقدیر کر دیا ہے کہ اس ہاتھ کو رد نہیں
کرے گا کہ جو عقیق کے ساتھ اس کی طرف بلند ہو۔ اور نہ اس پر عذاب
کرے گا۔ اور ایک شخص نابینا ہو گیا تھا۔ اُس نے خدا کی بارگاہ میں اس
کی شکایت کی۔ تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا ہے کہ یہ کہو
یَا قَرِیْبُ - یَا مُجِیْبُ - یَا سَمِیْعُ - یَا بَصِیْرُ یَا لَطِیْفُ یَا خَبِیْرُ
یَا لَطِیْفًا لِمَا یَشَاءُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ رُدَّ
عَلَیَّ بَصَرِیْ۔ تو خداوند عالم نے اسے آنکھوں کی بینائی دوبارہ دے
دی۔ روایت ہے کہ ایک نوجوان خانہ کعبہ کے پردے سے چمٹا ہوا رو رہا
تھا اور کہتا تھا خدایا تیرا کوئی شریک نہیں کہ جس کے پاس جایا جائے۔

اور نہ کوئی وزیر ہے کہ اُسے رشوت دی جائے۔ اور نہ کوئی دربان ہے کہ اُسے
پکارا جائے۔ اگر میں تیری اطاعت کروں تو تیری حمد و فضل ہے اور اگر تیری
نافرمانی کروں تو تیرے لیے حجت و دلیل ہے۔ پس اپنی حجت کو مجھ پر ثابت
کر سکے اور میری حجت کو توڑ کر مجھے بخش دے۔ پس اس نے کسی ہاتف کی آواز
سنی جو کہہ رہا تھا۔ تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا گیا ہے اور بہترین دعا
وہ ہے۔ جسے حزن و ملال ابھاریں اور دکھ درد اس میں حرکت پیدا کریں۔
اور گناہگاروں کی شفاعت کرنے والے ان کے آنسو ہیں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا
تم پر لازم ہے کہ خوفِ خدا سے گریہ کرو۔ ہر آنسو کے بدلے تمہارے لیے
جنت میں ایک گھر تعمیر ہوگا۔ اور کوئی چیز خدا کے نزدیک اُس قطرہ سے بہتر
نہیں جو آنکھ سے آنسو بن کر خوفِ خدا سے نکلے اور وہ خون کا قطرہ جو اللہ کی
راہ میں بہے۔ اور جب خدا کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل
میں حزن و ملال کا ایک گوشہ نصب کر دیتا ہے اور بے شک خدا ہر محزون
دل کو دوست رکھتا ہے اور بہترین دعا وہ ہے جو چھپ کے کی جائے
خدا فرماتا ہے اپنے رب کو تضرع و زاری اور پوشیدگی میں پکارو۔ نبی کریمؐ
نے فرمایا۔ بہترین عبادت وہ ہے جو چھپ کے کی جائے اور فرمایا بہترین
ذکر وہ ہے جو پوشیدہ کیا جائے اور فرمایا پوشیدہ دعا جہری دعا سے ستر گنا
بہتر ہے۔ اور خداوند عالم نے حضرت زکریاؑ کی تعریف کی ہے۔ اس ارشاد کے
ساتھ کہ جب اس نے اپنے رب کو مخفی طور پر پکارا۔ اور رسول اللہؐ نے کچھ
لوگوں کو بلند آواز سے دعا کرتے سنا تو فرمایا اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو کیونکہ تمہارا
پروردگار بہرا نہیں۔

اڑتالیسواں باب

فقر و فاقہ کی فضیلت اور اس کا اچھا انجام

فقراء کی اغنیاء پر فضیلت کا گواہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وہ ارشاد ہے کہ فقراء اغنیاء سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے کہ جس کی مقدار پانچ سو سال ہوگی۔ امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ فقراء مومنین اغنیاء سے چالیس خریف پہلے جنت کے باغات میں لطف اندوز ہو رہے ہوں گے پھر فرمایا میں تمہارے لیے اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ ان کی مثال دو کشتیوں جیسی ہے یہ دونوں کشتیاں ٹیکس لگانے والے کے قریب سے گزریں۔ اس نے ایک کو دیکھا کہ جس میں کوئی چیز نہیں تو کہا کہ اس کو چلنے دو۔ اور دوسری کو دیکھا جو مال اسباب سے پر تھی کہا کہ اسے روک لو۔ صادق نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو دو مومن بندے حساب کے لیے کھڑے کیے جائیں گے جو کہ دونوں اہل جنت میں سے ہوں گے۔ ایک فقیر اور ایک غنی۔ فقیر کہے گا خدایا کس چیز پر مجھ سے حساب لے گا۔ تیری عزت کی قسم تجھے معلوم ہے میں کسی علاقہ کا حاکم و بادشاہ نہیں تھا کہ میں اس میں عدل یا ظلم کرتا اور تو نے کسی مال کا مجھے مالک نہیں بنایا کہ میں اس کا حق ادا کرتا یا اسے روکے رکھتا۔ میرے پاس تو فقط کفاف روزی آتی تھی۔ خداوند عالم فرمائے گا۔ میرا بندہ سچ کہتا ہے اس کو جنت میں داخل کر دو۔ اور غنی اتنی دیر باقی رہے گا کہ اس سے اتنا پسینہ

چلے گا کہ اگر اس سے چالیس اونٹ پیئیں تو سیراب ہو کر نکلیں۔ پھر وہ جنت
میں داخل ہوگا۔ پس فقیر اس سے پوچھے گا کہ کس چیز نے تجھے دیر لگا دی؟ وہ
جواب دے گا کہ حساب کی طوالت۔ خداوندِ عالم مجھ سے ایک چیز کے بعد
دوسری کا حساب کرتا اور بخشتا رہا ہے پھر تیسری کا حساب ہوتا یہاں
تک کہ رحمتِ الٰہی نے مجھے ڈھانپ لیا۔ پس تم کون ہو تو وہ کہے گا۔ میں
وہی فقیر ہوں جو تیرے ساتھ کھڑا تھا مقامِ حساب میں تو غنی کہے گا کہ
نعمتوں نے تیرا حلیہ بدل دیا ہے۔ مجھ سے جدا ہونے کے بعد اور فقیر پہ یہ
عظیم ترین خدا کی نعمت ہے۔ تھوڑا سا حساب اور پھر جنت میں داخل ہو جانا
اور فقیر کی سعادت اور اس کے لیے راحت یہ ہے کہ نہ دنیا میں اس سے کوئی
خراج لیتا ہے اور نہ آخرت میں حساب۔ اور اس کا دل اللہ کو چھوڑ کر ہموم
غنی میں مشغول نہیں ہوتا۔ مثلاً مال کی حفاظت کرنا۔ بادشاہ، چور، ڈاکو
اور حاسد سے ڈرنا کس طرح اس کی تدبیر کرتا ہے۔ کس طرح اس کو بڑھاتا ہے
جائداد کی تعمیر اس پر وکیل کرنا۔ اسے کرایہ پر لینا دینا کی تکالیف جھیلنا۔
زراعت کی تقسیم کرنا۔ سفروں کی زحمتیں جھیلنا۔ اور کشتیوں کا غرق ہو جانا
اور وارث کا اس کی موت کی تمنا کرنا تاکہ وہ اس کے وارث بنیں اور
جب کسی مصیبت سے چھٹکارا پاتا ہے۔ اپنی زندگی کے درمیان تو وہ
اسے ختم کر دیتی ہے اور مرنے کے وقت اس کی اسے حسرت ہوتی ہے اور
آخرت میں طویل حساب لیا جاتا ہے اور اس کا وارث یا تو وہ شخص ہوتا ہے
جو اس کی بیوی سے شادی کرتا ہے۔ یا اس کے بیٹے کی بیوی یا اس کی بیٹی

کا شوہر اُن میں سے کوئی ایک اس کا وارث بنے گا۔ حالانکہ زحمت و مشقت اور اس کا ہم و غم اس کو حاصل تھا کہ جس کی وجہ سے وہ عبادت سے مشغول رہتا۔ اور اس سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ اس کے وہ دشمن جو اُسے کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کر سکتے۔ اور غنی کو ہمیشہ اپنی جان اور مال کا خطرہ رہتا ہے۔ صحراؤں اور میدانوں میں اور اگر سمندر میں ہو تو وہ اور اس کا مال غرق ہو جاتا ہے۔ اور اگر خشکی میں ہو تو راہزن مال اس سے چھین لیتے ہیں اور اُسے قتل کر دیتے ہیں۔ پس وہ ہمیشہ مال اور جان کے خطرے میں مبتلا رہتا ہے۔ اور فقیر خدا کا ہو کے رہ جاتا ہے۔ وہ اتنے پر قناعت کرتا ہے جو اس کی ضرورت کو پورا کرے۔ اور اس کے بدن کو چھپائے رکھے۔ اور بعض علماء کا کہنا کہ فقیر تین چیزوں سے راحت میں ہے کہ جن میں غنی مبتلا ہے۔ پوچھا گیا وہ کونسی ہیں۔ وہ کہنے لگا بادشاہ کے جور، پڑوسیوں کے حسد اور بھائیوں کی چاپلوسی سے بعض کا کہنا ہے۔ فقراء نے تین چیزیں پسند کر لی ہیں یقین۔ دل کا فارغ ہونا اور حساب کی تخفیف اور اغنیاء نے تین چیزیں اختیار کر رکھی ہیں۔ نفس کا زحمت و مشقت میں ہونا۔ دل کا مشغول رہنا اور حساب کا سخت ہونا اور اس میں شک نہیں کہ فقر اولیاء کا زیور اور صالحین کا شعار ہے۔ جو کچھ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی کی اس میں ہے۔ جب فقر کو اپنی طرف بڑھتے دیکھو تو کہو مرحبا اے شعار صالحین اور جب غنیٰ کو آگے بڑھتے دیکھو تو کہو ایسا گناہ ہے جس کی سزا جلدی مل رہی ہے۔ پھر انبیاء کے واقعات

اور ان کے خصوصیات میں غور و فکر کرو۔ کس قدر تنگدستی میں وہ زندگی گزارتے تھے۔ پس یہ ہیں موسیٰ کلیم اللہ کہ جنھیں خداوند عالم نے اپنی وحی اور کلام کے لیے منتخب کیا تھا۔ کمزوری کی وجہ سے جنگل کی گھاس کی سبزی ان کے شکم کے باہر والے چمڑے سے نظر آتی تھی اور جب انھوں نے سائے میں پناہ لی تھی تو اپنی اس مناجات میں (خدایا جو کچھ مصیبت تو نے مجھ پر نازل کی ہے اس میں خیر کا محتاج ہوں) صرف ایک روٹی کا سوال کیا تھا کیونکہ آپ زمین کی سبزی کھاتے تھے۔ روایت ہے کہ ایک دن جناب موسیٰ نے عرض کیا خدایا میں بھوکا ہوں۔ ارشاد ہوا میں تیری بھوک کو جانتا ہوں۔ عرض کیا پالنے والے مجھے کھانا کھلا۔ جواب ملا جب میں چاہوں گا۔ اور موسیٰ کی طرف وحی ہوئی کہ فقیر وہ ہے جس کا مجھ جیسا کفیل نہ ہو اور بیمار وہ ہے جس کا میرے جیسا طبیب نہ ہو اور غریب و اجنبی وہ ہے جس کا میرے جیسا مونس و مددگار نہ ہو۔ روایت ہے کہ اے میرے دوست موسیٰ تھوڑے سے جو کہ جن سے تو اپنی بھوک کو روک سکے اور اتنے کپڑے پر کہ جس سے تو اپنی شرمگاہ کو چھپا سکے راضی رہ اور مصائب پر صبر کر اور جب تو دنیا کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھے تو کہو کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ؛ ایسی سزا ہے جو دنیا میں مل رہی ہے اور جب دنیا کو پشت پھیرتے ہوئے دیکھو تو کہو مرحبا اے صالحین کے اشعار اے موسیٰ تعجب نہ کرو اس سے جو فرعون کو دیا گیا ہے اور جس سے وہ محظوظ رہا ہے۔ یہ تو زندگانی دنیا کی خوبصورتی ہے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ تھے۔

چونکہ کہا کرتے تھے کہ میرے نوکر میرے دونوں ہاتھ ہیں، اور میری سواری میرے
دونوں پاؤں ہیں اور میرا بستر زمین ہے اور میرا تکیہ پتھر ہے اور میرے لیے
بھوک لگنے پر کھانے والی چیز مشارق زمین ہیں اور رات کو میرا چراغ چاند
ہے اور میرا پیالہ کچکول ہے اور میرا اوڑھنا لباس خوف خدا ہے اور میرا
لباس پشم ہے۔ میرے میوے اور تحفے وہ چیزیں ہیں جو چوپائیوں اور
چرندوں کے لیے زمین سے اگتی ہیں۔ میں رات گزارتا ہوں تو میرے پاس
کوئی چیز نہیں ہوتی اور میں صبح کرتا ہوں، میری کوئی چیز نہیں ہوتی اور
روئے زمین پر مجھ سے زیادہ کوئی غنی و تونگر نہیں اور جناب نوح باوجودیکہ وہ
شیخ المرسلین ہیں۔ اور دنیا میں کافی زیادہ مدت زندہ رہے ہیں۔ بعض
روایات میں ہے کہ وہ اڑھائی ہزار سال زندہ رہے۔ تو دنیا سے اس
حالت میں گئے کہ انھوں نے اس میں کوئی گھر تعمیر نہیں کیا تھا اور جب صبح
کرتے تو کہتے شام نہیں ہونے پائے گی۔ اور جب شام ہوتی تو کہتے صبح
نہیں ہوگی۔ اور اسی طرح ہمارے نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ
دنیا سے کوچ کرنے لگے تو اینٹ پہ اینٹ نہیں رکھی۔ آپ نے اپنے ایک
صحابی کو دیکھا کہ جو چونے اور اینٹوں سے مکان تعمیر کر رہا تھا۔ تو فرمایا معاملہ
اس سے زیادہ جلدی کا ہے اور جناب ابراہیم جد الانبیاء تھے ان کا لباس
پشم کا اور کھانا جو کا تھا اور یحییٰ بن زکریا کا لباس ریشہ خرما کا اور کھانا
درختوں کے پتے تھے۔ اور جناب سلیمان باوجود اس ملک و سلطنت کے
بالوں کا لباس پہنتے اور جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو اپنے ہاتھ گردن

سے باندھ دیتے اور ساری رات کھڑے ہو کر گریہ کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور آپؑ کی روزی کا ذریعہ کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں تھیں جنھیں وہ اپنے ہاتھ سے بناتے اور ملک و سلطنت کا سوال تو اللہ سے اس لیے کیا تھا تاکہ کافر بادشاہوں پر قوت و غلبہ حاصل کریں اور انھیں اس کے ذریعہ مغلوب کریں اور بعض کہتے ہیں کہ سلیمانؑ نے قناعت کا سوال کیا تھا اور باقی رہے سید البشر محمد مصطفےٰؐ تو تمھیں معلوم ہے کہ آپؐ کا کھانا اور لباس کیا تھا اور کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپؐ کو بھوک لگی تو آپؐ نے اپنے شکم پر پتھر رکھ دیا۔ پھر فرمایا بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے نفس کو مکرم و محترم سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اس کو ذلیل کر رہے ہوتے ہیں اور بہت سے اشخاص جو اپنے نفوس کو ظاہراً ذلیل کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اس کو مکرم بنا دیتے ہیں۔ یاد رکھو کتنے نفوس ہیں جو دنیا میں بھوکے ننگے ہوتے ہیں اور آخرت میں قیامت کے دن کھانا کھا رہے ہوں گے اور ناز و نعمت میں ہوں گے اور یاد رکھو کہ کتنے نفوس ہیں جو دنیا میں بہترین لباس پہنتے اور نعمات میں رہتے ہیں اور آخرت میں وہ بھوکے ننگے ہوں گے۔ خبردار بہت سے مال دنیا میں گھسنے والے اور جو کچھ خدا وند عالم نے اپنے رسولؐ کو مال فئی میں سے دیا ہے اس سے منعم اور لذت حاصل کرنے والے ایسے ہیں کہ جن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ خبردار اہل جنت کا عمل ایک اونچی جنت ہے۔ اور اہل جہنم کا عمل شہوت کے ساتھ ایک معمولی ٹکڑا ہے یاد رکھو لیکن اوقات ایک لحظہ کی شہوت قیامت کے دن کے طویل حزن کا سبب

فنی ہے اور باقی رہنے والی ہے علیؑ سید الوصیین تاج العارفین اور سب جہانوں کے رسولؐ کے ہمسر تھے ان کا حال زہد اور عشق الٰہی میں آئے۔ اس سے زیادہ واضح ہے کہ اسے بیان کیا جائے۔ سوید بن غفلہ کہتا ہے کہ میں امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپؑ کی بیعت خلافت کی جا چکی تھی۔ آپؑ ایک چھوٹی سی چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اس کے علاوہ اس کمرے میں کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ آپ کے قبضہ میں بیت المال ہے اور میں آپؑ کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھ رہا جس کی گھر کے لیے ضرورت ہوتی ہے تو آپؑ نے فرمایا اے ابن غفلہ جس گھر سے منتقل ہونا ہو اس کے کمرے کو اثاث البیت سے نہیں سجایا جاتا اور ہمارا ایک گھر ہے کہ جس کی طرف ہم اپنا بہترین مال منتقل کر چکے ہیں اور ہم عنقریب اسی کی طرف جانے والے ہیں اور آپؑ جب لباس خریدنا چاہتے تو بازار میں جاتے اور دو قمیض خرید کرتے۔ اور قنبرؓ کو اختیار دیتے کہ ان میں سے جو بہتر ہے وہ تم لے لو اور دوسرا خود پہن لیتے۔ پھر آپؑ کاٹنے والے کے پاس آتے جبکہ اس قمیض کی ایک آستین لمبی ہوتی تو فرماتے کہ جتنا آگے بڑھی ہے اس کو کاٹ لو اور فرماتے کہ یہ کسی اور ضرورت میں خرچ ہو جائے گی اور دوسری آستین اپنی حالت پر رہتی اور فرماتے اس میں ہم حسنؑ و حسینؑ کے لیے بازار سے سامان لے آیا کریں گے۔ پس عقلمند کو صاف و شفاف آنکھ اور ایسے ہی روشن فکر کے ساتھ دیکھنا چاہیے۔ اگر دنیا میں کوئی چیز ہوتی اور اس کی زیادتی بہتر ہوتی تو ان عقلاء روزگار سے نہ چھوٹتی جو کہ شواہد حقہ کا تماشا اور ...

کی جنت میں - باقی لوگوں پر بلکہ انھوں نے اس سلسلے دور رہ کر قرب الٰہی حاصل کیا ہے ۔ یہاں تک کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا - میں نے تجھے تین طلاق دی ہیں کہ جن میں رجوع نہیں ہو سکتا - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زہد دنیا جیسی خدا کی کوئی عبادت نہیں اور روایت ہے کہ خداوند عالم قیامت کے دن فقراء سے کہے گا - میں نے تمہیں اس لیے فقیر نہیں بنایا کہ تم میری نگاہ میں حقیر و ذلیل تھے - بلکہ اس چیز کے لیے ایسا کیا ہے جو تمہارے لیے بہتر تھی - اور بعض کتب میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ افسوس ہے تم پر میں نے غنی کو اس کی کرامت و بزرگی کی وجہ سے غنی نہیں بنایا اور فقیر کو اس کی ذلت اور پستی کی وجہ سے فقیر نہیں رکھا - بلکہ میں نے اغنیاء کا فقراء کے ذریعہ امتحان لیا ہے اور اگر فقراء نہ ہوتے تو اغنیاء جنت کے مستحق ہی نہ ہو سکتے اور رسول اللہؐ نے فرمایا خداوند عالم نے قیامت کے دن فقراء اور اغنیاء کو جنت کے صحن میں اکٹھا کرے گا۔ پھر ایک منادی کو ندا کرنے کے لیے بھیجے گا - جو بلند آواز دے گا اے گروہ مومنین تم میں سے جس شخص کے ساتھ اس کے مومن بھائی نے کوئی اللہ کے لیے نیکی کی ہے - چاہے ایک لقمہ کھانے کا ہی سالن کے ساتھ اپنے دسترخوان پر اس کے لیے مخصوص کیا ہے - وہ اس کے ہاتھ بغیر روک ٹوک کے پکڑ کر اسے جنت میں لے جائے گا - فرمایا اور وہ لوگ اس دنیا میں ان کے ماں باپ سے زیادہ پہچانتے ہوں گے - فرمایا پس ان میں سے ایک شخص آئے گا اور اپنا ہاتھ اپنے اس بھائی کے بازو پر رکھ دے گا - جس نے اس کو کوئی

رحمت عظیم کی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ نیکی کی ہوگی اور وہ اس سے کہے گا
سے جدائی کیا تو مجھے نہیں پہچانتا۔ کیا تو نے مجھے فلاں فلاں دن مجھ سے فلاں
فلاں نیکی نصیب کی تھی اور وہ ہر اس چیز کا ذکر کرے گا جو نیکی عطا کی اور رحمت و
کرم اس سے کی ہوگی۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے چلے گا۔ وہ کہے گا کہ یا
انا ہے تو وہ جواب دے گا جنت کی طرف۔ کیونکہ خداوند عالم نے مجھے
اس بات کی اجازت دی ہے۔ پھر وہ اسے جنت میں لے جائے گا۔ پس
وہ اسے اللہ کی رحمت اس کے فضل و کرم سے جو اس نے اپنے فقیر مومن
سے پیار کیا ہے۔ جنت میں لے جائے گا۔ اور روایت ہے کہ فقرا مومنین
اغنیا سے ستر خریف (سال) پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور غنی تو
سرکشی کرتا ہے۔ خداوند عالم کے اس ارشاد کی بنا پر بے شک انسان
سرکش ہو گیا ہے یہ دیکھ کر کہ وہ مستغنی ہو گیا ہے اس نے مال کو ترجیح نہیں
دیا۔ مگر حیات دنیا اس کی لذات اور ناز و نخروں کے لیے اور خداوند عالم
فرماتا ہے کہ تم عمدہ چیزیں زندگانی دنیا میں حاصل کر چکے ہو اور ان سے
تم نے نفع اٹھایا ہے۔ پس لہذا آج کے دن تمہیں ذلیل کرنے والا عذاب
جزا ملے گی۔ پس تمہیں عذاب کا وعدہ دیا ہے اور زیادہ مال کا تمہیں
وعدہ دیا ہے یا جیسے اس قول کے ساتھ کہ تمہیں کثرت مال نے مشغول کر
رکھا ہے یعنی عبادت اور زہد سے۔ صادق سے روایت ہے کہ ایک مرد فقیر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے پاس ایک
امیر بیٹھا ہوا تھا۔ اس امیر نے اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور [illegible]

ہونے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے کس چیز نے اس کام پر آمادہ کیا ہے جو تو نے کیا ہے۔ کیا تجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں اس کا فقر تجھیں چمٹ نہ جائے یا تیری تونگری اس کو لگ جائے۔ وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسولؐ جب آپؐ نے یہ فرمایا ہے تو میرا آدھا مال اس کے لیے ہے۔ نبی اکرمؐ نے فقیر سے کہا کیا تم اسے قبول کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کیوں تو وہ کہنے لگا مجھے ڈر ہے کہ مجھ میں وہ چیز پیدا نہ ہو جائے جو اس میں پیدا ہوئی تھی۔ اور تمھیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ دین خدا کا احیا اور کلمہ اسلام کا اعزاز اور انبیاء و رسُل کے اوامر اور شریعتوں کا اتباع یا انبیاء کی نصرت اور ان کی دعوت کا پھیلانا۔ آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک قائم نہیں ہو سکا۔ مگر صاحبانِ فقر و مساکین کے ساتھ کیا تم نے سُنا نہیں جو واقعہ خدا نے اپنی کتاب عزیز میں اپنے رسول کی زبانی بیان کیا ہے اور تمھارے لیے واضح کیا ہے کہ شریعتوں کے انکار کے درپے وہ اغنیاء رہے ہیں جو نازو نعمتوں میں پلے تھے اور شریر و متکبر تھے؟ پس نوحؑ کی قوم کے متعلق بتایا ہے۔ جب انھوں نے عار دلائی جناب نوحؑ کو کیا ہم آپ پر ایمان لے آئیں۔ حالانکہ آپؐ کی اتباع تو پست لوگوں نے کی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ تیری اتباع کریں۔ مگر وہ لوگ جو ہم میں سے پست ہیں یعنی جو ہم میں سے فقراء و مساکین ہیں اور جناب شعیبؑ سے کہنے لگے ہم تمھیں اپنے میں سے ضعیف و کمزور دیکھ رہے ہیں یعنی فقیر اور اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کرتے اور تو ہمارے نزدیک عزت دار نہیں اور قوم صالحؑ میں سے تکبر کرنے

والوں نے اُن لوگوں سے کہا جو کمزور کر دیئے گئے تھے۔ کیا تمہیں علم ہے کہ
صالح اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔ وہ کہنے لگے وہ جس چیز کے
ساتھ بھیجا گیا ہے ہم اُس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور جنھوں نے تکبر کیا تھا
وہ کہنے لگے جس چیز پر تم ایمان لے آئے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور
جنھوں نے جناب موسیٰ پر عیب لگائے اور ان پر فخر کرتے ہوئے کہا کہ ان
پر۔ اس پر سونے کے کنگن پھینکے جاتے اور جناب محمدؐ کے لیے کہنے لگے
کہ ان پر خزانہ کیوں نہیں پھینکا جاتا۔ یا ان کے لیے کوئی باغ کیوں نہیں کر
جس سے یہ کھاتے ہیں اور یہ سب کچھ ان فقراء کے لیے جو فقر پر راضی ہیں بطور
مدح کے اور ان اغنیاء کے لیے جو تکبر کرتے ہیں۔ بطور مذمت کے کافی
ہے

اُنچاسواں باب

خدا کے ساتھ آداب

خدا کے اس ارشاد کی تاویل میں روایت ہے کہ بچاؤ اپنے نفسوں اور
عیال کو اس آگ سے کہ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔ ابن عباسؓ
کہتے ہیں کہ اس سے قدرت کا مقصد یہ ہے کہ انھیں دین سمجھاؤ اور آداب
سکھاؤ۔ اور خدا وند عالم نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا۔ لیں جوتے اتار دے
وادیٔ مقدس طویٰ میں ہے تو انھیں ادب کا حکم ہوا کہ مناجات الٰہی کے

وقت جوتے اُتار دو۔ جب یہ ارشاد نازل ہوا کہ عفو و درگزر کرو اور نیکی کا حکم
دو اور جاہلوں سے روگردانی کرو۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے میرے پروردگار
نے مجھے مکارم اخلاق کا ادب سکھایا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلوق میں
سے عظیم ترین مخلوق ادب کے لحاظ سے انبیاء ہیں۔ پھر اوصیاء پھر درجہ
بدرجہ اور ساری مخلوق میں سے خدا کے ساتھ زیادہ باادب ہمارے
نبی اکرمؐ تھے۔ خدا کے اس ارشاد کی بناء پر کہ آپؐ خلق عظیم پر فائز ہیں
اور امیر المومنینؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ سے فرمایا اے بیٹا ادب کا بہترین
حصہ یہ ہے تو اور اس کے لیے اپنے دل کو فارغ رکھو کیونکہ یہ اس سے
عظیم تر ہے کہ اس سے گندگی و پلیدی ملے اور جان لو کہ اگر تم فقیر ہو جاؤ
تو ادب کی وجہ سے زندہ رہو گے اور اگر سفر پر جاؤ تو یہ تمہارا ایسا ساتھی
ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے تمہیں وحشت محسوس نہیں ہوگی۔ اے بیٹا
ادب عقل کا مادہ ہے اور دل کی جلا ہے اور فضل کا عنوان ہے اور جان لو
کسی کے لیے مال اور اچھے حالات کی بناء پر مروت نہیں بلکہ ادب کے ساتھ
ہے جو مرد کے لیے ستون اور اس کی عقل کا ترجمان اور مکارم اخلاق کے لیے
رہنمائی کرنے والا ہے۔ اگر ادب نہ ہو تو آدمی ایک ایسا نور ہے کہ جسے
بے کار چھوڑ دیا گیا ہو۔ اور حضرت جوادؑ نے فرمایا کہ جب دو شخص جمع ہوں
تو ان میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ فضیلت اس کے لیے ہے جو زیادہ
باادب ہو عرض کیا گیا۔ اے فرزند رسول ہم لوگوں کے نزدیک تو اس کے
فضل کو پہچانتے ہیں، اللہ کے نزدیک اس کے فضل کا کیا معیار ہے تو فرمایا۔

وہ قرآن کی اس طرح تلاوت کرے جیسے وہ اترا ہے۔ اور ایک روایت
ہے کہ ہماری حدیث کو اس طرح بیان کرے جیسے ہم نے کہی ہے اور خدا کو خوش
اور بکار سے اور انسانی حقیقت یہ ہے کہ صفات خیر جمع کرے اور رذائل اور عیوبات
سے دور رہے۔ اور ادب کی وجہ سے انسان دنیا و آخرت میں مکارم
اخلاق اور جنت تک پہنچتا ہے۔ لوگوں کے نزدیک ادب یہ ہے کہ اچھی
باتیں کرے اور لیکن یہ کچھ بھی نہیں ہے جب تک اس کے ذریعہ اللہ اور
جنت تک نہ پہنچے اور ادب اصل میں ادب شریعت ہے۔ لہذا آداب
شریعت کو اپناؤ تو حقیقی با ادب بنو گے۔ جو شخص بادشاہوں کے آداب
آداب کے بغیر رہے تو یہ چیز اسے ہلاکت کے سپرد کر دیتی ہے تو کیا حال
ہوگا اس کا جو ملک الموت اور سید السادات کے ساتھ رہے۔ حضرت حکیم
ترمذی ایک کتاب میں فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی کیا پراگندگی باتیں
کو جس سے تم بات کرتے ہوئے وہ باتیں بات متوجہ ہوتا ہے حالانکہ
جب شخص جب تجھ سے بات کر رہا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہونا
اور ... چھوڑ دینا ہے اور تو اسے ادب میں داخل سمجھتا ہے۔ اس
لئے کہ جب تجھ سے تیرا بھائی گفتگو کر رہا ہو تو دوسرے شخص کی طرف
متوجہ نہیں ہوتا تو اس کو وہ ادب پیش کرتا ہے جو ... پیش نہیں
کرتا۔ اور برا ہے وہ بندہ جو اس طرح کا ہو۔ روایت ہے کہ رسول اللہ
... بکریوں کے پاس گئے تو ان کا چرواہا بیٹھا تھا اور ... سے
... نکال رہا تھا۔ جب اس نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو کھڑے ہو گئے

آپؐ نے فرمایا۔ ہمیں تیری نگہبانی کی ضرورت نہیں۔ اس نے عرض کیا کس لیے فرمایا ہم ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں کہ جو ایسے شخص سے خدمت نہیں لیتے جو اللہ کے ساتھ باادب نہ ہو اور خلوت میں اس کا خوف نہ رکھتا ہو۔ آپؐ نے یہ اس لیے کیا کہ چرواہے نے آپؐ کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو اپنے پروردگار سے کیے ہوتے سے بلند تر تھا۔ روایت ہے کہ ایک لڑکے نے جو بلوغ تک نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کیا اور آپؐ کو دیکھ کر خوش ہوا۔ نبی اکرمؐ کو دیکھنے کی خوشی میں مسکرایا تو آپؐ نے فرمایا۔ اے جوان تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ کہنے لگا بے شک اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا اپنی دونوں آنکھوں کی طرح۔ عرض کیا ان سے زیادہ۔ فرمایا اپنے باپ کی طرح کہنے لگا اس سے زیادہ۔ فرمایا اپنی ماں کی طرح عرض کیا اس سے زیادہ۔ فرمایا اپنی جان کی طرح کہنے لگا خدا کی قسم اے اللہ کے رسولؐ اس سے بھی زیادہ۔ فرمایا کیا اپنے پروردگار کی طرح۔ کہنے لگا اللہ اللہ اللہ اے اللہ کے رسولؐ یہ بات آپؐ کے لیے نہیں اور نہ کسی اور کے لیے۔ میں آپؐ سے بھی اللہ کی محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ پس نبی کریمؐ ان لوگوں کی طرف ملتفت ہوئے جو آپؐ کے ساتھ تھے۔ اور فرمایا اس طرح بنو اور اللہ سے محبت کرو۔ کیونکہ اُس نے تم سے احسان کیا ہے اور تم پر انعام کیا ہے۔ اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کی وجہ سے۔ پس آپؐ نے صحت ادب کو محبت خدا میں اختیار کیا ہے۔ پس اللہ کے ساتھ ادب یہ ہے کہ اس کے آداب اس کے نبیؐ اور اہل بیتؑ کے آداب کی اقتدار کی جائے۔

اور وہ یہ ہے کہ اس کی اطاعت میں عمل کیا جائے۔ حمد ہے خدا کی خوشی اور غمی میں اور مصیبت پر صبر کرتے ہیں۔ اسی لیے حضرت ایوبؑ نے عرض کیا تھا اے رب مجھے تکلیف نے آلیا ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔ یہاں آپؑ نے دو طرح سے ادب کا لحاظ کیا۔ ایک تو یہ کہ یہ نہیں کہا مجھے تُو نے تکلیف دی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ یہ نہیں کہا کہ مجھ پر رحم کر بلکہ بطورِ تعریض و اشارہ کہا ہے کہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے یہ اس لیے کیا ہے کہ صبر کا مرتبہ محفوظ رہے اور اسی طرح جنابِ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ جب تو مجھے بیمار کرتا ہے۔ یہ بھی ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے اور حضرت ایوبؑ نے دوسرے مقام پر کہا ہے کہ شیطان نے مجھے مس کیا تکلیف اور عذاب کے ساتھ۔ شیطان کی طرف اشارہ کیا۔ کیونکہ وہ لوگوں کو اکساتا تھا۔ اور وہ انھیں اذیت دیتے تھے۔ یہ سب اُن کے آداب تھے۔ اللہ کے ساتھ اپنے خطابات میں اور کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جنھوں نے خدا پر افترا۔ باندھا ہے اور ان قبیح افعال کی نسبت اس کی طرف دی ہے جن سے اپنے ماں باپ کو منزّہ و مبرّا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ عالم وجود میں ہے کفر و ظلم و فساد و قتل و غضب ان سے وہ سب خدا کا فیصلہ اور ارادہ ہے۔ حالانکہ یہ باطل ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ اللہ حق کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا ایسی چیزوں کا حکم دیتا ہے جسے نہیں چاہتا۔ اور ایسی چیزوں سے منع کرتا ہے جنھیں چاہتا ہے اور یہ کہ خدا نے ایک قوم کو ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ان سے کفر کا ارادہ کیا ہے۔ حالانکہ وہ کہتا ہے

کہ خدا اپنے بندوں سے کفر کو پسند نہیں کرتا۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا
کیا کہ تو ایسی چیزوں کا حکم دیتا ہے جنھیں نہیں چاہتا۔ اور ایسی چیزوں سے
روکتا ہے جنھیں ناپسند نہیں کرتا۔ اسی طرح تیرا باپ اور ماں تو اس پر
سے غیرت آئی اور وہ غضبناک ہوا۔ اور کہنے والے سے کہنے لگا تو میری
طرف بیوقوفی جنون اور جہالت کی نسبت دیتا ہے۔ پس منزہ ہے۔ وہ
ہو کتنا حلیم و کریم ہے اور اگر اس کا حلم و رحمت نہ ہو تو زمین پہ عذاب آجائے
کچھ کہنے والے اور اس پر راضی ہونے والے پر غضب کے ہونے کی وجہ سے
اور خداوند عالم کی معصیت اُس کے مغلوب ہونے کی وجہ سے نہیں اور
اس کی اطاعت مجبوری کی بنا پر ہے۔ بلکہ خدا نے اختیاری صورت
میں حکم دیا ہے اور منع کیا ہے عذاب سے ڈراتے ہوئے اور وہ دونوں
باتوں پر قدرت رکھتا ہے اور خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہم نے اسے ہدایت
یا دونوں راستوں کی یعنی پہچنوائے اسے دونوں راستے خیر و شر کے خیر کا حکم
یا اور شر سے منع کیا جس طرح فرماتا ہے۔ پس باقی رہے ثمود تو ہم نے انھیں
ہدایت کی۔ پس انھوں نے اندھے پن کو ہدایت پر ترجیح دی۔ فرمایا اے
ایمان لانے والو سب کے سب صلح میں داخل ہو جاؤ۔ خدا کسی ایسے
عمل ہونے کا حکم نہیں دیتا کہ جس کو پھر وہ بند کر دے بلند ہے۔ خدا اس
سے بہت ہی بلند۔ پس عبرت حاصل کرو۔ اور غور و فکر کرو اور خواہشات
کی پیروی چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھی کو تباہ و برباد اور ہلاک کر دیتی ہیں۔
وہ منزہ اور بلند ہے۔ خدا وہ کس طرح اپنے بندوں کو کفر پر مجبور کر کے پھر

انھیں اس پر عذاب کرے گا یا زنا، چوری اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے پر (مجبور کرے) اور پھر اُن پر حد جاری کرنے کا فرمان جاری کرے۔ کیا یہ عدل و حکمت میں سے ہے یا نہیں۔ ہمیں بتلائیے خدا تمھیں ہدایت دے اور اس میں شک نہیں کہ شیطان کا ایک عظیم مکر ہے جو فعلِ قبیح اور گمراہی کے ارتکاب کو مباح قرار دیتا ہے اور امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے۔ آیا اس نے تجھے تیری قوت دی ہے وسیع راستے کی اور تجھ پر لازم قرار دیا ہے تنگ راستہ کو یہ بات حکمت کے لائق نہیں۔ فرمایا کیا وہ عدل کا حکم دیتا ہے اور خود اس کی مخالفت کرتا ہے اور بُرے افعال سے منع کرتا ہے اور ان سے اُلفت کرتا ہے۔ اس شخص نے خدا پر افترا باندھا ہے جس نے خدا کی یہ توصیف کی ہے۔ فرمایا اگر گناہ اصل میں حتمی ہے تو قصاص میں پکڑا جانے والا مظلوم ہے۔ فرمایا جس چیز سے تو خدا سے طالبِ مغفرت کرتا ہے۔ وہ تیری طرف سے ہے اور جس پر تو اس کی تعریف کرتا ہے۔ وہ اس کی طرف سے ہے۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے جو اچھائی تجھے آکر پہنچے تو وہ اس کی طرف سے ہے اور جو برائی تمھیں عارض ہو وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔ یہ سب ارشادات جواب ہیں ان اشخاص کے جنھوں نے قضا و قدر کے متعلق آپؑ سے سوالات کیے تھے۔ باقی رہا امام حسن بن علیؑ کا جواب جب آپؑ کی طرف حسن بصری نے خط لکھا کہ جس میں قضا و قدر کے متعلق سوال کیا تھا تو آپؑ نے فرمایا جو شخص قدر پر ایمان نہیں رکھتا اس کے خیر و شر پر وہ فاجر ہے۔ اور جو گناہوں کا بوجھ خدا پر رکھتا ہے وہ کافر

ہے۔ خدا کی مجبوراً اطاعت نہیں کی جاتی اور نہ غلبہ کی وجہ سے اس کی نافرمانی
ہوتی ہے اور نہ اس نے لوگوں کو ہلاکت کی چھوٹ دے رکھی ہے۔ بلکہ وہ
خود مالک ہے ان چیزوں کا جن کا انھیں اس نے مالک بنایا ہے اور
قادر ہے ان اشیاء پر جن پر انھیں قدرت دی ہے۔ اب اگر وہ اطاعت
پر عمل کریں تو خدا نہ انھیں اس سے روکتا ہے اور نہ منع کرتا ہے۔ اور
اگر وہ گناہ کریں۔ تو اگر چاہے تو ان کے اور گناہ کے درمیان حائل ہو جائے
تو ایسا کرتا ہے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس نے انھیں مجبوراً اس پر وادار
نہیں کیا اور نہ ان پر زبردستی اس نے لازم قرار دیا ہے۔ بلکہ اس کی حجت
اُن پر قائم ہے کہ اس نے انھیں معرفت کرائی ہے اور ان کے لیے اس کام
کا راستہ قرار دیا ہے کہ جس کی طرف انھیں بُلایا ہے اور اس ترک کی طرف
کہ جس سے انھیں روکا ہے۔ اور خدا کی حجت بالغہ ہے تمام مخلوق پر والسلام
اور مصنّف کہتا ہے کہ دین کو سمجھنا اور یقین علوم کو سیکھنا بھی ادب ہے۔
اور تین چیزیں ادب کا سر ہیں۔ شک و ریب سے اجتناب عیب سے
سلامتی اور غیب پر ایمان لانا۔ اور مکمل ادب یہ ہے کہ خدا تجھے وہاں نہ
دیکھے جہاں سے اُس نے تجھے روکا ہے۔ اور وہاں سے غائب نہ پائے
جس کا حکم دیا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ جنید نے کہا کہ جب محبت صحیح ہو تو
شرائطِ ادب ساقط ہو جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے ترک ادب کی
وجہ سے بلکہ جب محبت صحیح ہوتی ہے اور خالص ہو جاتی ہے تو محبت کرنے
والے میں ادب کا لزوم پختہ اور اس کی تاکید ہو جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ

ہے کہ رسول اللہؐ کو اللہ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ محبت تھی، اور باوجود اس کے وُہ عظیم ترین ادب رکھتے تھے۔ خدا کے ساتھ روایت ہے کہ خلیل بن احمد نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا! ادب سیکھو۔ کیونکہ وُہ تجھے پاؤں پر کھڑا کرے گا۔ اور تیری اصلاح کرے گا، جب تو چھوٹا ہے اور تجھے آگے بڑھائے گا۔ اور تیری تعظیم کا سبب ہوگا تیرے بزرگی کے زمانے میں۔ روایت ہے کہ ایک بچہ جس کی عمر سات سال تھی حجاج بن یوسف کے سامنے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا۔ اے امیر تجھے معلوم ہو کہ میرا باپ اُس وقت فوت ہوگیا جب میں شکم مادر میں تھا اور میری والدہ نے اُس وقت رحلت کی جب میں دودھ پیتا تھا۔ اور اجنبی لوگوں نے میری تربیت و کفالت کی اور میرا باپ میرے لیے کچھ جائداد چھوڑ گیا تھا جس میں اپنے اخراجات پورے کرتا اور میرا وہ سہارا تھا۔ اب تیرے افسروں میں سے ایک نے اسے غصب کر لیا ہے۔ نہ وہ خدا سے ڈرا ہے اور نہ امیر کے سطوت و دبدبہ کا اُسے خوف ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ ظالم کے ظلم کو دور کرے اور ظلم شدہ مال واپس کرائے تاکہ تو اُس دن دیکھے۔ جب ہر شخص جو کچھ اس نے اچھائی کی ہے اُسے موجود پائے گا۔ اور جو بُرا کام کیا ہے دوست رکھے گا کہ اس شخص کے اور اس عمل کے درمیان دُور دراز کا فاصلہ ہوتا۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس کی جائداد واپس کر دی جائے اور بڑے بڑے ادیبوں کو اپنے دروازے سے واپس کر دیا اور کہنے لگا ادب اللہ کا عطیہ ہے جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے اور عقلمند کو چاہیے کہ اس استاد کے ساتھ با ادب ہو جس سے تعلیم حاصل کرتا ہے اور امام حسینؓ

نے اپنے والد نے بسلسلہ اپنے جد بزرگوار سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا
استاد کا شاگرد پر ایک حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ سوالات نہ کرے۔ اور
جواب دینے میں اس پر سبقت نہ کرے۔ اور اس وقت اس کے پاس نہ
جائے جب وہ منہ پھیرے ہوئے ہو۔ اور اس کا دامن نہ پکڑے جب وہ
تھکا ہوا ہو۔ اور ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ نہ کرے اور کنکھیوں سے
اس کی طرف نہ دیکھے اور اس کی مجلس میں کسی سے مشورہ نہ کرے اور اس
کے عیوب کو تلاش کرتا پھرے۔ اور نہ یہ کہے کہ فلاں شخص نے آپ کے قول
کے خلاف کہا ہے۔ اور اس کے راز کو فاش نہ کرے اور اس کے سامنے
کسی کی غیبت نہ کرے اور اس کی موجودگی اور عدم موجودگی میں اس کی حفاظت
کرے اور عام لوگوں کو ایک ہی سلام کرے اور اس کو خصوصی سلام کرے
اور اس کے سامنے بیٹھے۔ اگر استاد کی کوئی حاجت ہے تو اس کی حاجت برآری
کی خدمت میں سب لوگوں پر سبقت کرے اور طویل صحبت سے اسے رنجیدہ
نہ کرے۔ کیونکہ استاد مثل کھجور کے درخت کے ہے۔ انتظار کرے کہ کس وقت
اس کی منفعت اس پر گرتی ہے۔ اور عالم بمنزلہ روزہ دار شب بیدار اور
اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کے ہے اور جب کوئی عالم فوت ہو جاتا
ہے تو اسلام میں ایک رخنہ پڑ جاتا ہے کہ جسے قیامت تک کوئی چیز پُر
نہیں کر سکتی اور طالب علم کی مشایعت ستر ہزار آسمان کے مقرب فرشتے
کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو طالب علم کی عزت
کرے اس نے انبیاء سے محبت کی اور وہ ان کے ساتھ ہوگا۔ اور جو طالب علم

سے بغض رکھے تو اس نے انبیاء سے بغض رکھا پس اس کی جزا جہنم ہے
اور طالب علم بھی شفاعت کرے گا جس طرح انبیاء کریں گے اور اس کے
جنت فردوس میں سونے کے ہزار قصر ہیں اور جنت خلد میں نور کے ایک
لاکھ شہر ہیں اور جنت ماویٰ میں اس کے لیے یاقوت سرخ کے اتنے درجے
ہیں اور جتنے درہم اس نے طلب علم میں خرچ کیے ہیں ستاروں کی تعداد اور
ملائکہ کی تعداد میں اتنی حوریں ہیں اس کے لیے اور جو شخص طالب علم کے ساتھ
مصافحہ کرے تو خداوند عالم اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے گا۔ اور
جب طالب علم فوت ہو جاتا ہے۔ تو خدا اس کو اور جو اس کے جنازہ
پر حاضر ہوتا ہے اسے بخشش دیتا ہے۔ مالک بن دینار سے کہا گیا بعض
طالب علم ایسے جو دنیا کے لیے علم حاصل کرتے ہیں اس نے کہا تم پر افسوس
ہے اس کو طالب علم نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اسے طالب دنیا کہا جاتا ہے۔
یاد رکھو کہ علماء کے جانے سے ہی علم چلا گیا ہے۔ اور جو شخص طالب علم کو
اذیت پہنچاتا ہے اس پر ملائکہ لعنت کرتے ہیں اور وہ قیامت کے دن
اس طرح آئے گا کہ خدا اس پر غضبناک ہو گا۔ اور یاد رکھو جو کسی طالب علم کی
ایک درہم کے ساتھ مدد کرے تو اس کی روح قبض ہونے کے وقت ملائکہ
اسے جنت کی بشارت دیں گے اور خدا اس کے لیے نور کا ایک دروازہ اس
کی قبر میں کھول دے گا۔ نبی اکرم فرماتے ہیں میں نے جبرائیل سے سوال کیا۔
اور کہا کہ علماء اللہ کے نزدیک زیادہ مکرم ہیں یا شہداء۔ اس نے کہا کہ ایک
عالم خدا کے نزدیک ہزار شہید سے زیادہ مکرم ہے کیونکہ علماء انبیاء کی اقتدار

میں ہیں اور شہدار علمار کی اقتدار میں ہیں۔ فرمایا جو شخص دوست رکھتا ہے کہ اُن لوگوں کی طرف دیکھے جنھیں خدا نے جہنم کی آگ سے آزاد کیا ہے تو وہ طالب علم کی طرف دیکھے۔ فرمایا طالب علم اللہ کے نزدیک جہاد کرنے والوں سرحدوں کی حفاظت کرنے والوں حج و عمرہ کرنے والوں اعتکاف اور خدا کی مجاورت دیڈیوس میں رہنے والوں سے افضل ہے اور اس کے لیے درخت ہوائیں بادل سمندر ستارے نباتات اور ہر وہ چیز جس پر صبح طلوع کرتا ہے استغفار کرتی ہے۔ امام رضاؑ نے اپنے آباؤ اجداد کے سلسلہ سے امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا آپؐ فرما رہے تھے کہ طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے پس علم کو طلب کرو اس کے ملنے کی جگہوں سے اور اس کو حاصل کرو اس کے اہل سے کیونکہ اسے اللہ کے لیے سیکھنا نیکی ہے اور اس کو طلب کرنا عبادت ہے اور اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح ہے اور اس پر عمل کرنا جہاد ہے اور اس شخص کو علم کی تعلیم دینا جو نہیں جانتا صدقہ ہے اور اس کو اس کے اہل پر خرچ کرنا خدا کا قرب ہے۔ کیونکہ وہ حلال و حرام کے جاننے کی جگہ ہے اور جنت کے راستہ کا منارہ ہے اور وحشت میں مونس و مددگار ہے اور غربت و وحدت میں ساتھی ہے اور خلوت میں باتیں کرنے والا ہے۔ اور آسائش و تکلیف میں رہبر ہے۔ اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہتھیار ہے اور دوستوں کے نزدیک زینت ہے۔ خدا اس کے ذریعہ کچھ قوموں کو بلند کرتا ہے۔ پس انھیں خیر کا قائد بنا دیتا ہے۔ ان کے آثار سے فیض حاصل کیا

تا ہے اور ان کے افعال سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور ان کی رائے
غنی سمجھی جاتی ہے اور ملائکہ ان کی دوستی کی طرف رغبت کرتے ہیں اور
پنے پروں سے انھیں مس کرتے ہیں اور اپنی نماز میں ان پر برکت بھیجتے ہیں
ان کے لیے ہر خشک و تر چیز استغفار کرتی ہے۔ یہاں تک کہ دریا کی
ملیاں اور اس کے کیڑے مکوڑے اور صحرا کے درندے اور چوپائے بے شک
دلوں کی زندگی ہے جہالت سے اور آنکھوں کی روشنی ہے تاریکی سے
بدنوں کی قوت ہے۔ کمزوری سے علم بندہ کو اچھے لوگوں کے منازل ابرار
مجالس اور آخرت و دنیا کے بلند ترین درجات تک پہنچاتا ہے اس میں فکر کرنا
رہ رکھنے کے برابر ہے اور اس کا درس و تدریس کھڑے ہو کر رات کو عبادت
نے کے برابر ہے۔ اسی کے ذریعہ پالنے والے کی اطاعت کی جاتی ہے اور
کی عبادت ہوتی ہے اور اسی سے صلہ رحمی کی جاتی ہے اور حلال و حرام
پہچان ہوتی ہے۔ علم عمل کا پیشوا ہے اور عمل اس کا تابع ہے اور علم کا سعید
ں کو الہام ہوتا ہے اور بدبخت و شقی اس سے محروم رہتے ہیں پس طوبیٰ
ں خوبی ہے اس شخص کے لیے جسے خدا اس کے حصّہ سے محروم نہ رکھے۔
ں اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عالم کی مثال جاہلوں میں ایسی ہے جیسے
ں کے درمیان ایک زندہ ہو اور طالب علم کے لیے ہر چیز استغفار کرتی
پس علم حاصل کرو کیونکہ وہ تمھارے اور اللہ کے درمیان سبب ہے اور
حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو علماء
روشنائی شہداء کے خون کے ساتھ تولی جائے گی اور علماء کی روشنائی شہداء

کے قرآن پر بھاری ہوگی۔ فرمایا واجبات و فرائض ادا کرنے کے بعد انسان
عمل لوگوں کی اصلاح کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ اچھی بات کرے اور اچھی
بات کی تمنا کرے۔ تم پر لازم ہے کہ میری سنّت کو اپنانا کیونکہ تھوڑا سا
سنّت کے مطابق ہو بہتر ہے۔ بدعت کے طور پر بہت سے عمل کرنے
جو کسی صاحب علم کو حقیر سمجھے۔ اس نے مجھے حقیر سمجھا اور جو مجھے حقیر سمجھے
کافر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبرئیل سے صاحب
کے متعلق سوال کیا۔ تو اس نے کہا ایسے لوگ دنیا و آخرت میں آپ کی
کے چراغ ہیں۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جو انہیں پہچانے اور ان
محبت کرے۔ اور ہلاکت ہے اس کے لیے جو ان کی معرفت کا انکار کرے
ان سے بغض رکھے اور جو ان سے بغض رکھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنم
کی آگ میں ہوگا، اور جو ان سے محبت رکھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنت
میں ہوگا۔ اور امیر المومنینؑ سے روایت ہے فرمایا جب طالب علم عالم کے
بیٹھے تو خداوند عالم اس کے لیے رحمت کے ستر باب کھول دیتا ہے اور
عالم کے پاس سے نہیں اٹھے گا۔ مگر اس دن کی طرح جس دن وہ اپنی ماں
شکم سے پیدا ہوا تھا۔ اور اسے ہر بات پر ایک سال کی عبادت کا ثواب
عطا ہوگا۔ اور اس کے ہر ورق کے بدلے اس کے لیے ایک شہر تعمیر ہوگا
کے دس برابر ہوگا۔ فرمایا عالم کے پاس ایک لحظہ بیٹھنا خدا کے نزدیک
اس عبادت کے برابر ہے جس میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی خدا کی نافرمانی
نہ ہوئی ہو۔ اور عالم کی طرف دیکھنا اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے

بیت اللہ الحرام میں اعتکاف کرنے سے اور علماء کی زیارت کرنا اللہ
ں زیادہ محبوب ہے۔ ستر حج اور عمرہ سے اور کعبہ کے گرد ستر طواف کرنے
ور خدا اُس کے لیے ستر درجے بلند کرتا ہے اور اس کے لیے ہر حرف کے
مقبول حج لکھتا ہے اور اس پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے لیے
واہی دیتے ہیں کہ اس پر جنت واجب ہو چکی ہے۔ فرمایا جب قیامت
ہوگا تو خدا علماء کو جمع کرے گا اور ان سے کہے گا اے میرے بندو
رے لیے خیر کثیر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ بعد اس کے کہ تم میری طرف سے
کرامت و بزرگی کے لیے شدت و سختی برداشت کرتے رہے ہو اور
ری وجہ سے میری عبادت کرتے رہے ہیں تمہیں بشارت ہو کہ تم
دوست ہو اور میرے انبیاء کے بعد میری مخلوق سے افضل ہو تمہیں
ہو کہ میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں اور تمہارے اعمال قبول
یں اور تم لوگوں کی اس طرح شفاعت کرو گے جس طرح انبیاء کریں گے۔
م سے راضی ہوں اور میں تمہارے پردوں کو چاک نہیں کروں گا۔ اور
صبح میں تمہیں رسوا نہیں کروں گا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا عالم متعلم اور
ں کرنے والے کے لیے خوشخبری ہے۔ ایک شخص نے کہا یہ تو عالم کے
متعلم کے لیے کیا ہے؟ فرمایا عالم اور متعلم اجر میں برابر ہیں۔ فرمایا عالم
علم یا سننے والا یا ان سے محبت کرنے والا اور پانچواں شخص ہلاک ہو
ے گا۔ بے شک اہل علم سردار ہیں اور ان کی صحبت زیادتی ہے
محبت علم کی زیادتی ہے۔

پچاسواں باب

توحیدِ خدا

امیر المومنینؑ نے فرمایا یہ بات کہ خدا ایک ہے، اس کی چار اقسام ہیں
میں سے دو قسمیں خدا کے لیے جائز اور دو قسمیں ناجائز ہیں۔ جو جا
نہیں وہ کہنے والے کا یہ کہنا کہ خدا ایک ہے۔ اس سے مقصد اس کا اعد
ہوں۔ یہ جائز نہیں اس لیے کہ جس کا کوئی ثانی نہیں وہ بابِ اعداد میں دا
نہیں ہو سکتا۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ خداوندِ عالم نے انھیں کافر قرار دیا۔
کہتے ہیں کہ خدا تینوں میں کا تیسرا ہے۔ اسی طرح جب کہنے والا ایک کہے اور اس
سے اس کا مقصد ہو جنس کی ایک نوع تو یہ بھی خدا کے لیے جائز نہیں کیونکہ
یہ تشبیہ ہے اور خدا اس سے بلند و برتر ہے۔ باقی رہیں وہ دو وجوہ جن کا
اطلاق اس پر جائز ہے۔ تو وہ کہنے والے کا کہنا کہ وہ ایک ہے۔ یعنی چیزوں
میں نہ کوئی اس کا مثل ہے نہ تشبیہ ہے اور اس طرح کہنے والے کا کہنا کہ
وہ ایک ہے۔ یعنی احدی المعنیٰ ہے اکیلا ہے۔ ذات میں یعنی عقل کے نزد
وجودِ خارجی میں اور قوتِ واہمہ میں اس کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص
حضرت صادقؑ سے عرض کیا آپؑ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا اللہ
وہ کہنے لگا آپؑ نے اُسے دیکھا ہے۔ فرمایا آنکھیں اُسے عینی مشاہدہ سے
نہیں دیکھ سکتیں۔ بلکہ اسے دل حقائقِ ایمان کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ وہ قیاس

سے نہیں پہچانا جاتا۔ اور لوگوں کے مشابہ نہیں۔ آیات کے ساتھ موصوف ہے
لامات سے پہچانا جاتا ہے۔ وہ اپنے حکم میں ظلم و جور نہیں کرتا۔ یہ ہے
خدا کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ میرا پروردگار ہے جس پر میں توکل
تا ہوں۔ اور اسی کی طرف میری بازگشت ہے۔ آپؑ سے ایک شخص نے
اے ابا عبداللہؑ مجھے خدا کے متعلق بتائیں کہ وہ کب تھا۔ آپؑ نے اس
سے فرمایا تیرے لیے ویل و ہلاکت ہو۔ تو اللہ کے متعلق مجھے بتا کہ وہ کب نہیں
تھا۔ تاکہ میں تجھے بتاؤں کہ وہ کب تھا۔ ایک اور شخص نے آپؑ سے کہا۔
ہمیشہ سے جانتا سنتا اور دیکھتا تھا۔ فرمایا ذاتِ خدا علیم سمیع و بصیر ہے
جانتی سنتی اور دیکھتی ہے (ذاتی طور پر) ایک شخص نے آپؑ سے سوال
کرنے لگا کہ خدا کا یہ ارشاد کہ جس پر میرا غضب نازل ہو تو وہ ہلاک ہوا
غضب کیا چیز ہے۔ فرمایا عذاب اے فلاں جو یہ گمان کرے کہ خدا ایک
سے پھسل کر دوسری چیز کی طرف جاتا ہے۔ تو اس نے خدا کی تعریف مخلوق
صفات کے ساتھ کی ہے۔ حالانکہ خدا کو کوئی چیز متغیر نہیں کرتی اور نہ
چیز اس سے شباہت رکھتی ہے اور جو کچھ وہم و گمان میں آتا ہے
اس کے خلاف ہے اور ذعلب یمانی نے امیر المومنینؑ سے عرض کیا۔ کیا
نے اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا اس کو آنکھیں درک نہیں کر سکتیں مشاہدہ
کے ساتھ بلکہ اس کا دل ادراک کرتے ہیں حقائق ایمان کے ساتھ۔ وہ
ان کے قریب ہے لیکن نہ لمس کے ساتھ اور دور ہے ان سے لیکن نہ
مباینت۔ وہ بولتا ہے لیکن فکر و نظر کے ساتھ نہیں۔ وہ ارادہ کرتا ہے

بیکن بغیر خواہش کے وہ صانع ہے بغیر اعضاء و جوارح کے وہ لطیف لیکن مخفی رہنے سے اس کی صفت نہیں کی جاتی - وہ بڑا ہے لیکن بڑے پن کے ساتھ اس کی تعریف نہیں ہو سکتی - وہ بغیر ادراک دیکھنے والا ہے نہ حاسہ کے ساتھ موصوف ہے - رحیم ہے - رقت کے ساتھ - موصوف نہیں - جھکتے ہیں چہرے اس کی عظمت کے سامنے ، اور دھڑکتے ہیں دل اس کے خوف سے وہ ذات کہ جس میں ایک حالت دوسری پر سبقت نہیں رکھتی - وہ اول ہے قبل اس کے کہ آخر ہو - اور ظاہر ہے قبل اس کے کہ باطن ہو اس کے علاوہ جو کوئی وحدت کے ساتھ موسوم ہے وہ قلیل ہے اور ہر عزیز اس کے بغیر ذلیل ہے اور ہر قوی اس کے سوا ضعیف ہے - اور ہر مالک اس کے علاوہ مملوک ہے اور ہر عالم اس کے بغیر متعلم ہے اور ہر قادر اس کے سوا عاجز ہے - اس کے علاوہ ہر سننے والا لطیف آوازوں سے زیادہ بہرہ ہے اور بڑی آوازیں اُسے بہرہ کر دیتی ہیں اور اس سے ہر وہ چیز دور چلی جاتی ہے جو اس کی شمار ہوتی ہے - اور ہر دیکھنے والا اس کے علاوہ وہ مخفی رنگوں اور لطیف اجسام سے نابینا ہے - اور ہر ظاہر اس کا غیر باطن ہے اور ہر باطن اس کے علاوہ ظاہر ہے جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے - وہ سلطنت کو درست کرنے کے لیے نہیں کا اور نہ زمانہ کے عواقب کے خوف سے اور نہ اس سے اعانت حاصل کرتا ہے - کسی مشورہ دینے والے کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے اور نہ کثیر التعداد شریک اور نفرت کرنے والی ضد کے مقابلہ میں بلکہ یہ سب اس کی مخلوق ہیں جن کی وہ تربیت کرتا ہے اور اس کے ذلیل بندے ہیں وہ چیزوں

میں حلول نہیں کرتا تاکہ کہا جائے کہ وہ ان میں ہونے والا ہے اور نہ ان سے
دور ہوتا ہے تاکہ کہا جائے کہ وہ ان سے الگ ہے۔ جس چیز کو اس نے
خلق کیا ہے اس کی نعت اور بنائی ہوئی مخلوق کی تدبیر نے اُسے نہیں تھکایا
دیا اور چیزوں کو خلق کر دیا ہے۔ اب عاجزی نے اُسے وہیں نہیں روک دیا۔
اور نہ کبھی اس کو اپنی قضا و تقدیر میں شبہ ہوا۔ بلکہ اس کی قضا مضبوط
ہے اور اس کا علم محکم ہے۔ اور اس کا حکم پختہ ہے۔ ناراضگی کے باوجود
اسی سے امید رکھی جاتی ہے اور نعمتیں بخشش دینے کے باوجود اس سے خوف
کیا جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا ہمیں بتائیے اے امیر المومنین آپ نے
اپنے رب کو کیسے پہچانا۔ فرمایا عزم و ارادہ کے فسخ ہونے اور ہمتوں کے
پلٹ جانے کے ساتھ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ میرے اور
میرے مقصد کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور عزم کرتا ہوں تو قضا میرے
عزم کی مخالف ہو جاتی ہے۔ تو اس سے میں نے پہچان لیا کہ میرا تدبیر کرنے
والا کوئی اور ہے۔ راوی کہنے لگا اس کی نعمتوں کا شکر کس لیے ادا کرتے
ہو۔ فرمایا میں نے ایک مصیبت کو دیکھا کہ جسے خدا نے مجھ سے پھیر دیا اور
میرے غیر کو اس میں مبتلا کر دیا اور اپنے احسان سے مجھے نوازا تو میں نے
سمجھا کہ اس نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اور مجھ پر انعام کیا ہے لہٰذا میں نے
اس کا شکر ادا کیا۔ راوی کہنے لگا آپ اس کی ملاقات کو کس لیے پسند کرتے
ہیں۔ فرمایا جب میں نے دیکھا ہے کہ اس نے میرے لیے ملائکہ اور انبیاء
و رسل کے دین کو پسند کیا ہے تو میں نے جان لیا ہے کہ اس نے میری تکریم

کی ہے اور میرے لیے کرامت و بزرگی کا گھر پسند فرمایا ہے۔ لہٰذا میں اس کی ملاقات کا مشتاق ہوا۔ فرمایا: جو خدا کی عبادت وہم وگمان کی بنا پر کرے کہ وہ صورت یا جسم ہے تو وہ کافر ہوگیا اور جو نام کی عبادت کرے نہ معنی کی تو اس نے غیر خدا کی عبادت کی اور جو معنی کی عبادت کرے نہ اسم کی اس نے غائب کی طرف دلالت کی اور جو اسم و معنی دونوں کی عبادت کرے تو اس نے شرک کیا۔ اور دو کی عبادت کی اور جو معنی کی عبادت کرے اس لحاظ سے کہ اسم اس پر واقع ہوتا ہے پس اس پر اس نے اپنے دل کو باندھا اور اس کی زبان نے خلوت وجلوت میں اس کے ساتھ نطق کیا اور بولی تو یہ میرا اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے۔ صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا اور کہا اے فرزند رسولؐ مجھے اللہ کی طرف رہبری کیجیے کہ وہ کیا ہے۔ کیونکہ جدال و مباحثہ کرنے والے بہت سی باتیں کرتے ہیں۔ اور انھوں نے مجھے حیران و پریشان کر دیا ہے تو حضرت صادقؑ نے اس سے فرمایا۔ کبھی تو کشتی پر سوار ہوا ہے۔ اس نے کہا ہاں فرمایا تو کیا کبھی تیری کشتی ایسی جگہ ٹوٹی ہے کہ جہاں نہ کوئی دوسری کشتی ہو جو تجھے نجات دے اور نہ تو تیر سکتا ہو جو تجھے بے پرواہ کر سکے۔ وہ کہنے لگا ہاں۔ فرمایا کیا تیرا دل وہاں متعلق ہوا ہے کہ ایک ایسی چیز ہے جو قادر ہے کہ اس ورطہ ہلاکت سے تجھے چھڑا دے۔ کہنے لگا ہاں۔ صادقؑ نے فرمایا پس وہی چیز جو نجات دینے کی قدرت رکھتی ہے۔ جہاں کوئی نجات دینے والا نہ ہو اور فریاد رسی کرتی ہے۔ جہاں کوئی فریاد رسی کرنے والا نہ ہو اللہ کی ذات ہے یا اس آیت

کی تفسیر میں کہ اللہ کا اندازہ اُنھوں نے نہیں لگایا جو اندازے کا حق ہے
آیا ہے کہ یعنی انھوں نے اُسے نہیں پہچانا جو پہچاننے کا حق ہے اور نہ
اس کی تعظیم کی ہے جو تعظیم کا حق ہے اور نہ اس کی عبادت کی ہے جو
عبادت کرنے کا حق ہے۔ امیر المومنینؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ کو اپنی وصیت
میں فرمایا کہ تیرا رب اس سے اعظم اور بلند تر ہے کہ اس کی ربوبیت قرب
مساعدت و اشارت کے الفاظ سے ثابت ہو اور جب آپ خدا کی تعریف
کرنے میں مبالغہ کرتے تو کہتے لائق تسبیح ہے وہ ذات کہ جب عقلیں انتہا تک
پہنچتی ہیں تو اس تک پہنچنے سے پہلے حیران و پریشان رہ جاتی ہیں اور
بابرکت ہے وہ کہ جب زیرکیاں اس کی کیفیت بیان کرنے میں غرق ہو جاتی
ہیں تو اس کی طرف دلالت کرنے کے علاوہ ان کے لیے کوئی راستہ نہیں اور
خدا کا یہ ارشاد کافی ہے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور
جاننے والا ہے۔ اس کتاب کا مصنف کہتا ہے۔ دل کا علاج سات چیزوں
میں ہے۔ سلامتی کے راستوں میں فکر کرنا عقلی دلیلوں میں تدبر کرنا خواہش
نفس کو چھوڑ دینا اور قرآن مجید کی قرات تدبر کے ساتھ کرنا اور شکم کا خالی ہونا
اور راتوں کو اٹھ کر [illegible] درست کرنا اور وقت سحر تضرع و زاری کرنا اور علمائے ربانیین
کے پاس بیٹھنا اور جو شخص اپنے نفس پر کتاب عزیز کے آداب اور اس
کے معانی پر غور اور اس پر عمل کرنا اور ہمارے نبی محمد مصطفیٰؐ اور اہل بیت
کی سنت پر عمل کرنا لازم کر دے تو خداوند عالم اس کے دل کو نور ایمان سے
روشن کر دے گا اور برہان قائم کرنے کی توفیق دے گا اور اس کے سینہ

اور قول و فعل کو حق کا گواہ بنا دے گا کسی کا شعر ہے اور کھرا وہ ہے جس کا
دل خیر کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ اس کے چہرہ پر خیر کا عنوان۔ مروی ہے
نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ گھر کا ستون اس کا اساس اور بنیاد ہوتی ہے اور
دین کا ستون اللہ کی معرفت اور اس کی وحدانیت کا یقین اور عقل قامع
ہے عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسولؐ عقل قامع کیا ہے۔ فرمایا گناہوں سے
رکنا اور طاعت الٰہی پر حریص ہونا اور اس کے جمیل احسان اور انعام
اور حسن بلاء (اچھے طریق پہ آزمائش کرنا) پر شکر ادا کرنا اور اللہ کی معرفت
کے علامات میں ہے۔ اس سے شدت خوف اور اس کی ہیبت خداوند عالم
فرماتا ہے۔ پس اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ڈرتے ہیں اور یہ اس لیے
ہے چونکہ وہ اس کا اپنے دلوں کے اندر مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ یہ معرفت
بھی رکھتے ہیں کہ وہ انھیں دیکھ رہا ہے جس طرح کہ وہ فرماتا ہے کہ اور وہ
تمھارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو گے۔ پس جتنی بندے کی اللہ سے
معرفت بڑھتی جاتی ہے اتنا اس کا خوف اور ہیبت بڑھتے جاتے ہیں اور
اسی طرح بادشاہ کے ملازمین میں سے اس کی زیادہ معرفت رکھنے والا وہ
ہے جو اس کا خوف و ہیبت زیادہ رکھتا ہے۔ اور اس کی مثال ان دو
اشخاص جیسی ہے جو ایک گھر میں داخل ہوں انھیں سے ایک کو معلوم ہو
کہ بادشاہ دروازے پر کھڑے ہو کر اسے دیکھ رہا ہے۔ پس وہ اچھے ادب
سے پیش آئے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو خلاف ادب ہو۔ اور دوسرے کو
یہ معلوم نہیں کہ بادشاہ اسے دیکھ رہا ہے پس وہ بے ادبی کرے اور ایسا کام

کو سے جو بادشاہ کے بارگاہ میں کرنا مناسب نہیں۔ اسی طرح جو خدا کو پہچانتا
ہے کہ خدا ذرہ ذرہ کا علم رکھتا ہے اسے تمام حالات اور پوشیدہ مقامات میں سے دیکھ رہا
ہے تو وہ خدا سے باادب ہو کر رہتا اور اس سے ڈرتا ہے اور خدا پر اس
کی نگاہ رہتی ہے اور جو اللہ کو نہیں پہچانتا وہ اس حالت سے خالی اور
جاہلیت کا مرتکب ہوتا ہے اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر گناہگار گناہ کرتے
وقت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے تو وہ جاہل ہے کیونکہ
اس نے اسے سب دیکھنے والوں سے پست قرار دیا ہے۔ اور اگر وہ یہ
اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ کافر ہے۔ تو دونوں چیزیں
خطرناک، عظیم اور تباہ کن ہیں اور اس میں شک نہیں کہ معرفت خدا اور شرم وحیا
کا سبب ہے اور عارف کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کا دل علائق دنیا
اور اس کی مصیبتوں سے فارغ ہوتا ہے اور آخرت کے خیالات اور مولا کی
یاد میں مشغول ہوتا ہے اور صاحب معرفت کسی فوت شدہ چیز پر افسوس نہیں
کرتا سوائے ذکر الہی کے۔ کہ وہ ہمیشہ خدا کے علاوہ کسی چیز کو نہیں دیکھتا لیکن
اللہ کو دیکھتا ہے اسے کسی چیز کے فوت ہونے کا افسوس نہیں ہوتا۔ کیونکہ
وہ اللہ کے علاوہ سب چیزوں کو فنا و زوال کی آنکھ سے دیکھتا ہے تو پھر وہ
کس طرح فنا اور زائل ہونے والی چیز پر نظر رکھے گا جس طرح خدا فرماتا ہے
کہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے ذات الہی کے اور صاحب معرفت کو دنیا
سے جاتے ہوئے کسی چیز پر افسوس نہیں ہوتا مگر اپنے گناہ پر کم ہونے
اور اپنے مالک کی تعریف و توصیف میں کوتاہی کرنے پر اور ہر چیز کا ایک ثمر

اور نتیجہ ہوتا ہے اور معرفت کا نتیجہ ہیبت خوف اور اُنس الٰہی ہے۔ اور ہر
چیز کے لیے ایک عذاب و تکلیف ہوتی ہے اور صاحب معرفت کے لیے
عذاب و تکلیف کا باعث ذکرِ خدا میں سُستی اور فکر سے غافل رہنا ہے
اور معرفت کی ایک علامت اللہ کی محبت ہے۔ اور جب عارف میں اللہ
کی محبت شدت اختیار کر لیتی ہے۔ تو خدا اس کا کان آنکھ ہاتھ اور زبان
ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خداوند عالم جب کسی بندے
سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل ؑ سے کہتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں
تم بھی اس سے محبت کرو۔ اور زمین میں اس کے لیے قبولیت رکھ دی
جاتی ہے۔ اور محبت ایک باشرف کیفیت ہے۔ جس طرح کہ خداوند عالم نے
ایک گروہ کی اس کے ساتھ تعریف کی ہے۔ فرماتا ہے پس عنقریب خداوند عالم
ایک ایسی قوم کو لے آئے گا کہ جن سے وہ محبت کرتا ہے اور وہ اس سے
محبت کرتے ہیں اور خدا کا اپنے بندوں سے محبت کرنا یہ ہے کہ دنیا میں وہ
ان پر کثیر نعمتیں وسیع کر دیتا ہے جبکہ وہ اس کی اطاعت کریں اور آخرت میں
انھیں ثواب عطا کرے۔ باقی رہا اس کا کفار اور گناہگاروں پر انعام کرنا تو
وہ ان کا پیٹ بھرنا اور انھیں عذاب کے قریب لے جانا ہے نہ کہ وہ
محبت کی بناء پر صادر ہوتا ہے۔ جس طرح وہ فرماتا ہے نہ گمان کریں ان لوگوں
کو جنھوں نے کفر کیا ہے۔ کہ ہم جو انھیں تونگری دیتے ہیں تو وہ ان کے لیے
بہتر ہے ہم تو انھیں اس لیے تونگر بناتے ہیں تاکہ وہ زیادہ گناہ کریں اور
فرمایا ہم انھیں آہستہ آہستہ عذاب کے قریب لے جاتے ہیں۔ جہاں سے

انھیں معلوم نہیں ہوتا - فرمایا کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو ان کے مال اور اولاد
کو بڑھا دیتے ہیں تو ہم انھیں اچھی چیزوں کی طرف جلدی لے جا رہے ہیں -
بلکہ وہ تو شعور نہیں رکھتے اور اللہ کا اپنی اطاعت کرنے والوں سے محبت
کرنا یہ ہے کہ وہ ان کو نفع پہنچانے اور ثواب دینے کا ارادہ کرتا ہے اور
اس محبت کا نام اللہ کی رحمت اور اس کا اپنے بندوں کی تعریف کرنا ہے
جس طرح کہ اس کا ان لوگوں کی مذمت کرنا کہ جن پر وہ غضبناک ہے اس کا غضب
ہے اور اللہ سے محبت کرنے والے تو دنیا و آخرت کا شرف لے گئے کیونکہ
نبی کریم نے فرمایا ہے - انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت
کرے اور کونسی منزلت اشرف اور کونسا درجہ اس سے اعلیٰ ہے کہ
انسان اللہ کے ساتھ ہو اور جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے لیکن اس
کی حدود کی حفاظت نہ کرے - وہ دعویٰ محبت میں سچا نہیں ہے اور بندہ
کے اللہ سے محبت کرنے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اس کو کبھی نہ بھولے گا
جو کسی محبوب سے محبت کرتا ہے وہ سوتے اور جاگتے میں اس کی یاد میں
سرگرداں رہتا ہے اور جب بندہ ملاقات خدا کے شوق اور دنیا میں رہ کر
اس کی عبادت کرنے کی طرف راغب ہونے میں متردد ہو تو معاملہ اللہ کے
سپرد کر دے اور کہے کہ اے میرے مالک ان دو امور میں سے جو تجھے زیادہ
پسند ہے اسے میرے لیے اختیار فرما - روایت ہے کہ جناب داؤدؑ ایک
صحرا کی طرف نکلے تو وحی ہوئی کہ اے داؤدؑ میں تجھے اکیلا دیکھ رہا ہوں تو
عرض کیا کہ اے معبود میرا شوقِ ملاقات شدت پکڑ گیا ہے اور میں اپنے

اور تیرے درمیان تیری مخلوق کو حائل پاتا ہوں۔ ارشاد ہوا ان کی طرف پلٹ جاؤ۔ کیونکہ اگر میرا ایک بھاگا ہوا بندہ لے کر آؤ گے تو لوح محفوظ میں تجھے حمید (لائق تعریف) ثبت کر دوں گا اور انسان کو چاہیے کہ وہ راحت نعمت اور عافیت کے وقت موت کی تمنا کرے جس طرح جناب یوسفؑ جب کنوئیں میں ڈالے گئے تو نہیں کہا کہ مجھے موت دے دے اور نہ قید کی حالت میں کہا کہ مجھے مار دے۔ البتہ جب ماں باپ ان کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے انھیں سب نے سجدہ کیا اور یہ عظیم مسرت و خوشی کا وقت تھا بسبب احبّاء و اعزّا کی ملاقات اور پوری سلطنت کے اور کمال نعمت حاصل تھی تو کہنے لگے کہ مجھے مسلمان بنا کر موت دے۔ اور روایت ہے کہ جناب شعیبؑ اتنا روئے کہ بینائی زائل ہو گئی۔ خداوند عالم نے ان کی بینائی پلٹا دی۔ پھر روئے اور بصارت غائب ہوئی دوبارہ واپس دی گئی۔ پھر روئے اور نابینا ہو گئے تیسری مرتبہ انھیں بینائی عطا ہوئی تو وحی ہوئی کہ اے شعیبؑ اگر یہ گریہ جنت کے لیے ہے تو میں نے جنت تمہارے لیے مباح قرار دی ہے اور اگر جہنم کے خوف سے ہے تو میں نے اسے تم پر حرام قرار دیا ہے تو شعیبؑ نے عرض کیا نہیں بلکہ تیرے شوق میں یہ گریہ ہے تو ارشاد ہوا اسی لیے میں نے اپنے نبی اور کلیمؑ کو دس سال تیرا خادم بنا کر رکھا تھا اور جو اللہ کا مشتاق ہو ہر چیز اس کی مشتاق ہوتی ہے۔

روایت ہے کہ خداوند عالم نے ایک کتاب میں نازل فرمایا۔ اے میرے بندے مجھے اپنے حق کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ تجھے بھی میرے حق کی قسم

ہے کہ مجھ سے محبت کر اور محبتِ خدا شوقِ ملاقات کو ابھارتی ہے اور نیک عمل
پر اکساتی ہے۔ خدا کے اس ارشاد کی بنا پر کہ جو اپنے پروردگار کی ملاقات
کی امید رکھتا ہے۔ اُسے نیک عمل کرنا چاہیے اور اپنے رب کی عبادت میں
کسی کو شریک نہ قرار دے۔ اور منجملہ ان امور کے جن کے ساتھ خدا کی معرفت
پر استدلال کیا جا سکتا ہے یہ بات بھی ہے کہ اس جہان کا کوئی نہ کوئی بنانے
والا ضرور ہے۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ کشتی کے تختے، میخیں اور رسّے وغیرہ
ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں بغیر کسی جوڑنے و ترکیب کرنے والے کے اور
لوگ کشتی کے ذریعہ ملاح کے بغیر دریا کو عبور نہیں کر سکتے اور کشتی میں ساز و سامان
خود بخود نہیں بھر جاتا اور نہ وہ آ جا سکتی ہے بغیر کسی تدبیر کرنے والے کے
تو جب عقول اسے محال سمجھتے ہیں تو اتنے بڑے جہان کا عالم وجود میں آنا اور
اس کے نظام کا چلنا زیادہ ہی ممنوع اور محال ہے اور ہم نے کوئی چرخی پھیرنے
والے کے بغیر اور کوئی چکی پیسنے والے کے بغیر اور کوئی چراغ جلانے والے
کے بغیر جلتا نہیں دیکھا۔ پس کونسا چراغ آفتاب و مہتاب سے زیادہ
روشن ہے جو اہلِ آسمان و زمین اور مشارق و مغارب کو روشنی دیتے ہیں۔
اور کونسی چرخی ان افلاک سے کہ جن کے چاند سورج اور ستارے ایک شب و
روز میں ہزارہا سال کے رستہ کو طے کرتے ہیں۔ زیادہ گردش کرنے والی ہے
کہ جنہیں تو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ بغیر اس کے کہ کوئی تجھے ان کی خبر
آ کے بتلائے۔ جس طرح وہ فرماتا ہے کہ خدا نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند
کیا ہے کہ جنہیں تم دیکھ رہے ہو۔ اس آیت سے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف

کہ یہ عظیم نشانی ہیں جو اپنے بنانے والے کی عظمت اور اس کی پختہ تدبیر اور زیادہ وسیع قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ فرمایا کیا تم اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح بنایا گیا۔ اور آسمان کی طرف کہ وہ کس طرح بلند کیے گئے اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کس طرح نصب کیے گئے۔ اور زمین کی طرف کہ وہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔ فرمایا آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے آنے جانے میں صاحبان عقل کے لیے نشانیاں ہیں اور آیات اس سلسلہ میں کافی زیادہ ہیں اور اس سے چارہ کار نہیں کہ ان کا کوئی پیدا کرنے والا اور باحکمت تدبیر کرنے والا ہے۔ پس غور و فکر کرو اور نظر عبرت سے دیکھو تو تمہیں اس کی توحید کی دلیلیں سورج سے زیادہ واضح اور چاند سے زیادہ روشن ملیں گی اور جو شخص حدبندی کے ساتھ اس کی تعریف کرے وہ ملحد ہے اور جو اس کی طرف کسی جہت میں اشارہ کرے وہ کافر ہے اور جو اسے اپنے تصور میں لے آئے وہ گمراہ ہے اور جو اسے کسی چیز سے تشبیہہ دے وہ منکر ہے اور جس کا امتیاز تم اپنے اوہام کے ذریعہ کرو۔ اور جسے تم اپنے نفوس میں ممثل پاؤ اور اپنے اذہان میں جس کی تصویر کشی کرو وہ تمہاری طرح حادث اور مصنوع ہے۔ پس اس کا عارف وہ ہے جو ان محال اسبابیہ سے بلند تر سمجھ کر اس کی توحید کا اقرار کرے۔ اور منجملہ ان امور کے جن سے اللہ کی توحید اور اس کی عظیم قدرت پر استدلال کیا جا سکتا ہے اور وہ اصحاب فیل (ہاتھیوں اور ان کے سواروں) کا واقعہ ہے۔ کہ جن کی خداوند عالم نے خبر دی ہے۔ اور جو مصیبت انھیں پہنچی تھی کہ جس میں کسی کا کسی طریقے سے کوئی ہاتھ نہیں تھا

اور نہ کوئی اس کا انکار کر سکتا ہے۔ اور مشہور واقعہ تھا۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ قریش کے سامنے رسول کہے (حالانکہ وہ بہت عناد رکھتے تھے اور آپ کی مخالفت کرتے تھے) کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ اور ان کا واقعہ اور جو عذاب ان پر نازل ہوا تھا۔ اسے بیان کیا) مگر یہ کہ وہ اسے دیکھ چکے اور ان میں سے بہت سارے لوگ اس کا مشاہدہ کر چکے تھے اور یہ انھیں طبعی امور اور عادی معاملات میں سے نہیں تھا۔ کہ جس سے ملحد قسم کے لوگ استدلال کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کا علم عادیات میں اس سے پہلے نہیں تھا اور نہ کوئی اس کی نظیر گزشتہ آثار میں ملتی تھی۔ اور وہ یوں کہ بہت سے پرندے آئیں کہ جن میں سے ہر ایک کی چونچ میں کنکری ہو۔ پھر وہ ایک لاکھ آدمی کے سر پر پھینکی جائیں اور وہ کنکری اس کی دبر سے نکل جائے اور وہ گویا اس کے کھائے ہوئے دانے والے تنکوں کی طرح ہو جائیں۔ اور اسی طرح ہر پرندے کے پنجوں میں کنکری ہو کہ جسے وہ اصحاب فیل کے سروں پر پھینکیں اور ان کے نیچے سے نکل جائیں۔ اور صرف انھیں کو باقی دنیا کو چھوڑتے ہوئے ہلاک کر دیں اور یہ کام سوائے صانع حکیم کے جو سب کچھ دیتا ہے کسی سے نہیں ہو سکتا اور وہی عالمین کا پالنے والا ہے۔ جل جلالہ کہ جس کے نام پاکیزہ ہیں اور اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور وہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

اکیانواں باب

نبی اکرمؐ اور آئمہ اطہارؑ کے ارشادات

کتاب وافی میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ ازلی جنت کی چار علامتیں ہیں کشادہ اور خوش چہرہ نرم اور فصیح زبان تقسیم کھلنے والا دل اور عطاو بخشش کرنے والا ہاتھ اور آنجنابؑ سے منقول ہے کہ مومن خدا کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم و معزز ہے کہ اس پر چالیس دن گزر جائیں اور خدا اس کو اس کے گناہوں سے پاک وصاف نہ کرے بیشک خراش یا پاؤں کا پھسل جانا۔ جوتے کے تسمے کا ٹوٹ جانا آنکھ کا پھڑکنا اور دیگر اس قسم کی چیزوں کے ذریعے ہمارے محب کو گناہوں سے پاک صاف کیا جاتا ہے۔ اور یہ کہ بغیر وجہ کے وہ مغموم ہو جاتا ہے۔ باقی رہا بخار تو میرے والد نے اپنے آباو اجداد کے سلسلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایک رات کا بخار ایک سال کا کفارہ ہے۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عادل بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ ہے کہ جس کی پناہ میں ہر مظلوم رہتا ہے تو جو بادشاہ عدل کرے تو اس کے لیے عدل اور اجر ہوگا۔ اور اس کا رعیت پر شکر ضروری ہے۔ اور جو ظلم و جور کرے تو اس پر عذاب ہوگا۔ اور رعیت پر صبر کرنا لازم ہے یہاں تک کہ حکم خدا آئے۔ اور آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ جہنم میں ایک وادی

ہے کہ بے شک اہلِ جہنم دن میں ستر ہزار مرتبہ پناہ مانگتے اور اس وادی میں
آگ کا ایک گھر ہے اور اس گھر میں آگ کا ایک کنواں ہے اور اس کنوئیں
میں آگ کا ایک تابوت ہے اور اس تابوت میں ایک سانپ ہے کہ جس
کی ہزار دم ہیں اور ہر دم میں ہزار ڈنک ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عذاب کس کے لیے ہے فرمایا اہلِ قرآن (قاری قرآن
مسلمانوں) میں سے جو شراب پیئے روزہ ادا کو ترک کرے۔ نبی اکرم سے
مروی ہے کہ جبرئیل میرے پاس آئے جبکہ ان کا رنگ متغیر تھا۔ تو میں
نے کہا اے جبرئیل تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تیرا رنگ متغیر ہے تو وہ کہنے لگا
کہ میں نے جہنم کی آگ میں تماشا کو دیکھا ہے۔ پس مجھے جہنم میں ایک
وادی بھڑکتی ہوئی نظر آئی ہے تو میں نے مالک جہنم سے پوچھا کہ یہ
وادی کس کے لیے ہے کہنے لگا تین افراد کے لیے (۱) ذخیرہ اندوزی کرنے
والے کے لیے (۲) ہمیشہ شراب پینے والے (۳) دلالی (عورتوں کو
مردوں سے ناجائز طریقے پر ملانے والے) کرنے والے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی ندا کرے گا
کہ میرے دشمن کہاں ہیں تو جبرئیل کہے گا اے پروردگار تیرے دشمن تو
بہت سے ہیں۔ کونسے تیرے دشمن مراد ہیں تو خدا عزوجل فرمائے گا۔
شرابی کہاں ہیں۔ وہ لوگ جو نشے میں رات بسر کرتے تھے۔ کہاں ہیں وہ
جو جوا کی شرط لگا ہوں کو حلال سمجھتے تھے پس انھیں شیاطین کا قرین
دیا گیا ٹھہرا دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کسی قسم کی

سے شادی کرنے پر راضی ہو جائے تو وہ منافق ہے اور وہ آگ میں قید کر دی جائے گی۔ اور جب وہ مر جائے گی تو اس کی قبر میں عذاب کے ستر دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جب وہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کہتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان جتنے فرشتے ہیں وہ اس پر لعنت کرتے ہیں اور خدا دنیا اور آخرت میں اس پر غضب ناک ہوگا اور ہر دن اور رات اس پر خدا ستر گواہ لکھے گا۔ اور آپؐ نے فرمایا جو اپنی عزیز بیٹی کی شادی کسی فاسق سے کرے تو اس پر ہر دن ہزار لعنت نازل ہوتی ہے اور اس کا کوئی اچھا عمل آسمان پر نہیں جاتا اور نہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کا خرچ کیا ہوا اور عدل و انصاف قبول نہیں ہوگا۔ اور آپؐ نے فرمایا جو عورت اپنا حق مہر اپنے شوہر کو بخش دے تو اُسے سونے کے ہر مثقال کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر و ثواب ملے گا۔ فرمایا جو عورت اپنے شوہر کے راز کو چھپائے پس اس پر کوئی مطلع نہ ہونے پائے تو وہ حورالعین کے درجوں میں ہوگی۔ اور اگر وہ شوہر اطاعتِ خدا میں نہ ہو تو پھر بیوی کے لیے اس کا چھپانا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان عورت کے نکاح میں گواہ ہو تو وہ رحمتِ خدا میں ڈوبا ہوا ہے اور اس کے لیے ہزار شہید کا ثواب ہوگا۔ اور جتنے قدم اُٹھائے گا ہر قدم کے بدلے ایک نبی کا ثواب ملے گا۔ اور جو کلمہ اس سلسلے میں وہ کہے گا۔ اس کے لیے خدا ایک سال کی عبادت لکھے گا اور وہاں سے نہیں پلٹے گا۔ مگر بخشا ہوا اور جو بیوی اور شوہر کے درمیان کوشش کرے۔ اور وہ ان کی شادی کی رہنمائی کرے تو جتنے بال اُس کے

ن پر ہیں ہر بال کے بدلے اُسے جنت کا ایک شہر دے گا اور ہزار حوروں سے
ن کی شادی کرے گا۔ اور گویا اس نے اُمتِ محمدؐ کے قیدی خرید کر کے
اد کیئے ہیں اور اگر وہ اس سلسلہ میں جاتے یا آتے ہوئے مر جائے تو وہ
ہید ہوگا۔ فرمایا ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں شراب دف
ہو یا آلاتِ قمار بازی ہوں اور نہ اُن لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے
خدا اُن سے برکت اٹھا لیتا ہے۔ فرمایا جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت
ے جب کہ وہ شراب خوار ہے تو اس کیلئے ستاروں کی تعداد جتنے گناہ ہوں گے
جو بچہ اس مرد سے پیدا ہوگا وہ نجس ہے اور خدا اس عورت کا کوئی
بول نہیں کرے گا جب تک اس کا شوہر مر نہ جائے یا عورت اس سے طلاق نہ حاصل کرے
ی اللہ نے فرمایا ایک نیک عمل عورت ہزار بدعمل مرد سے بہتر ہے۔ فرمایا جو عورت سات
پنے شوہر کی خدمت کرے تو خدا اس سے جہنم کے سات دروازے بند کر دے گا اور
ے کے آٹھ دروازے اس کے لیے کھول دے گا کہ جس سے وہ چاہے داخل ہو فرمایا جو
اپنی بیوی کو ناحق مارے پیٹے گا تو قیامت کے دن میں اس کا دشمن ہوں گا اپنی عورتوں
پیٹا کرو، کیونکہ جو کبھی انہیں ناحق مارے پیٹے گا تو اس نے اللہ اور اس کے
ی کی نافرمانی کی ہے۔ فرمایا جو شخص کسی عورت سے اس کے حسن و جمال
پر شادی کرے تو اس کا وہ حسن و جمال اس کے لیے وبال جان ہو جائے گا۔
و عورت اپنے شوہر کو پانی پلائے تو وہ اس کے لیے ایک سال کی عبادت
بہتر ہے کہ جس میں دن کو روزے رکھے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت
ے اور خداوندِ عالم ہر گھونٹ کے بدلے جو اُس نے پلایا ہے اس عورت

کے لیے جنت میں ایک شہر تعمیر کرے گا۔ اور اس کے سارے گناہ بخش دیئے
جائیں گے۔ فرمایا تین عورتیں ایسی ہیں کہ جن سے خدا عذاب قبر کو اٹھا لے گا اور
انھیں جناب فاطمہؑ زہرا دختر رسولؐ کے ساتھ محشور کرے گا۔ (۱) وہ عورت
جو شوہر کے غیرت والے کام پر صبر کرے (۲) وہ عورت جو شوہر کی بد خلقی پر
صبر کرے (۳) وہ عورت جو اپنا حق مہر اپنے شوہر کو بخش دے۔ ان میں
سے ہر ایک کو خدا ہزار شہید کا ثواب دے گا۔ اور ہر ایک کے لیے ایک سال کی
عبادت لکھ دی جائے گی۔ امیرالمومنینؑ رسول اللہؐ سے روایت کرتے
ہیں کہ جو شخص عاریتہً پانی یا آگ لی ہوئی واپس کر دے تو اس کے لیے جنت
خیر دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص قبرستان سے گزرے تو فرشتے اس
سے کہتے ہیں اے غافل اگر تجھے وہ کچھ معلوم ہو جائے جو ہمیں معلوم ہوا ہے
تو تیرے جسم کا گوشت پگھل جائے۔ فرمایا جو کسی جنازہ پر کھڑے ہو کر ہنسے
تو خداوند عالم قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اسے ذلیل کرے گا اور اس
کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ اور جو شخص قبرستان میں ہنسے تو جب وہ واپس لوٹے
گا تو اس پر احد پہاڑ جتنا بوجھ اور عذاب ہوگا۔ اور جو اہل قبرستان پر رحمت
کی دعا کرے تو وہ جہنم کی آگ سے نجات پائے گا۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص
میت کی نیت سے صدقہ دے۔ تو خداوند عالم جبرئیلؑ کو حکم دیتا ہے کہ
اسے ستر ہزار فرشتے اس کی قبر کی طرف لے جائیں اور ہر فرشتے کے ہاتھ میں
نور کا ایک طبق ہو پس وہ اسے اس میت کی قبر پر لے جاتے ہیں اور کہتے
اے ولی خدا یہ فلاں بن فلاں کا ہدیہ ہے تیری طرف پس اس کی قبر روشن ہو

جاتی ہے اور خدا اس شخص کو جنت میں ہزار شہر عطا کرتا ہے اور ہزار حور سے
اس کی شادی کرتا ہے اور ہزار حلے اسے پہناتا ہے اور اس کی ہزار حاجت
پوری کرتا ہے۔ فرمایا جب کوئی مومن آیت الکرسی پڑھے اور اس کا ثواب
اہل قبور کے لیے قرار دے تو خداوند عالم اس کے ہر حرف کے بدلے ایک
فرشتہ خلق فرماتا ہے جو قیامت تک اس کی تسبیح کرتے رہیں گے۔ فرمایا جب
شراب خور مر جاتا ہے تو اس کی روح کو ساتویں آسمان پر لے جاتے ہیں
جیسے کہ کرام کاتبین اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں خدایا تیرا فلاں
بندہ مر گیا ہے اور وہ نشے کی حالت میں تھا تو خداوند عالم ان دونوں محافظ
فرشتوں کو کہتا ہے کہ اس کی قبر کی طرف پلٹ جاؤ اور قیامت تک اس
پر لعنت کرتے رہو۔ اور فرمایا جب ولی خدا مر جاتا ہے تو اس کی روح کو
ساتویں آسمان پر لے جاتے ہیں اور کرام کاتبین بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں
اور وہ فرشتے کہتے ہیں اسے ہمارے مالک تیرا فلاں بندہ مر گیا ہے۔ الخ
فرمایا جو شخص مر جاتا ہے اور اس کا [illegible] اور سیاہیاں [illegible] رکھنے
[illegible] تو اس کے لیے [illegible] ہے۔ فرمایا دنیا کو
[illegible] مومنوں کے لیے بہترین سواری ہے۔ اس پر وہ [illegible] پہنچتا
اور اس کی [illegible] ہے۔ جب [illegible]
[illegible] لعنت کرے تو دنیا کہتی ہے ہم دونوں میں سے جو اس کا زیادہ
[illegible] ہے اس پر [illegible] اور حضرت صادق سے [illegible]
[illegible] فرمایا [illegible] ہے۔ وہ [illegible] خارج ہو

جاتا ہے اور جو شراب پیئے وہ ایمان سے نکل جاتا ہے اور جو ماہ رمضان کے
کسی دن کا روزہ توڑ دے وہ ایمان سے باہر ہو جاتا ہے اور امام موسیٰ کاظمؑ
سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ عمرو بن عبید حضرت صادقؑ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ جب اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا تو اس نے اس آیت کی تلاوت
کی کہ جو لوگ بڑے گناہوں اور قبیح افعال سے اجتناب کرتے ہیں اور پھر
خاموش ہو گیا۔ تو صادقؑ نے اس سے فرمایا تجھے کس چیز نے خاموش کر دیا
ہے۔ تو وہ کہنے لگا میں پسند کرتا ہوں کہ کتاب خدا سے معلوم کروں کہ گناہان
کبیرہ کون کون سے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں اے عمرو سب سے بڑا گناہ
خدا کا شریک قرار دینا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے جو شخص اللہ کے ساتھ
شرک کرے۔ تو خدا اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے اور اس کے بعد رحمت
خدا سے مایوس ہونا۔ خدا فرماتا ہے اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ
کیونکہ اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر وہ لوگ جو کافر ہیں پھر خدا
حیلہ و عذاب سے مامون ہو جانا فرماتا ہے کہ خدا کے حیلہ و (عذاب سے)
مامون نہیں ہوتے مگر وہ لوگ جو خسارہ میں ہیں۔ یعنی خداوند عالم ان کے مکروہ
حیلہ کی انہیں سزا دیتا ہے اور ان میں سے والدین کی نافرمانی ہے۔ کیونکہ
خداوند عالم نے عاق (نافرمان) والدین کو جبار اور شقی (بدبخت) قرار دیا
ہے اور کسی نفس کو قتل کرنا کہ جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ
خداوند عالم فرماتا ہے اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اللہ
کا غضب اور اس کی لعنت ہے اس پر اور اس کے لیے اس نے تیار

کی ہے اور وہ بُری باز گشت ہے۔ اور پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا
قدا فرماتا ہے ایسے اشخاص پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور اُن کے
لیے عظیم عذاب ہے۔ اور یتیم کا مال کھانا خدا فرماتا ہے سوائے اس کے
نہیں کہ وہ اپنے شکموں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جہنم میں داخل ہونگے
اور میدان جہاد سے بھاگ جانا فرماتا ہے۔ اور جو انہیں پشت دکھا جائے
مگر جنگ کے لیے مُڑتے یا گروہ میں داخل ہونے کے لیے تو اس نے اللہ
کے غضب میں جگہ بنائی ہے۔ اور اس کی جائے پناہ جہنم ہے اور وہ بُری
بازگشت ہے اور سود کھانا فرماتا ہے۔ وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں تو وہ نہیں
اٹھیں گے مگر اس شخص کی طرح کہ جسے شیطان مس کر کے دیوانہ کر دیتا ہے (الخ)
اور سحر۔ اور فرماتا ہے البتہ تحقیق وہ جانتے ہیں کہ جو اسے خرید کرے تو اس کا
آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور زنا کا ارشاد ہے اور نہ یہ کام کرے وہ
گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ اور قیامت کے دن اسے دوگنا عذاب ہوگا اور
ذلت و خواری کے ساتھ۔ وہ ہمیشہ اس عذاب میں رہے گا اور جھوٹی
قسم کھانا وہ لوگ جو اللہ کے عہد کے ساتھ تھوڑے سے پیسے خریدتے
ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور خیانت کرنا فرمایا جو خیانت کرے
قیامت کے دن اس خیانت شدہ چیز کے ساتھ آئے گا اور واجب زکوٰۃ
روکنا فرمایا اور وہ دن کہ جہنم کی آگ میں انہیں گرم کیا جائے گا اور
اس کے ساتھ ان کی پیشانیاں۔ ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغ دی جائیں
اور جھوٹی گواہی دینا اور شہادت کو چھپانا۔ فرمایا اور جو شخص گواہی نہ

چھپائے تو اس کا دل گناہگار ہے۔ اور شراب پینا کیونکہ خداوندِ عالم نے اُس سے اسی طرح منع کیا ہے۔ جس طرح بت پرستی سے منع کیا ہے۔ اور نماز کو چھوڑنا یا کسی ایسی چیز کو جسے خدا نے فرض اور واجب قرار دیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ دے تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے بری الذمہ ہے اور معاہدہ کو توڑنا اور قطع رحمی کرنا۔ خداوندِ عالم فرماتا ہے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے بُرا گھر ہے۔ امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں پس عمرو گھبرا گیا اور رو دو چیخ مارکر رونا۔ اور کہنے لگا وہ شخص ہلاک ہوا جو اپنی رائے زنی کرے اور علم و فضل میں آپ سے نزاع کرے اور رسول اللہؐ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ کی نافرمانی چھ چیزوں میں کی گئی۔ محبتِ دنیا۔ حب ریاست راحت و آرام سے محبت۔ نیند سے پیار۔ عورتوں سے محبت کرنا اور کھانے سے محبت کرنا۔ فرمایا غضب ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ غضب ہر بُرائی کی چابی ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا جو اپنے آپ کو مسلمانوں کی عزت و ناموس سے روکے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزش کو معاف کر دے گا۔ اور جو اپنے غصہ کو لوگوں سے روکے تو خداوند عالم قیامت کے دن اپنا عذاب اس سے روک لے گا۔ فرمایا جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لیے ایک مخصوص وادی ہے جسے سعیر کہا جاتا ہے اُس نے بارگاہِ الٰہی میں اپنی گرمی کی شدت کی شکایت کی اور سوال کیا کہ اسے سانس لینے کی اجازت دی

جائے پس اُس نے سانس لیا تو تمام جہنم کو جلا دیا۔ امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ امام زین العابدینؑ اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ چھوٹے بڑے جھوٹ سے بچو۔ ہر سنجیدہ کلام اور مزاح میں کیونکہ جب انسان چھوٹی چیز میں جھوٹ بولتا ہے تو بڑی بات میں بھی جھوٹ بولنے کی جرأت کر لیتا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بندہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خداوند عالم اُسے صادق لکھ دیتا ہے اور جھوٹ بولتا رہتا ہے تو خدا اُسے جھوٹا لکھ دیتا ہے۔ فرمایا جھوٹ بولنا ایمان کی خرابی و بربادی ہے۔ اور امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ایمان کا ذائقہ نہیں چکھو گے۔ جب تک سنجیدگی اور مذاق میں جھوٹ کو ترک نہ کرو۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا جو شخص زیادہ جھوٹ بولے اس کی آبرو جاتی رہتی ہے امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ مرد مومن کو چاہیئے کہ وہ جھوٹے شخص کے ساتھ بھائی چارہ سے اجتناب کرے۔ کیونکہ وہ اتنا جھوٹ بولتا ہے کہ جب کبھی سچی بات کرے تو اس کی تصدیق نہیں کی جاتی۔ صادقؑ نے فرمایا جو مسلمانوں سے دو چہروں اور دو زبانوں سے ملاقات کرے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ بُرا بندہ وہ ہے جو دو چہروں اور دو زبانوں والا ہو جو اپنے بھائی کی اس کی موجودگی میں تعریف کرے اور عدم موجودگی میں اس کا گوشت کھائے۔ اگر اس کو کچھ عطا ہو تو اس پر حسد کرے اور اگر وہ مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کا ساتھ چھوڑ دے۔ خداوند عالم نے فرمایا اے عیسیٰؑ خلوت و جلوت میں

بیں تیری زبان ایک ہو۔ اور اسی طرح تیرا دل بھی۔ میں تمھیں تیرے نفس سے
ڈراتا ہوں۔ اور میں باخبر ہونے کے لیے کافی ہوں۔ دو زبانیں ایک منہ میں
درست نہیں رہ سکتیں۔ اور نہ دو تلواریں ایک نیام میں اور نہ دو دل ایک
سینہ میں اور یہی کیفیت قرآن کی بھی ہے۔ صادقؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے
فرمایا دو شخص ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے مگر ان میں سے
ایک ہدایت اور لعنت کا مستحق ہوتا ہے اور بسا اوقات دونوں مستحق
ہوتے ہیں۔ اور آپؑ ہی سے منقول ہے۔ فرمایا میرے والد نے ارشاد کیا،
رسول اللہؐ کا فرمان ہے۔ کہ جو دو مسلمان ایک دوسرے سے دوری اختیار
اور تین دن کے اندر صلح نہ کریں تو وہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور ان کی ولایت
و دوستی باقی نہیں رہتی۔ اور ان میں سے جو بات کرنے میں پہل کرے وہ
حساب و کتاب کے دن جنت کی طرف پہلے جائے گا۔ امام باقرؑ سے
منقول ہے آپؑ نے فرمایا شیطان دو مومنوں کو ایک دوسرے کے خلاف
اکساتا رہتا ہے۔ جب تک ان میں سے ایک اپنے گناہ سے نہ پلٹ آئے
جب ایسے ہی نہیں تو شیطان چت لیٹ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کامیاب
ہو گیا۔ پس خدا رحم کرے اس شخص پر جو ہمارے دو دوستوں کے درمیان الفت
محبت پیدا کرے۔ اے گروہ مومنین تم ایک دوسرے سے الفت و مہربانی
سے پیش آؤ۔ حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا
تو جنت کا ایک پردہ اٹھایا جائے گا۔ ہر ذی روح اس کی خوشبو پانچ سو
سال کی راہ سے سونگھے گا۔ مگر ایک گروہ راوی کہتا ہے میں نے کہا وہ کونسا

گروہ ہے فرمایا ماں باپ کا نافرمان - فرمایا پست ترین نافرمانی اف کہنا ہے۔ اگر علم خدا میں اس سے کوئی کم تر لفظ ہوتی تو اس سے منع کرتا جس طرح فرماتا ہے۔ اور ان دونوں سے اف نہ کہہ اور نہ ان کو جھڑک دے اور ان سے اچھی بات کہہ۔ فرمایا جو شخص اپنے ماں باپ کی طرف غصہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ ان دونوں نے اس پر ظلم کیا ہے تو خدا اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ باقرؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے اپنی ایک گفتگو میں فرمایا کہ والدین کی نافرمانی سے بچو کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی راہ سے سونگھی جا سکتی ہے لیکن والدین کا نافرمان قطع رحمی کرنے والا اور زناکار بوڑھا نہیں سونگھ سکے گا۔ باقرؑ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خداوند تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت جلال کبریائی نور عظمت بلندی اور رفعت منزلت کی قسم ہے کہ کوئی بندہ اپنی خواہش کو میری خواہش پر ترجیح نہیں دیتا مگر یہ کہ میں اس کے معاملہ کو پراگندہ اس کی دنیا کو اس کی نظروں میں آراستہ اور اس کے دل کو دنیا میں مشغول کر دیتا ہوں اور دنیا میں سے اتنا اسے عطا کرتا ہوں جتنا میں نے اس کے مقدر میں کیا ہے۔ اور مجھے اپنی عزت جلال عظمت نور بلندی اور رفعت منزلت کی قسم کہ بندہ میری خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح دے تو میں اپنے ملائکہ کو اس کا محافظ اور آسمان و زمین کو اس کے رزق کا کفیل بنا دیتا ہوں اور میں ہر تاجر کی تجارت کے پیچھے اس کا معین رہتا ہوں اور دنیا اس کے سامنے ذلیل ہو کر آتی ہے رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص انگوٹھی رکھتا اس پر [illegible]

خدا ناراض ہوتا ہے تو لوگوں میں سے اس کی تعریف کرنے والا اس کی مذمت
کرے گا۔ اور جو شخص خدا کی اطاعت کو ترجیح دے اس چیز میں جس سے
لوگ ناراض ہوتے ہیں تو خداوند عالم ہر دشمن کی دشمنی ، اور ہر حسد کرنے
والے کے حسد اور ہر بغاوت کرنے والے کی بغاوت میں اس کی کفایت
کرے گا۔ اور خدا اس کا ناصر و مددگار ہوگا۔ اور باقرؑ نے فرمایا کہ حضرت
علیؑ ایسا دروازہ ہیں جسے خدا نے کھول رکھا ہے جو اس میں داخل ہو گیا۔
وہ مومن ہے اور جو اس سے نکل گیا وہ کافر ہے اور حضرت صادقؑ سے
منقول ہے آپؑ نے فرمایا ایک بندہ گناہ کرتا ہے اور خدا اسی گناہ کی
وجہ سے اسے جنّت میں داخل کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ کیا
گناہ کی وجہ سے خدا اس کو جنّت میں داخل کرتا ہے۔ فرمایا ہاں کیونکہ وہ
گناہ کرنے کے بعد ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے اور اپنے نفس پر ناراض رہتا
ہے پس خدا اس پر رحم کرتا ہے اور اسے جنّت میں داخل کر دیتا ہے
فرمایا جو شخص گناہ کرے اور اسے یہ یقین ہو کہ خدا میرے اس گناہ سے
مطلع ہے اگر چاہے تو مجھے عذاب کرے اور چاہے تو بخش دے (تو
خدا اُسے بخش دیتا ہے) چاہے وہ استغفار نہ کرے۔ حضرت موسیٰؑ بن
جعفرؑ کے فرزند عبداللہ اپنے والدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ
سے سوال کیا۔ کیا دونوں فرشتوں کو گناہ یا نیکی کا علم ہو جاتا ہے جب
بندہ اس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ آیا خوشبو اور بدبو
ایک جیسی چیز ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں تو آپؑ نے فرمایا جب بندہ نیکی کا

قصد کرتا ہے تو اس کا سانس خوشبو لیے ہوئے خارج ہوتا ہے تو دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے سے کہتا ہے کہ رک جا اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے پس جب وہ اس نیک کام کو بجا لاتا ہے تو اس فرشتہ کی زبان قلم اور لعاب دہن سیاہی بن جاتی ہے۔ اور وہ اسے لکھ لیتا ہے اور جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سانس بدبودار ہو کر نکلتا ہے تو بائیں طرف والا دائیں طرف والے سے کہتا ہے۔ ٹھہر جا کہ اس نے برائی کا قصد کیا ہے پھر جب وہ اسے کر لیتا ہے تو اس کی زبان قلم اور اس کی تھوک سیاہی بن جاتی ہے۔ اور وہ دنیا و آخرت میں وہ گناہ اس کے لیے ثبت کر دیتا ہے۔ صادقؑ سے منقول ہے کہ جب بندہ اللہ کی رضا کے لیے خلوص سے توبہ کرلے تو خداوند عالم دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کر دیتا ہے۔ میں نے کہا کس طرح پردہ پوشی کرتا ہے۔ فرمایا ملائکہ کو بھلوا دیتا ہے وہ گناہ جو انھوں نے اس کے لکھے ہیں۔ پھر اس کے اعضاء و جوارح کی طرف وحی کرتا ہے کہ اس کے گناہوں کو چھپاؤ اور زمین کے قطعوں کو وحی کرتا ہے کہ جو گناہ اس نے تم پر کیے ہیں انھیں پوشیدہ رکھو اور جب وہ بارگاہِ خدا میں جائے گا تو کوئی چیز اس کے خلاف کسی گناہ کی گواہی نہیں دے گی۔ باقرؑ نے فرمایا اے محمد بن مسلم مسلمان جب توبہ کر لے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پس مومن کو چاہیے کہ وہ استغفار کے بعد نئے سرے سے عمل کرنا چاہیے۔ خدا کی قسم یہ صرف اہلِ ایمان کے لیے مخصوص ہے۔ میں نے عرض کیا اگر توبہ اور استغفار کے بعد گناہوں کی طرف پلٹے اور پھر توبہ کرے تو آپؑ نے فرمایا اے محمد بن مسلم

کیا تو سمجھتا ہے کہ بندہ مومن اپنے گناہ پر پشیمان ہو اور اللہ سے اس کی مغفرت
طلب کرے اور توبہ کرے تو کیا پھر بھی خدا اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔
میں نے عرض کیا اگر وہ کئی دفعہ ایسا کرے کہ گناہ کرے پھر توبہ اور استغفار
کرے۔ فرمایا جب بھی مومن استغفار اور توبہ کی طرف لوٹے تو خدا اس کو
بخش دیتا ہے۔ اور بے شک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ
توبہ کو قبول کرتا اور گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور کسی سے کہ مومنین
کو کہیں اللہ کی رحمت سے ناامید کرو۔ اور آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ
گناہ سے توبہ کرنے والا مثل اس کے ہے کہ اس نے گناہ ہی نہیں کیا اور
گناہ پر قائم رہنے والا جبکہ وہ استغفار بھی کرتا ہے تو وہ استہزاء کرنے
والے کی مانند ہے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا جو شخص روزانہ ستر مرتبہ اللہ
سے استغفار کرے تو خدا اس کے سات سو گناہ معاف کر دیتا ہے اور
اس بندے میں خیر و اچھائی نہیں جو سات سو سے زیادہ گناہ کرے۔ اور
فرمایا کوئی مومن نہیں مگر وہ ایک گناہ سے ایک وقت تک بچتا رہتا ہے
پھر اس کا مرتکب ہوتا ہے اور یہی پر دلالت کرتا ہے خدا کا یہ قول الا
اللمم یعنی مگر چھوٹے چھوٹے گناہ اور میں نے آپؑ سے خدا کے اس ارشاد
کے متعلق سوال کیا کہ وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے اور فواحش سے اجتناب
کرتے ہیں مگر لمم۔ فرمایا فواحش تو زنا اور چوری ہیں اور لمم وہ گناہ ہے
جس کا انسان ارتکاب کرتا ہے پھر اس سے اللہ سے استغفار کرتا ہے
وہب کے بعض اصحاب سے منقول ہے کہ امیرالمومنینؑ ایک دن کوفہ میں منبر

پر تشریف لے گئے پس اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا گناہ تین قسم کے ہیں۔
پھر آپ چپ ہو گئے۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ اے
امیر المومنین آپ نے فرمایا تھا کہ گناہ تین قسم کے ہیں۔ پھر آپ چپ ہو گئے۔
تو آپ نے فرمایا میں نے ان کا ذکر نہیں کیا مگر اس لیے کہ ان کی تفسیر کروں
لیکن مجھ کو ایک ایسی چیز پیش آگئی جو میرے اور گفتگو کے درمیان حائل
ہو گئی تو ہاں گناہ تین قسم کے ہیں ایک وہ گناہ ہے جو بخش دیا جائے گا۔
ایک وہ ہے جو نہیں بخشا جائے گا اور ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کے
مرتکب کے لیے امید بھی رکھی جا سکتی ہے اور خوف بھی۔ تو اس شخص نے
کہا تو ان کی وضاحت فرمایئے۔ فرمایا ہاں وہ گناہ جو بخش دیا جائے گا۔
اس بندے کا ہے کہ جس پر خدا نے دنیا میں عتاب کیا ہے اور خدا زیادہ
اچھا حکم کرنے والا اور زیادہ کریم ہے۔ اس سے کہ کسی گناہ پر اپنے بندہ
کو دو مرتبہ عتاب کرے۔ اور وہ گناہ جو نہیں بخشا جائے گا۔ وہ بعض
لوگوں کا دوسرے لوگوں پر ظلم کرنا ہے کیونکہ خداوند عالم نے اپنی ذات
کی قسم کھائی ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ
ظالم کے ظلم سے میں درگزر نہیں کروں گا۔ اگرچہ ہتھیلی کے برابر ہتھیلی ہو۔
ہتھیلی کا چھونا ہو یا سینگ والے جانور کا بغیر سینگ والے جانور کو مارنا
ہو۔ پس خدا بعض بندوں کا دوسروں سے قصاص اور بدلہ لے گا۔ یہاں
تک کہ کسی کا ظلم کسی پر نہیں رہے گا۔ باقی رہا تیسرا گناہ تو وہ ایسا گناہ
ہے کہ جس کی خدا بندہ پر پردہ پوشی کرتا ہے اور وہ اس سے توبہ کا

توفیق دیتا ہے۔ پس وہ اپنے گناہ سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب سے امید رکھتا ہے پس ہم اس کے لیے اسی طرح ہیں جیسے وہ اپنی ذات کے لیے پس اس کے لیے رحمت کی امید کی جا سکتی ہے۔ اور امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ فرمایا جب خدا کی مشیت یہ ہو کہ کسی بندہ کی تکریم و عزت افزائی کرے اور اس کے ذمہ کوئی گناہ ہو تو اسے بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے اور اگر اس سے یہ نہ کرے تو اس پر موت کو سخت کر دیتا ہے تاکہ وہ گناہوں کا بدلہ ہو جائے اور اگر خدا یہ چاہتا ہو کہ کسی بندے کو ذلیل کرے اور اس نے کوئی نیکی کی ہوئی ہو تو اس کے بدن کو صحیح و سالم قرار دیتا ہے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کے رزق کو وسیع کر دیتا ہے اور اگر ایسا بھی نہ کرے تو موت کو اس کے لیے آسان کر دیتا ہے۔ پس وہ اس کی نیکی کا بدلہ ہو جاتی ہے۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہوں اور اس کے اعمال ان کا کفارہ نہ بن سکیں تو خدا اسے حزن و ملال میں مبتلا کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ ان کا کفارہ ہو جائے۔ اور آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کوئی بندہ دنیا سے خارج نہیں ہوتا کہ جس پر رحم کرنے کا میں ارادہ رکھتا ہوں۔ جب تک کہ میں اس کے تمام گناہوں کو پورا نہیں کر لیتا۔ اس کے جسم کو بیمار کر کے یا اسے روزی کی تنگی دے کر یا دنیا میں اسے خوف زدہ رکھ کے۔ اب اگر کچھ گناہ باقی رہ جاتے ہیں تو میں اس پر موت کو سخت کر دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ

اپنی شرمگاہ کو چھپاتے ۔ اور اللہ کا دین ہماری محبت کے ساتھ پائے تو
وہ قیامت کے دن امان میں ہوگا ۔ اور حضرت باقرؑ نے فرمایا کتنی اچھی ہیں
وہ نیکیاں جو برائیوں کے بعد ہوں اور کتنی بری ہیں وہ برائیاں جو نیکیوں
کے بعد ہوں اور صادقؑ سے منقول ہے ۔ آپؑ نے فرمایا تم ناقص عمروں
اور گنے چنے دنوں میں زندگی بسر کر رہے ہو اور موت اچانک تم پر وارد
ہوگی ۔ جو اچھی زراعت کرے قابل رشک فصل کاٹے گا اور جو بری زراعت
کرے وہ پشیمانی کاٹے گا ۔ ہر زراعت کرنے والے کو وہ کچھ ملے گا جو
اس نے بویا ہے ۔ تم میں سے جو سست ہے اس کے حصہ کی طرف وہ
سبقت نہیں کرے گا ۔ اور حریص اس چیز کو حاصل نہیں کر سکتا ۔ جو اس
کے مقدر میں نہیں ۔ جس کو خیر ملے تو اللہ کا عطیہ ہے ۔ اور جو شر سے محفوظ
رہے تو اللہ اسے محفوظ رکھتا ہے ۔ آپؑ سے ہی مروی ہے فرمایا ایک
شخص ابوذرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا وجہ ہے کہ ہم موت کو ناپسند
کرتے ہیں ۔ تو ابوذرؓ نے کہا کیونکہ تم نے دنیا کو آباد کر رکھا ہے اور آخرت
کو برباد ۔ لہٰذا تم آباد کو چھوڑ کر برباد جگہ کی طرف منتقل ہونے کو پسند نہیں
کرتے ۔ وہ شخص کہنے لگا آپؓ کے نزدیک بارگاہِ خدا میں ہمارے جانے کی
کیا کیفیت ہوگی ۔ کہا اچھا شخص تو اس غائب کی مانند ہوگا جو اپنے گھر والوں
میں لوٹ آتا ہے اور برا شخص وہاں ایسے جائے گا جیسے غلام کی طرح ہے جو اپنے مولا
کے پاس آتا ہے ۔ وہ کہنے لگا آپ کی نظر میں ہماری خدا کے پاس کیا حالت ہوگی
تو کہا کہ اپنے اعمال کو خدا کی کتاب کے سامنے پیش کرو ۔ خدا فرماتا ہے کہ نیک

زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں عطا کی گئی کہ جس کو جب وہ دیکھے تو وہ اسے خوش
کرے۔ اور جب اس کو قسم دے تو وہ اُسے نبھائے اور جب اس سے
غائب ہو تو وہ عورت اس کی حفاظت کرے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا میری امت
کی عورتوں کی تباہی سُرخ سونے اور باریک کپڑوں میں ہے۔ اور میری
اُمت کے مردوں کی تباہی علم کو چھوڑنے اور مال کو جمع کرنے میں ہے اور
آپؐ نے فرمایا کہ خدا جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے کسی
مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کی تضرع و زاری کو سُنے مجاہد نے
نقل کیا ہے کہ جنابِ رسالت مآبؐ ایک نوجوان کے پاس گئے جبکہ وہ
سکراتِ موت میں مبتلا تھا تو آپؐ نے فرمایا اپنے آپ کو کس حالت میں
پاتا ہے۔ کہنے لگا خدا سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے خائف
ہوں۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں جس کسی دل میں اس وقت
جمع ہو جاتی ہیں۔ تو خدا اسے وہ چیز عطا کرتا ہے جس کی اُسے امید ہوتی ہے
اور اس سے امان دیتا ہے کہ جس سے وہ خائف ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا
خدا اس بندہ سے شرم کرتا ہے کہ جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد
کوئی حاجت طلب کرے اور اس کے مڑنے سے پہلے اُسے پورا نہ کرے۔ فرمایا
فرزندِ آدمؑ کے اکثر گناہ اس کی زبان کی وجہ سے ہیں۔ فرمایا جو شخص دو رکعت
نماز تنہائی میں پڑھے کہ جہاں اسے خدا کے علاوہ کوئی نہ دیکھ رہا ہو تو اس کے
لیے جہنم کی آگ سے پروانہ برات ہے۔ فرمایا جو لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوں جو
ورد و ذکرِ خدا کئے بغیر اُٹھ کھڑے ہوں تو یہ چیز قیامت کے دن ان کے لیے

یا حضرت ہمیں وظیفہ بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا استغفار زیادہ کیا کر کیونکہ
خدا نے تمہیں استغفار کی تعلیم نہیں دی۔ مگر اس لیے کہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں
بخش دے۔ فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز کی طرف رہبری نہ کروں کہ جس سے
خدا غلطیوں کو مٹا دیتا ہے اور گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ ہم نے کہا ضرور
بتائیے اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا تکلیفوں کے وقت درست وضو کرنا مساجد
کی طرف زیادہ قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار
کرنا۔ فرمایا محرمات سے اپنے کو بچائے تو سب لوگوں سے زیادہ عابد
ہو جائے گا۔ اور جو کچھ خدا نے قسمت میں رکھا ہے اس پر راضی رہ تو
سب سے زیادہ تونگر رہے گا اور ہمسائے سے نیکی کر تو مومن بن
جائے گا۔ اور لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو
مسلمان بن جائے گا۔ اور زیادہ نہ ہنسا کر کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار دیتا
ہے۔ فرمایا جب ایک شخص اپنے بھائی سے قرض لیتا ہو اور وہ مدت مقررہ
تک مہلت دے تو اسے صدقہ کا ثواب ملے گا۔ اور اگر مدت مقررہ
کے بعد مہلت دے تو ہر دن صدقہ دینے کا ثواب ملے گا۔ فرمایا اچھے
اعمال بہت ہیں لیکن انہیں بجا لانے والے کم ہیں۔ آنحضرتؐ سے منقول
ہے ایک شخص اپنے پروردگار سے دعا کرتا ہے اور وہ اس سے اعراض کرتا
ہے۔ پھر دعا کرتا ہے پھر اعراض کرتا ہے۔ پھر دعا کرتا ہے اور خدا اس سے
اعراض کرتا ہے۔ جب چوتھی دفعہ ہوتی ہے تو خداوند عالم فرماتا ہے کہ میرا
بندہ مجھے پکارتا ہے اور میں اس سے اعراض کرتا ہوں اور وہ یہ سمجھتا ہے

کہ میرے علاوہ کوئی نہیں بخش سکتا۔ میں تمہیں گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میں نے اُسے بخش دیا ہے۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک صاحب رعیت ہے اور تم سے تمہاری رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور جو لوگوں کا امیر اور حاکم ہے وہ ان کا راعی (نگہبان) ہے۔ اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان اور اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے اور اس سے اُن کے متعلق سوال ہوگا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کا سوال ہوگا۔ یاد رکھو تم میں سے ہر ایک راعی (نگہبان) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ فرمایا جب شوربا پکاؤ تو اس میں زیادہ پانی ڈالو اور اس میں سے کچھ لے کر اپنے پڑوسیوں کو دو۔ فرمایا لوگ ہمیشہ خیر و خوبی میں رہتے ہیں جب تک جلد بازی نہ کریں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ کس طرح جلد بازی کرتے ہیں۔ فرمایا کہتے ہیں ہم نے دعا کی ہے اور وہ قبول نہیں ہوئی۔ فرمایا جو شخص چالیس دن جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے تو اس کے لیے نفاق اور جہنم سے براءت کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے اس فقیر بندہ سے محبت کرتا ہے جو اپنی بیوی کی وجہ سے پاک دامن ہے۔ فرمایا اپنے منہ پاک رکھو۔ کیونکہ وہ قرآن کے راستے ہیں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا اپنی حاجات میری اُمت میں سے صاحب رحم لوگوں سے طلب کرو تو تمہیں رزق ملے گا اور کامیاب ہو گے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ میری رحمت میرے رحم کرنے

والے بندوں میں ہے اور اپنی حاجات سخت دل لوگوں سے طلب نہ کرو ،
ورنہ نہ تمہیں رزق ملے گا اور نہ کامیابی حاصل ہوگی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے
کہ میری ناراضگی ایسے ہی لوگوں پر ہے۔ فرمایا ایک بندہ ایک ہی گناہ کی وجہ
سے سو سال تک قید رہے گا۔ اور وہ اپنے بھائیوں اور بیویوں کو جنت
میں چین سے رہتے ہوئے دیکھے گا۔ فرمایا جو ہنستے ہوئے گناہ کرے۔ وہ
روتے ہوئے جہنم کی آگ میں داخل ہوگا۔ فرمایا کیا میں تمہیں سب سے
زیادہ کبیرہ گناہ کی خبر نہ دوں۔ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ اے اللہ
کے رسولؐ۔ آپؐ نے فرمایا سب سے بڑے گناہ تین ہیں، اللہ کا کسی کو شریک
قرار دینا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور آپؐ تکیہ لگائے ہوئے تھے اور سیدھے
ہو بیٹھے اور فرمایا یاد رکھو، جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا پھر آپؐ
نے اس کا اتنا تکرار کیا کہ ہم نے کہا کاش آپؐ خاموش ہو جاتے اور
صحیح سند کے ساتھ رسول اللہؐ سے منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا میری امت
میں سے ستر ہزار اشخاص بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر
آپؐ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے علیؑ وہ تیرے شیعہ
ہیں اور تو ان کا امام ہے۔ رسول اللہؐ سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا جو شخص
زمین سے کوئی کاغذ اٹھائے کہ جس میں اللہ کا نام لکھا ہو خدا کی ذات اور
اس کے نام کی بزرگی اور جلالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ کہیں وہ پاؤں سے
روندا نہ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک صدیقین میں سے ہے اور خدا اس کے
والدین پر تخفیف عذاب کرے گا اگرچہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔ فرمایا وہ

ہم سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بزرگ کی عزت و توقیر نہ کرے۔ فرمایا جو کسی بڑے کی فضیلت کو پہچانے اس کے سن کی وجہ سے پس اس کی عزت کرے تو خدا قیامت کے ہولناک منظر سے اسے محفوظ رکھے گا۔ فرمایا جب مومن اسّی سال کو پہنچ جائے تو وہ زمین میں اللہ کا قیدی ہے اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب چالیس سال کو پہنچ جائے اور اس کی اچھائی برائی پر غالب نہ آئے تو وہ جہنم کی آگ کے لیے تیار رہے۔ محمد بن علی ابن الحسینؑ سے منقول ہے جب مرد چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ کوچ کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پس زاد راہ تیار کرے اور گزشتہ زمانہ میں جب مرد چالیس سال کا ہو جاتا تھا تو اپنے نفس کا حساب کرتا تھا۔ عبداللہ ابن عمر سے منقول ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اللہ کے رسولؐ اہل جنت کا عمل کونسا ہے۔ فرمایا سچ بولنا۔ جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیک ہو جاتا ہے۔ اور جب نیک ہو جاتا ہے تو مومن بن جاتا ہے اور جب مومن ہو جائے تو جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اس نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ اہل جہنم کا کونسا عمل ہے فرمایا جھوٹ بولنا۔ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فاسق و فاجر ہو جاتا ہے اور جب فاجر ہو جاتا ہے تو کافر بن جاتا ہے اور جب کافر ہو جاتا ہے تو جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ آپؐ سے مروی ہے کہ جو شخص ظالم کی مدد کے لیے چلے جبکہ اسے معلوم ہو کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور رسول اللہؐ سے منقول ہے کہ جب قیامت

کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ ظالم ظالموں کے اعوان و مددگار اور ظالموں کے مشابہ لوگ کہاں ہیں۔ یہاں تک کہ جس نے انھیں قلم گھڑ کے دیا ہو یا دوات سے سیاہی لگا کے دی ہو۔ فرمایا پس وہ سارے لوہے کے ایک تابوت میں جمع کر دیے جائیں گے۔ پھر انھیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آنحضرت سے منقول ہے کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو مساجد میں آکر حلقے باندھ کے بیٹھیں گے۔ ان کی گفتگو ذکر دنیا اور محبت دنیا ہوگی۔ پس ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ خدا کو ان کی ضرورت نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا میں نے دنیا کو ایک بہت بوڑھی عورت کی شکل میں دیکھا جس پر ہر قسم کی زیب و آرائش تھی۔ تو اس سے پوچھا کہ تو نے کتنے شوہر کیے ہیں۔ کہنے لگی بے شمار۔ پوچھا کیا وہ سب تجھے چھوڑ کے مر گئے۔ یا انھوں نے تجھے طلاق دے دی۔ اس نے کہا بلکہ میں نے ان سب کو قتل کر دیا تو اس نے کہا کیا تیرے باقی ماندہ شوہروں پر ہلاکت نازل ہو۔ وہ تیرے گزشتہ شوہروں سے عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے اور وہ کیوں نہیں بچ سکے ہیں۔ امام زین العابدینؑ اکثر تمثیل کے طور پر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ "اے دنیا کی لذتیں حاصل کرنے والے کہ جس سے باقی رہنے والی نعمتیں ... زائل ہو جانے والے سامان سے دھوکہ کھاتا ہے وہ وقتی ہے" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور دنیا کے لیے وہ شخص مال جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں اور اس کی شہوات پر شہوات پرست کو وہ ڈھونڈتا ہے جسے سمجھ نہیں اور اس کی وجہ سے ایک دوسرے سے دشمنی وہ رکھتے ہیں جنھیں علم نہیں اور اس کی وجہ سے وہ حسد

کرتا ہے۔ جو سمجھ دار نہیں اور اس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے جیسے یقین
نہیں۔ جس کی ہمت دُنیا ہو وہ دُنیا اور آخرت میں زیادہ غمناک ہوگا۔
کہتے ہیں کہ ایک عابد کی موت کا وقت آیا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے حزن و ملال
اور مہموم و مغموم اور طفیلیوں اور گناہوں کے گھر کا کوئی افسوس نہیں۔ میرا افسوس
تو اس رات پر ہے کہ جس میں سویا رہا اور اس دن پر ہے کہ جس میں روزہ
نہیں رکھا اور اس لحظہ پر ہے کہ جس میں ذکرِ خدا سے غافل رہا۔ نبی اکرمؐ سے
منقول ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی عزت سے کسی کو روکے تو یہ چیز جہنم کی
آگ سے اس کے لیے حجاب بن جائے گی۔ جس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی
کی محبت ہو اور وہ اُسے نہ جتوائے تو اس نے اُس سے خیانت کی ہے اور
جو اپنے بھائی سے راضی نہ ہو مگر اس صورت میں کہ وہ اسے اپنی ذات پر ترجیح
دے تو وہ ہمیشہ ناراض رہے گا۔ اور جو شخص اپنے دوست کو ہر گناہ پر
سرزنش کرے تو اس کے دشمن زیادہ ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا خدا دُنیا عطا
کرتا ہے۔ آخرت کی نیت پر لیکن آخرت دُنیا کی نیت پر نہیں دیتا۔ آخرت
کو اپنا راس مال قرار دے اور جو کچھ دُنیا میں سے مل جائے اسے نفع سمجھ لے

باونواں ۵۲ باب

مذکورہ کتاب (مجموعہ ورام) سے منتخب شدہ احادیث

حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے اپنے ایک شاگرد سے پوچھا کہ تو نے مجھ سے کیا کچھ سیکھا ہے اس نے کہا اے میرے مولا آٹھ مسائل آپؑ نے فرمایا بیان کرو تاکہ میں بھی سمجھوں۔ اس نے کہا پہلا مسئلہ یہ کہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر محب اپنے محبوب سے موت کے وقت جدا ہو جاتا ہے۔ پس میں نے اپنا قصد اس کی طرف پھیر لیا ہے جو مجھ سے جدا نہ ہو بلکہ میری تنہائی میں میرا مونس و مددگار ہو، اور وہ عمل خیر ہے۔ آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم تو نے بہت اچھا کیا دوسرا مسئلہ کہنے لگا میں نے کچھ لوگوں کو حسب و نسب کے ساتھ فخر کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کچھ لوگوں کو مال اور اولاد کے ساتھ حالانکہ ان میں سے کوئی چیز باعث فخر نہیں بلکہ فخر عظیم تو خدا کے اس قول میں ہے کہ بے شک تم میں سے زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ متقی ہو۔ پس میں نے کوشش کی ہے کہ اللہ کے نزدیک میں کریم و عزت دار بنوں فرمایا خدا کی قسم بہت اچھے تیسرا مسئلہ کہنے لگا۔ میں نے لوگوں کو لہو و لعب اور خوشی میں مشغول دیکھا ہے اور خدا کا یہ ارشاد سنا ہے کہ جو شخص اپنے پروردگار کے مقام سے ڈرے اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکے تو بے شک جنت اس کے رہنے کی جگہ ہے۔ پس میں نے خواہش کو اپنے نفس سے پھیرنے کی کوشش کی ہے

یہاں تک کہ وہ اپنا بہت خدا پر پختہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا
خدا کی قسم۔ چوتھا مسئلہ کہنے لگا میں نے دیکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی ایسی چیز
مل جاتی ہے جو اس کے نزدیک مکرم و ذی عزت ہو تو وہ اس کی حفاظت میں
کوشش کرتا ہے۔ اور میں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا کہ کون ہے جو اللہ کو قرض
حسنہ دے۔ تو وہ اُسے کئی گنا کر کے دے گا۔ اور اس کے لیے اجر کریم ہے
پس میں نے کئی گنا کو پسند کیا اور جو چیز خدا کے پاس ہے۔ اس سے میں نے
زیادہ محفوظ کسی چیز کو نہیں پایا۔ پس جو چیز مجھے مکرم و ذی عزت ملتی ہے
میں اُسے خدا کے پاس بھیج دیتا ہوں تاکہ وہ میری ضرورت کے وقت کے
لیے ذخیرہ رہے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا تو نے خدا کی قسم۔ پانچواں
مسئلہ کہنے لگا میں نے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں حالانکہ
میں نے خدا کا یہ ارشاد سنا کہ ہم نے زندگانی دنیا میں ان کی معیشت کو تقسیم
کر دیا ہے۔ اور بعض کو بعض پر کئی درجے بلندی دی ہے تاکہ ان میں سے
بعض بعض کو اپنے تمسخر کا نشانہ بنائیں۔ حالانکہ تیرے پروردگار کی رحمت
بہتر ہے اس سے جسے یہ جمع کرتے ہیں۔ جب میں نے جان لیا کہ اللہ کی
رحمت ان کے جمع شدہ مال سے بہتر ہے تو میں نے کسی پر حسد نہیں کیا اور نہ
اس چیز پر افسوس کیا ہے۔ جو مجھ سے فوت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا تو نے
بہت اچھا کیا خدا کی قسم۔ چھٹا مسئلہ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ
دوسروں سے دار دنیا میں دشمنی رکھتے ہیں اور وہ دلی دکھ و درد جو ان کے
سینوں میں ہیں۔ اور میں نے خدا کا یہ ارشاد سنا کہ بیشک شیطان تمہارا

دشمن ہے پس اسے اپنا دشمن بناؤ تو میں شیطان کی دشمنی میں لگ گیا اور
دوسروں کی دشمنی چھوڑ دی۔ آپ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا خدا کی قسم
ساتواں مسئلہ کہنے لگا۔ میں نے لوگوں کی جد و جہد اور کوشش روزی کی
تلاش میں دیکھی۔ حالانکہ میں نے خدا کا یہ ارشاد سنا کہ اور میں نے جن و انس
کو پیدا نہیں کیا مگر عبادت کے لیے میں ان سے روزی نہیں چاہتا اور نہ یہ
چاہتا ہوں کہ وہ حرص جمع کریں۔ بے شک اللہ ہی بہت بڑا رزق دینے
والا اور مضبوط قوت و طاقت والا ہے۔ پس میں نے یقین کر لیا کہ خدا کا
وعدہ حق ہے اور اس کی بات سچی ہے پس میں اس کے وعدہ پر مطمئن ہو گیا
اور اس کی یاد کو پسند کیا۔ لہٰذا میں ان چیزوں میں مشغول ہو گیا جو اس کی طرف
سے مجھ پر لازم ہیں اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا جو میری طرف سے اس کے ذمہ
ہیں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا تو نے خدا کی قسم۔ آٹھواں مسئلہ کہنے لگا
کچھ لوگوں کو میں اپنے بدنوں کی صحت کے متعلق گفتگو کرتے کچھ اشخاص کو
کثرت مال پہ باتیں کرتے اور کچھ افراد کو اپنے جیسی مخلوق پہ کلام کرتے دیکھا
ہے۔ اور خدا کا یہ ارشاد سنا ہے کہ جو اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے
نکلنے کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے
اسے وہم و گمان نہیں ہوتا۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی
ہے۔ خدا اپنے حکم کو آخر تک پہنچانے والا ہے۔ اور خدا نے ہر چیز کی ایک
تقدیر اور اندازہ مقرر کیا ہے تو میں نے اللہ پر توکل کر لیا ہے اور اس کے
غیر سے میرا بھروسہ زائل ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم توریت و انجیل

وزبور قرآن اور باقی کتب کی برگشت انھیں مسائل کی طرف ہے۔ نبی کریمؐ نے
فرمایا جو شخص اللہ کے لیے علم حاصل کرے تو اس کا ایک باب جب حاصل کرتا
ہے تو اپنے آپ کو زیادہ ذلیل سمجھتا ہے۔ لوگوں سے زیادہ تواضع اور انکساری
کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اور اللہ کا خوف اس میں بڑھ جاتا ہے اور دین
میں زیادہ کوشش کرتا ہے۔ پس یہ ایسا شخص ہے جس نے علم سے نفع
حاصل کیا ہے اُسے علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اور جو شخص دنیا کے لیے اور لوگوں
میں اپنی قدر و منزلت اور بادشاہ سے مرتبہ پانے کے لیے علم حاصل کرے تو وہ
علم کا جب کوئی باب حاصل کرتا ہے۔ تو اپنے نفس کو عظیم سمجھتا ہے اور لوگوں
پر اپنی بڑائی جتلاتا ہے۔ اور اللہ کو دھوکا دیتا ہے اور دین میں زیادتی کرتا
ہے۔ یہ ایسا شخص ہے جس نے علم سے نفع حاصل نہیں کیا۔ پس وہ کھو
جائے اور اپنے اوپر حجت قائم کرنے اور قیامت کے دن کی پشیمانی اور
رسوائی سے رک جائے۔ امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا
جب ملک الموت کسی فاجر کی روح قبض کرنے آتا ہے تو اس کے ساتھ
جہنم کی ایک سیخ ہوتی ہے۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول
آپ کی امت کے کسی شخص کو وہ سیخ لگے گی۔ فرمایا ہاں جابر بادشاہ
حاکم یتیم کے مال کو کھانے والے اور جھوٹی گواہی دینے والے کو اور
اور جھوٹی گواہی دینے والا جہنم میں اپنی زبان کو اس طرح نکالے گا جیسے
کتا برتن چاٹنے کے لیے زبان نکالتا ہے۔ کسی بزرگ سے کہا گیا کہ آپ
اپنے معاملہ کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے۔ وہ کہنے لگے چار چیزوں پر جسے مجھے معلوم

ہے کہ میری روزی دوسرا نہیں کھائے گا۔ لہٰذا میں نے اپنے نفس کو مطمئن کر لیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ میرا عمل دوسرا نہیں کرے گا۔ لہٰذا اس طرح مشغول ہو گیا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میری موت کب آئے گی۔ جبکہ وہ آئے گی ابھی اچانک۔ لہٰذا میں نے اس کی طرف جلدی کی ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ میں خدا سے غائب نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا میں اس سے شرم و حیا کرتا ہوں اور فرمایا جو شخص ظالم بادشاہ کے سامنے کوڑا لٹکا دیتا ہے تو قیامت کے دن وہ کوڑا آگ کا ایک اژدہا بن جائے گا جس کا طول ستر ہاتھ ہو گا۔ خدا اس شخص پر سے قیامت کے دن جہنم کی آگ میں مسلط کرے گا۔ اور وہ بری بازگشت ہے۔ فرمایا جس کا ظاہر باطن پر ترجیح رکھتا ہے اس کا ترازو اعمال ہلکا ہو گیا۔ اور جس کا باطن ظاہر پر ترجیح رکھتا ہے اس کا ترازو وزنی ہو گا۔ اور امام حسنؑ بن علیؑ سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا جس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ فرمایا پس نیک کام کرنے والوں کے علاوہ کوئی شخص کھڑا نہیں ہو گا کہا گیا ہے کہ جس کی تونگری اس کے لباس میں ہو وہ ہمیشہ فقیر رہے گا اور جس کی تونگری اس کے دل میں ہو وہ ہمیشہ غنی رہے گا کسی بزرگ نے کہا جس کا سینہ تیرے لیے صاف نہیں اس کی کشادہ روئی تجھے دھوکا نہ دے جو سختی تجھ پر آن پڑے اس کو خود برداشت کر اور کسی پہ اپنے علاوہ بھروسہ نہ رکھو۔ آنے والی مصیبت میں اس سے مدد طلب کر جو تیری مشکل میں کام آتا ہو۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا غیبت سے بچو کیونکہ غیبت

زنا سے بدتر ہے۔ چونکہ انسان زنا کرنے کے بعد توبہ کرے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ لیکن غیبت کرنے والے کو اس وقت تک نہیں بخشا جاتا جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! جو شخص غیبت کرتا ہے وہ زبانی مومن ہے اور وہ دل سے ایمان نہیں لایا۔ لہٰذا مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو۔ اور نہ اُن کے عیوب تلاش کیا کرو۔ کیونکہ جو شخص اپنے بھائی کے عیب کا پیچھا کرے تو خداوند عالم اس کے عیب کا پیچھا کرے گا۔ اور اس کو اس کے گھر کے اندر رسوا و ذلیل کرے گا۔ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی کی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مر جاتا ہے وہ سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا اور جو غیبت پہ اصرار کرتے ہوئے مرے وہ جہنم میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔ فرمایا طاقتور وہ نہیں جو مدِمقابل کو پچھاڑ دے۔ بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پہ قابو رکھے۔ کیونکہ غصہ ہر شر و برائی کی چابی ہے اور خداوند عالم نے تکبر کی اپنی کتاب میں کئی جگہ مذمت کی ہے اور ہر جبار و عنید کی مذمت کی ہے۔ پس فرمایا ہے کہ میں اپنی آیات سے ان لوگوں کو پھیر لوں گا جو ناحق زمین میں تکبر کرتے ہیں اور فرمایا کون ہے جو اس کی عبادت سے پہلو تہی اور تکبر کرتا ہے اور فرمایا آج کے دن تمہیں ذلیل کرنے والے عذاب بطور بدلے کے ملے گا۔ بسبب اس کے کہ تم خدا پہ ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے اور فرمایا کیں بری ہے تکبر کرنے والوں کی جائے رہائش۔ فرمایا اور خدا ہر تکبر کرنے والے جابر کے دل پہ مہر

اُٹھا دے گا۔ فرمایا رزق کی دعا کرو۔ اور ہر چیز کا رونا نہیں سب سے ۔ اسمٰعیل بن عبداللہ
نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے
کے برابر تکبر ہو اور وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی
کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ رسول اللہؐ نے فرمایا خداوند عالم کا ارشاد ہے
کہ کبریائی میری ردا ہے اور عظمت میری بزرگی کی چادر ہے جو شخص ان
میں سے کوئی ایک مجھ سے چھیننا چاہے تو میں اسے جہنم کی آگ میں پھینک
دوں گا۔ نبی اکرمؐ سے روایت ہے کہ جو شخص میری امت میں سے
خواہش کرے کہ دنیا کی شہوات میں سے کوئی شہوت و خواہش اللہ کے
واسطے چھوڑ دے تو خدا اسے سب سے بڑی گھبراہٹ سے امان
دے گا اور جنت میں داخل کر دے گا۔ نبی کریمؐ سے روایت ہے کہ
جو شخص کسی لڑکے کا شہوت سے بوسہ لے خداوند عالم اسے ہزار سال جہنم
کی آگ میں عذاب کرے گا اور جو شخص اس سے بدفعلی کرے تو وہ جنت
کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔ حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کے راستہ سے سونگھی جاتی
ہے۔ مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے اور آپؐ کی سند سے روایت ہے کہ میری
امت میں سے جو شخص مجھے یاد کرے اور مجھ پر صلوات بھیجے تو خدا اس کے
گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ وہ وادی عالج کی ریت کے ذرات کے برابر کیوں
نہ ہوں۔ اسی کی سند سے نبی اکرمؐ سے منقول ہے کہ مومن کا [illegible]
[illegible] سے دنیا کے آفات و مصائب قبر کی آزمائش اور قیامت کے
دن کے عذاب کو روک دیتا ہے۔ نبی کریمؐ سے مروی ہے کہ نماز تہجد پڑھنے

والے کی قبر کی تاریکی کے لیے چراغ ہے اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے سے شیطان کو دور دھکیل دیتا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو مسافرت میں مر جائے وہ شہید ہوتا ہے اور فرمایا کہ مسافرت کی موت شہادت ہے جب اس کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ دائیں بائیں نگاہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو مسافر سمجھتا ہے۔ اور اُسے اہل و عیال یاد آتے ہیں تو وہ ٹھنڈے سانس بھرتا ہے پس خداوند عالم اس کے ہر سانس کے بدلے اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور جب مرتا ہے تو شہید ہو کے مرتا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مسافر جب بیمار ہوتا ہے تو وہ اپنے دائیں بائیں آگے اور پیچھے دیکھتا ہے لیکن اُسے کوئی نظر نہیں آتا۔ پس خداوند عالم اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ روایت ہے کہ جو شخص ستر قرآن جلائے اور ستر مقرب فرشتوں کو قتل کرے اور ستر باکرہ لڑکیوں سے زنا کرے وہ شخص نجات کے زیادہ قریب ہے اس شخص سے جو جان بوجھ کر نماز ترک کر دے۔ نبی کریمؐ سے مروی ہے کہ عالم کے پاس ایک لحظہ مذاکرہ علمی میں بیٹھنا خدا کے نزدیک ایک لاکھ رکعت منتخب نماز ایک لاکھ تسبیح اور دو ہزار گھوڑوں سے کہ جن سے مومن اللہ کی راہ میں جہاد کرے زیادہ محبوب ہے۔ انھیں کی سند سے نبی کریمؐ سے مروی ہے جب تو وقت پر نماز پڑھے تو وہ اوپر جاتی ہے اور اس کا نور چمکتا رہتا ہے اس کے لیے آسمانوں

کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ یہاں تک وہ عرش تک پہنچتی ہے اور وہ پڑھنے
والے کی شفاعت و سفارش کرتی ہے اور کہتی ہے خدا تیری حفاظت کرے چونکہ
تو نے میری حفاظت کی ہے اور جب تو نماز بے وقت پڑھے تو ایک تاریکی اور
ظلمت اوپر کو جاتی ہے اور اس کے سامنے آسمان کے دروازے بند ہو
جاتے ہیں۔ پھر اسے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ دیا جاتا اور پڑھنے وا
لے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ اور وہ کہتی ہے خدا تجھے ضائع اور برباد کر دے
جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے۔ حضرت صادقؑ سے ان کے آبائے کرامؑ
کے سلسلہ سے امیر المومنینؑ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے
نے فرمایا کہ نماز تہجد پروردگار کی مرضی ملائکہ کی محبوب انبیاء کی سنت معرفت
نورِ ایمان کی اصل بدنوں کی راحت شیطان کی ناپسند دشمنوں کے خلاف
ہتھیار دعا کی قبولیت اور اعمال کا قبول ہونا اور رزق میں برکت اور پڑھنے
والے اور ملک موت کے درمیان سفارش قبر کا چراغ نیچے کا بستر منکر و نکیر کا
جواب اور قبر میں مونس و مددگار اور زیارت کرنے والی ہے۔ جب قیامت
کا دن ہوگا تو یہ نماز پڑھنے والے کے سر پر سایہ اور سر کا تاج اور بدن کا
لباس اور اس کے سامنے چلتا پھرتا نور نمازی اور جہنم کی آگ کے درمیان
پردہ اور خدا کے سامنے مومن کی دلیل و حجت اور اعمال کے ترازو میں
وزنی اور پل صراط کا پروانہ اور جنت کی چابی ہوگی۔ کیونکہ نماز تکبیر تحمید تسبیح
تمجید۔ تقدیس تعظیم قرأت اور دعا ہی ہے اور تمام اعمال کی اصل۔ وقت پر
پڑھنا ہے۔ آپ نے فرمایا جان لو خدا تم پر رحم کرے۔ جبکہ علامتیں واضح

ہیں۔ دار السلام کا راستہ کھلا ہوا ہے اور تم ایسے گھر میں ہو جس میں خالق کی رضا مندی طلب کی جا سکتی ہے اور مہلت و فراغت بھی ہے اور نامۂ اعمال کھلے ہوئے ہیں، قلم چل رہے ہیں، بدن صحیح و سالم ہیں، زبانیں کھلی ہوئی ہیں، توبہ سنی جاتی ہے اور اعمال قابل قبول ہیں۔ حذیفہ یمانی سے یہ حدیث رسول اللہ تک پہنچائی ہے کہ قیامت کے دن ایک گروہ آئے گا۔ اور ان کی نیکیاں پہاڑوں کے برابر ہوں گی انھیں خدا پھیلا ہوا غبار قرار دے گا۔ پھر ان کے متعلق جہنم میں ڈالنے کا حکم ہو گا۔ سلمان فارسیؓ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ ان کے اوصاف بیان فرمائیے۔ فرمایا یاد رکھو کہ وہ روزے رکھتے ہوں گے نمازیں پڑھتے ہوں گے۔ اور رات کی تہائی کو وہ جاگتے ہوں گے۔ لیکن جب حرام کی کوئی چیز ان کے سامنے پیش ہوتی ہے تو اس پر کود پڑتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہاری لذتوں کے توڑنے والی خواہشات کو گدلا کر دینے والی اور امیدوں کو اتصال بخیر پر ٹوٹ پڑنے کے وقت منقطع کر دینے والی کو یاد رکھو اور خدا کے واجب حق کے ادا کرنے اور اس کی بے شمار نعمتوں اور احسانوں کا شکر ادا کرنے میں اللہ سے مدد طلب کرو۔ آپؐ نے فرمایا خدا رحم کرے اس شخص پر جو فکر کرے اور عبرت حاصل کرے۔ عبرت حاصل کر کے بابصیرت ہو جیسے کہ جو کچھ دنیا میں ہے وہ عنقریب نہیں ہو گا اور جو آخرت میں ہے ہونے والا ہے وہ ہمیشہ رہے گا اور ہر شمار میں آنے والی چیز ختم ہو جاتی ہے اور ہر متوقع آ کے رہتی ہے اور ہر آنے والی چیز قریب و نزدیک ہے۔ آپؐ نے فرمایا یاد رکھو کہ آخرت آگے بڑھ رہی ہے اور دنیا

پشت پھیر رہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں پس تم
آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو کیونکہ ہر ایک قیامت کے دن اپنی
ماں کے ساتھ ملحق ہو گا اور آج کے دن عمل ہے بغیر حساب کے اور کل کا دن
حساب کا ہے بغیر عمل کے اور آپ نے فرمایا بے شک عورتیں ناقص الایمان
ناقص الحصہ (میراث میں) اور ناقص العقل ہیں۔ ان کے ایمان کا ناقص ہونا
اس وجہ سے ہے کہ وہ حیض کے دنوں میں نماز روزے کو چھوڑ بیٹھتی ہیں
اور ان کے حصوں کا نقص اس لیے ہے کہ ان کا میراث مردوں کے مقابلہ
میں آدھا ہے اور ان کی عقلوں کا نقص اس وجہ سے ہے کہ دو عورتوں کی
کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ پس بُری عورتوں سے بچو اور اچھی عورتوں
سے بھی ڈرتے رہو۔ اچھی بات میں ان کی اطاعت نہ کرو تاکہ وہ بُری بات
کی آرزو نہ کر بیٹھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تعجب ہے بخیل سے کہ وہ فقر کے
لانے میں جلدی کر رہا ہے کہ جس سے وہ بھاگتا ہے اور وہ تونگری اس کے
ہاتھ سے نکل رہی ہے کہ جسے وہ طلب کرتا ہے۔ وہ دنیا میں فقراء کی طرح
زندگی بسر کرتا ہے۔ حالانکہ آخرت میں اس سے اغنیاء کی مانند حساب لیا
جائے گا۔ مجھے تعجب ہے اس متکبر سے جو کل نطفہ تھا اور وہ آنے والے
دن میں مردار ہو گا۔ اور مجھے تعجب ہے اس سے کہ جسے خدا میں شک ہے
حالانکہ وہ خدا کی مخلوق کو دیکھتا ہے اور تعجب ہے اس سے جو موت کو بھولا ہوا
رہتا ہے۔ حالانکہ وہ مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور تعجب ہے اس سے
جو دوبارہ پیدا ہونے کا انکار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ پہلی پیدائش کو دیکھ چکا ہے

اور مجھے تعجب ہے اس سے جو فنا کے گھر کو آباد کر رہا ہے اور بقاء کے گھر کو چھوڑے ہوئے ہے۔ فرمایا جو اپنے پڑوسی کو اذیت و تکلیف پہنچاتے اس کے لیے جنت کی بو سونگھنا حرام ہے اور اس کی بازگشت جہنم ہے اور وہ بری بازگشت ہے۔ اور جو شخص پڑوسی کے حق کو ضائع کر دے وہ ہم سے نہیں فرمایا جو شخص کسی رشتہ دار کی طرف جائے اپنی ذات اور مال کے ساتھ تاکہ اس سے صلہ رحمی کرے تو خدا اُسے سو شہید کا اجر عطا فرمائے گا۔ اور ہر قدم کے بدلے چالیس ہزار نیکیاں ملیں گی اور خدا اس کی چالیس ہزار برائیاں مٹا دے گا اور اتنے ہی اس کے درجے بلند کر دے گا۔ اور گویا اس نے صبر کرتے ہوئے اللہ کے لیے سو سال عبادت کی ہے اور جو شخص کسی مصیبت زدہ کو کسی دنیاوی حاجت میں کفایت کرے اور اس کے لیے جائے یہاں تک کہ وہ پوری ہو جائے تو خدا اسے نفاق اور جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ دے گا اور خدا اس کی ستر ہزار دنیاوی حاجتیں پوری کرے گا اور وہ اس وقت تک رحمتِ خدا میں ڈوبا رہے گا جب تک پلٹ کر نہ آئے۔ نبی کریمؐ سے سوال کیا گیا کہ آسمان سے زیادہ وزنی کیا چیز ہے اور سمندر سے زیادہ بے پروا زمین سے زیادہ وسیع اور آگ سے زیادہ گرم اور زمہریر (سخت سردی) سے زیادہ سرد اور پتھر سے زیادہ سخت اور زہر سے زیادہ کڑوی کونسی چیز ہے تو آپؐ نے فرمایا کسی بری الذمہ شخص پر بہتان باندھنا آسمان سے زیادہ وزنی ہے اور حق زمین سے زیادہ وسیع ہے اور قناعت کرنے والے کا دل سمندر سے زیادہ بے پرواہ ہے اور ظلم و جور کرنے والا بادشاہ آگ سے زیادہ گرم

ہے۔ اور کمینہ شخص کے پاس حاجت لے جانا زہر سے زیادہ ٹھنڈی ہے اور منافق کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے اور شدت و سختی پر صبر کرنا زہر سے زیادہ کڑوا ہے۔ فرمایا چھ چیزیں اچھی ہیں لیکن وہ چھ اشخاص سے سرزد ہوں تو زیادہ اچھی ہیں۔ انصاف اچھی چیز ہے اور وہ امراء سے زیادہ اچھا ہے۔ صبر اچھی چیز ہے لیکن وہ فقراء سے صادر ہو تو زیادہ اچھا ہے۔ ورع و پرہیزگاری اچھی چیز ہے اور وہ علماء سے زیادہ اچھی ہے۔ سخاوت اچھی ہے اور اغنیا کریں تو بہت ہی اچھی ہے۔ توبہ اچھی چیز ہے اور اس کا نوجوانوں سے صدور بہت اچھا ہے۔ حیا و شرم اچھی شے ہے اس کا عورتوں سے سرزد ہونا بہت اچھا ہے۔ اور وہ امیر و حاکم جس میں عدل و انصاف نہیں مثل اس بادل کے ہے جس میں بارش نہیں۔ وہ فقیر جس میں صبر کا مادہ نہیں اس چراغ کی مانند ہے جس میں روشنی نہ ہو۔ وہ عالم جس میں ورع و پرہیزگاری نہیں اس درخت کی طرح ہے جس میں پھل نہ ہو۔ اور وہ غنی جس میں سخاوت نہیں اس جگہ کی مانند ہے جس میں انگوری نہ اُگے۔ وہ نوجوان جو توبہ نہیں کرتا اس نہر کی طرح ہے جس میں پانی نہ ہو۔ اور وہ عورت جس میں شرم و حیا نہیں اس کھانے کی مانند ہے جس میں نمک نہ ہو۔ رسول اللہ سے مروی ہے جو توبہ کرے اور اپنی زبان کو نہ بدلے تو اس نے توبہ نہیں کی اور جو توبہ کرے اور اپنا بستر نہ بدلے اس نے توبہ نہیں کی اور جو توبہ کرے اور اپنے اعمال و افعال کو نہ بدلے اس نے توبہ نہیں کی۔ پس جب یہ تمام چیزیں حاصل ہو جائیں تو اس وقت اس کو توبہ کرنے والا کہا جا سکتا ہے۔ نبی کریم سے مروی ہے آپ نے فرمایا خداوند عالم

نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ خلق فرمایا ہے جو خدا کی تمام زبانوں میں جو مختلف ہیں تسبیح کرتا ہے۔ جب شبِ جمعہ ہوتی ہے تو خداوندِ عالم اسے حکم دیتا ہے کہ وہ آسمان سے اُترے تو دُنیا کی طرف جائے اور اہلِ زمین کو جھانکے اور کہے کہ اے بیس سال والو تمھیں دُنیا دھوکا نہ دے اور اے تیس سال والو سُنو اور یاد رکھو۔ اے چالیس سال والو جدوجہد کرو اور اے پچاس سال والو اب تمھارے لیے کوئی عذر نہیں۔ اور اے ساٹھ سال والو تم نے اپنی دُنیا میں آخرت کے لیے کیا کچھ بھیجا ہے۔ اور اے ستر سال والو تم ایسی زراعت ہو جس کے کاٹنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور اے اسّی سال والو زمین میں رہ کر اللہ کی اطاعت کرو اور اے نوّے سال والو تمھارے کوچ کا وقت آ پہنچا ہے پس زادِ راہ مُہیا کرو۔ اور اے سو سال والو قیامت تمھارے پاس آ چکی اور تمھیں معلوم بھی نہیں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اگر رکوع کرنے والے بوڑھے، خشوع کرنے والے نوجوان اور دودھ پینے والے بچے نہ ہوتے تو تم پر عذاب اُنڈیل دیا جاتا جو انڈیلنے کا حق ہے۔ فرمایا اللہ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو ہر دن پکارتا ہے کہ موت کے لیے بچے جن رہے ہو اور فنا ہونے کے لیے جمع کر رہے ہو اور خراب و برباد ہونے کے لیے مکان بنا رہے ہو۔ فرمایا جو شخص چھوٹے چھوٹے مصائب کو عظیم سمجھے خدا اسے بڑے مصائب میں مبتلا کر دے گا۔ فرمایا کوئی دوست کسی کا دوست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کی تین حالات میں نگہبانی نہ کرے۔ اس کی مصیبت کے وقت۔ اس کی غیر حاضری میں اور اس کے مرنے کے وقت۔ فرمایا تیرے

تین دوست ہیں اور تین دشمن - تیرے دوست تو یہ ہیں (۱) تیرا دوست -
(۲) تیرے دوست کا دوست (۳) اور تیرے دشمن کا دشمن باقی رہے
تیرے دشمن تو (۱) تیرا دشمن (۲) تیرے دوست کا دشمن اور (۳) تیرے
دشمن کا دوست - رسول اللہؐ سے منقول ہے کہ خداوند عالم اس امت پہ
علماء اور فقراء کی وجہ سے نظر رحمت کرتا ہے - پس فرماتا ہے علماء میرے
ورثہ دار ہیں - اور فقراء میرے محبوب ہیں اور خداوند عالم نے تمام مخلوق
کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور انبیاء و فقراء کو جنت کی مٹی سے خلق
کیا ہے - پس جو چاہے کہ خدا کے جوار میں زندگی بسر کرے - تو وہ فقراء
کی عزت و تکریم کرے - فرمایا دنیا و آخرت میں اغنیاء کا چراغ فقراء و مساکین
ہیں - اگر فقراء نہ ہوتے تو اغنیاء ہلاک ہو جاتے - فقراء کی مثال اغنیاء کے
ساتھ اس عصا جیسی ہے جو نابینا کے ہاتھ میں ہو - رسول اللہؐ سے
مروی ہے کہ خدا کی لعنت ہے اس پر جو غنی کی اس کے غنا و تونگری کی بنا
پر عزت کرے - اور خدا کی لعنت ہے اس پر جو فقیر کی اس کے فقر کی وجہ
سے توہین کرے اور یہ کام منافق ہی کیا کرتا ہے اور جو شخص غنی کی اس کی
تونگری کی وجہ سے تعظیم کرے اور فقیر کی اس کے فقر کی وجہ سے اہانت کرے
وہ آسمانوں میں اللہ اور انبیاء کا دشمن کے نام سے پکارا جاتا ہے - نہ اس
کی کوئی دعا قبول کی جاتی ہے اور نہ کوئی حاجت اس کی پوری ہوتی ہے فرمایا
فقر دنیا میں ذلت اور آخرت میں فخر ہے اور غنا و تونگری دنیا میں فخر
اور آخرت میں ذلت ہے - پس خوشخبری اس کے لیے ہے جس کا آخرت

میں فخر ہو۔ فرمایا جو شخص فقراء پر احسان جتلاتے وہ دنیا و آخرت میں ملعون
ہے اور اپنے ماں باپ بھائیوں اور بہنوں پر احسان جتلانے والا۔ رحمتِ
الٰہی اور ملائکہ سے دور اور جہنم کی آگ کے قریب ہے۔ اس کی دعا قبول نہیں
ہوتی اور اس کی کوئی حاجت پوری نہیں کی جاتی اور خداوند عالم دنیا و آخرت
میں اس پر نظرِ رحمت نہیں کرتا۔ فرمایا جو کسی فقیر مومن کو ناحق اذیت دے
تو گویا اس نے خانہ کعبہ و بیت المعمور کو دس مرتبہ گرایا ہے اور گویا
اس نے مقربین میں سے ہزار فرشتہ کو قتل کیا ہے اور فرمایا مومن فقیر کا احترام
خدا کے نزدیک سات آسمانوں سات زمینوں اور ان کے پہاڑوں اور جو چیزیں
ان میں ہیں سب سے زیادہ عظیم ہے۔ امیر المومنین (ع) سے مروی ہے فرمایا
جوانمردی چار چیزوں میں ہے۔ دولت کے وقت تواضع اور انکساری۔ قدرت
و طاقت کے ہوتے ہوئے معاف کر دینا۔ دشمن کے باوجود نصیحت کرنا
اور احسان جتلائے بغیر بخشش کرنا۔ فرمایا زیادہ جس سے لوگ جنت
میں داخل ہوں گے وہ اللہ کا خوف و تقویٰ اور خوش اخلاقی ہے اور بہترین
چیز جو انسان کو دی گئی ہے وہ خوش خلقی ہے اور بہترین زادِ راہ وہ ہے
جس کے ساتھ تقویٰ ہو اور بہترین قول وہ ہے جس کی عمل تصدیق کرے
فرمایا جو شخص پانچ کام کرے اس کے لیے پانچ چیزوں سے چھٹکارا نہیں
اور اس پانچ کام کرنے والے کے لیے جہنم کی آگ ضرور ہے۔ پہلا یہ کہ جو
شخص انگوروں کا نچوڑ کہ وہ نشہ آور بن گئے ہیں پی لے تو وہ ضرور
شراب پیئے گا اور شراب خوار ضرور جہنم میں جائے گا۔ دوسرا یہ کہ جو فاخرہ

لباس پہنے تو اس میں تکبر غرور پیدا ہوتا ہے اور تکبر کرنے والا ضرور جہنم
میں جائے گا۔ تیسرا یہ کہ جو بادشاہ کے فرش پر بیٹھے وہ ضرور بادشاہ کی خواہش
کے مطابق بات کرے گا اور جو بادشاہ کی مرضی کے مطابق بات کرے وہ
جہنم میں ضرور جائے گا۔ چوتھا یہ کہ جو عورتوں کے پاس بیٹھے اس کے لیے
زنا کرنا لازمی ہے اور زانی جہنم میں ہی جائے گا۔ پانچواں یہ کہ جو شخص
مسائل فقہ کے بغیر خرید و فروخت کرے اس کے لیے سود میں پھنسنا ضروری
ہے اور سود کھانے والا جہنم میں ضرور جائے گا۔ فرمایا فاسق سے احترام،
دشمن سے شفقت و مہربانی۔ حسد کرنے والے سے نصیحت و خلوص، خبیث سے
محبت، وعدہ اور عورتوں سے وفا کا ہونا محال ہے۔ فرمایا جو طالب علم
ہیں دو قدم چلے اور عالم کے پاس دو گھنٹے بیٹھے اور اس سے دو کلمے سنے
تو خداوند عالم اس کے لیے دو جنتیں واجب قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن
کا ارشاد ہے کہ جو مقام پروردگار کا خوف رکھے اس کے لیے دو جنتیں
ہیں۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اس وقت تک بندۂ مومن کا ایمان
مکمل نہیں ہوتا جب تک اس میں چار چیزیں نہ ہوں اس کے اخلاق اچھے
ہوں، اس کا دل سخی ہو، وہ فضول باتوں سے پرہیز کرتا ہو اور اپنا بچا ہوا مال
خرچ کرتا ہو۔ صادقؑ سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا خداوند عالم جمال و
تجمل کو دوست رکھتا ہے۔ اور تنگدستی اور اس کے اظہار کو ناپسند کرتا ہے
اور خداوند عالم جب کسی بندے پر انعام و اکرام کرے تو اس نعمت کا اثر
اس پر دیکھنا پسند کرتا ہے۔ عرض کیا گیا کس طرح فرمایا لباس صاف ستھرا

لکھے۔ خوشبو لگائے اور اپنے گھر کی سفیدی کرلے اور اپنے صحنوں میں جھاڑو
دلائے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہونے سے پہلے چراغ جلانا فقر و فاقہ
کو دور کرتا ہے۔ اور رزق کی زیادتی کا سبب ہے۔ صادقؑ سے مروی ہے
آپ نے فرمایا نہ ہوا ہے اور نہ قیامت تک کوئی مرد مومن ہوگا یہ کہ جسے کوئی
پڑوسی کی اذیت نہ پہنچائے۔ فرمایا ایک شخص کے ماں باپ فوت ہو جاتے ہیں
اور وہ ان کا نافرمان ہوتا ہے۔ پھر وہ ان کے لیے ان کی وفات کے بعد دعا
مانگتا ہے تو خداوند عالم اُسے ماں باپ سے نیکی کرنے والوں میں لکھ دیتا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے ابوایوبؓ کیا تجھے ایسا عمل نہ بتاؤں
کہ جس سے خدا راضی ہوتا ہے۔ عرض کیا ضرور اے اللہ کے رسولؐ (فرمایا)
لوگوں کی اصلاح کرو جب وہ خراب ہو جائیں اور ان کی آپس میں محبت پیدا
کرو۔ جب وہ ایک دوسرے سے بغض رکھتے ہوں فرمایا البتہ میں ضرور تمہیں
اس کی خبر دوں گا کہ جس پر کل جہنم کی آگ حرام ہے جو ہر ایک کا نرم مزاج
قریب ہونے والا سہل و آسانی سے ملنے والا فرمایا توراۃ میں یا نچ جملے ایسے
ہیں جنہیں سنہری حرفوں میں لکھا جانا چاہیئے۔ پہلا یہ کہ جس پتھر کا گھر میں لگا
ہونا اس گھر کے تباہ ہونے کی ضمانت ہے اور جو ظلم سے غلبہ حاصل کرے وہ
مغلوب ہے اور وہ کامیاب نہیں جس پر گناہ کامیاب ہو اور تم الکرم خدا کا تجد
پیدا حق ہے کہ تو اس کی نعمت کو اس کی نافرمانیوں کا معین و مددگار نہ بنا
اور تیرا چہرہ خشک پانی ہے۔ سوال کے وقت اس کے قطرات گرتے ہیں خوب
غور کر لے کہ کس کے سامنے اپنی آبرو ریزی کر رہا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے

وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین گروہ ایسے ہیں کہ جن کے
لیے آسمان زمین ملائکہ رات اور دن استغفار کرتے ہیں۔ علماء، طالب علم
اور سخی قسم کے لوگ۔ اور تین افراد کی دعا رد نہیں ہوتی۔ بیمار، توبہ کرنے والا
اور سخی۔ تین اشخاص ایسے ہیں کہ انہیں آگ نہیں چھوئے گی۔ وہ عورت
جو اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ وہ بیٹا جو ماں باپ سے نیکی کرتا رہے
اور وہ سخی جو خوش خلق ہو۔ تین قسم کے اشخاص شیطان اور اس کے شر
سے محفوظ ہیں۔ اللہ کا ذکر کرنے والے۔ اللہ کے خوف سے گریہ کرنے والے
اور سحر کے وقت استغفار کرنے والے۔ تین اشخاص سے خداوند عالم قیامت
کے دن عذاب اٹھا لے گا۔ جو اللہ کی قضا پر راضی ہو، جو مسلمانوں کا
مخلص اور انہیں نصیحت کرنے والا ہو اور جو اچھی چیز کی طرف رہبری کرے۔
تین قسم کے افراد قیامت کے دن خوشبودار کستوری کے ٹیلے پر ہوں گے
نہ انہیں کوئی گھبراہٹ ہو گی اور نہ ان سے حساب و کتاب ہو گا۔ وہ
شخص جو قرآن اللہ کی رضا و خوشی کے لیے پڑھے اور وہ شخص جو ایک
گروہ کو نماز پڑھاتا ہو اور وہ اس سے خوش ہوں اور وہ شخص جو محض
اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اذان کہے۔ اور تین قسم کے لوگ جنت میں بغیر
حساب کے داخل ہوں گے۔ وہ شخص جو اپنی قمیض کو دھوتا ہو جبکہ اس
کی جگہ دوسری قمیض اس کے پاس نہ ہو۔ وہ شخص جس کے باورچی خانہ میں
دو دیگیں نہ پکتی ہوں اور وہ شخص جس کے پاس آج کے دن کا خرچ ہو اور
وہ کل کے لیے فکر مند نہ ہو۔ فرمایا تین قسم کے لوگ جہنم میں بغیر حساب و کتاب

جھکے جائیں گے۔ وہ زناکار جس کے بال کچھ سفید ہو گئے ہوں (ادھیڑ عمر کا) والدین کا نافرمان اور شراب کا عادی۔ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ادھم بصرہ میں گیا تو لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس سے کہنے لگے اے ابواسحاق خداوند عالم فرماتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمھاری دعا کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن ہم دعا کرتے ہیں اور ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ وہ کہنے لگا اے اہل بصرہ یہ اس لیے ہے چونکہ تمھارے دل دس چیزوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ پہلی یہ کہ تم خدا کو پہچاننے کے باوجود اس کا حق ادا نہیں کرتے۔ دوسری یہ کہ تم اللہ کی کتاب پڑھتے تو ہو لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔ تیسری یہ کہ تم زبانی کہتے ہو کہ ہم رسول اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی سنت کو ترک کیے ہو۔ چوتھی یہ کہ تم کہتے ہو کہ شیطان ہمارا دشمن ہے۔ پھر بھی اس کی موافقت کرتے ہو۔ پانچویں یہ کہ تم کہتے ہو کہ ہم جنت کو چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے عمل نہیں کرتے چھٹی یہ کہ تم کہتے ہو موت حق ہے اور اس کے لیے تیاری نہیں کرتے۔ ساتویں یہ کہ تم نیند سے بیدار ہوتے ہی اپنے بھائی کی غیبت میں مشغول ہو جاتے ہو۔ آٹھویں یہ کہ اللہ کی نعمت کھاتے ہو مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ نویں یہ کہ تم کہتے ہو کہ ہم آگ سے ڈرتے ہیں اور اس سے بھاگتے نہیں ہو۔ دسویں یہ کہ تم اپنے مردوں کو خود دفن کرتے ہو لیکن ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ کہا گیا ہے کہ امیرالمومنینؑ نے اہل قبور میں سے مومنین و مومنات کو پکارا اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو ہم نے کسی کہنے والے کی آواز سنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا امیرالمومنین

پھر آپؑ نے فرمایا ہم تمہیں اپنے حالات بیان کریں یا تم ہمیں اپنے حالات بتاؤ گے۔ تو اس نے کہا اے امیر المومنینؑ آپؑ اپنی خبریں بتائیں۔ آپؑ نے فرمایا تمہاری بیویاں سے لوگوں نے شادیاں کر لی ہیں اور تمہارے اموال تمہارے وارثوں نے تقسیم کر لیے ہیں اور تمہاری اولاد یتیموں میں شمار ہوتی ہے اور وہ مکانات جنہیں تم نے پختہ کیا اور بنایا تھا اسی میں تمہارے دشمن رہتے ہیں۔ اب بتاؤ تمہارے کیا حالات ہیں تو جواب دینے والا پکارا۔ کفن پھٹ چکے ہیں بال بکھر گئے ہیں۔ جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر رخسار پر آ گئے ہیں۔ ہمارے نتھنوں اور منہ سے بغیر خون کے اور خون والی پیپ نکلتی رہتی ہے اور جو کچھ ہم آگے بھیج چکے تھے وہ ہم نے پا لیا ہے اور جو کچھ ہم نے خرچ کیا تھا اس کا ہم نے نفع پایا ہے اور جو پیچھے چھوڑ آئے اس کا خسارا ہوا اور ہم اپنے اعمال و افعال کے گروی ہیں اور خدا کے کرم و احسان سے بخشش کی امید رکھتے ہیں۔

تیرھواں باب

عقل کا بیان اور یہ کہ عقل کی بنا پر نجات ہے

امیر المومنینؑ سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے

کہ خداوند عالم نے اپنے سابق علم میں چھپے ہوئے نور سے عقل کو پیدا کیا کہ جس پر کوئی نبی مرسل اور ملک مقرب اطلاع نہیں رکھتا تھا پس علم کو اس کا نفس، فہم کو اس کی روح، زہد کو اس کا سر، حیاء کو اس کی آنکھ، حکمت کو اس کی زبان، رأفت کو اس کا ارادہ اور رحمت کو اس کا دل قرار دیا پھر اس پر دس چیزوں کے ساتھ پیوند کیا اور قوت بخشی یقین۔ ایمان۔ سچائی۔ سکینہ و وقار۔ نرمی۔ تقوی۔ خلوص بخشش۔ قناعت تسلیم و رضا اور شکر کے ساتھ پھر اس سے فرمایا آگے بڑھو پس وہ آگے بڑھی۔ پھر اس فرمایا پیچھے ہٹو وہ پیچھے ہٹی۔ پھر اسے فرمایا کہ کلام کرو۔ پس اس نے کلام کی اور کہا حمد ہے اس خدا کی جس کی نہ کوئی ضد ہے نہ مثل نہ شبیہ ہے نہ کفو اور نہ عدیل (برابر) وہ ذات کہ جسکی عظمت کے سامنے ہر چیز خاضع ذلیل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے کوئی مخلوق تجھ سے زیادہ خوب صورت نہیں پیدا کی اور نہ تجھ سے زیادہ اپنی مطیع و فرمانبردار بنائی ہے اور نہ تجھ سے زیادہ بلند و اشرف اور اپنے ہاں زیادہ عزت والی بنائی ہے۔ تیری وجہ سے میری توحید مانی اور عبادت کی جائے گی اور تیرے ذریعہ سے مجھے پکارا جائے گا۔ اور مجھ پر امید کی جائے گی اور مجھ سے خوف کیا جائے گا اور میری طرف رغبت کی جائیگی اور مجھ سے بچا جائے گا اور تیرے سبب سے ثواب و عقاب ہوگا۔ پس اس وقت عقل سجدہ میں گر پڑی اور ہزار سال تک سجدہ میں رہی تو خداوند عالم نے فرمایا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت

کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی پس عقل نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے
لگی۔ خدایا مجھے اس کا شفیع بنانا جس میں مجھے قرار دینا تو خداوند عالم نے
ملائکہ سے کہا کہ تمہیں میں گواہ کرتا ہوں کہ میں اسے شفیع قرار دوں گا۔ اس
کا جس میں اسے قرار دوں گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا مومن عقلمند نہیں ہو سکتا
جب تک اس میں دس چیزیں جمع نہ ہو جائیں۔ بھلائی کی اس سے
امید کی جاتی ہے اور اس کے شر سے لوگ مامون رہتے ہیں۔ دوسرے
کی تھوڑی سی نیکی کو بہت سمجھتا ہے اور اپنی زیادہ نیکی کو کم جانتا ہے
ساری عمر وہ علم حاصل کرنے سے نہیں تھکتا اور اس سے حاجات طلب
کی جائیں تو وہ دل تنگ نہیں ہوتا۔ ذلت اس کے نزدیک عزت سے
زیادہ محبوب ہے اور فقر غنا سے اسے زیادہ پسند ہے دنیا میں سے
اس کا حصہ قوت لایموت (قدر ضرورت) ہے اور دسویں چیز یہ ہے
کہ جس کسی کو دیکھتا ہے کہتا ہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے اور زیادہ متقی ہے
امیر المومنینؑ نے فرمایا عقل پیدائشی ہے علم سیکھنے سے آتا ہے اور علماء کے
پاس بیٹھنا زیادتی علم کا سبب ہے۔ روایت میں ہے کہ جبرئیل جناب آدمؑ
کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابو البشر مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کو تین چیزوں
کے درمیان مختار قرار دوں آپ ان میں سے ایک کو چن لیجئے اور دو کو چھوڑ
دیں۔ حضرت آدمؑ ان سے کہنے لگے وہ کیا ہیں جبرئیلؑ نے کہا عقل۔ حیاء اور
ایمان۔ تو آدمؑ کہنے لگے میں عقل کو اختیار کرتا ہوں۔ پس جبرئیلؑ نے حیاء اور ایمان
سے کہا کہ تم جاؤ وہ دونوں کہنے لگے ہمیں تو حکم ہوا ہے کہ ہم عقل سے جدا نہ ہوں

مصنف کتاب کہتا ہے کہ ہر ادب کا ایک سرچشمہ ہوتا ہے اور فضیلت کا امر
اور ادب کا سرچشمہ عقل ہے۔ خداوند عالم نے اسے اپنی معرفت اور دین کی اصل
و بنیاد قرار دیا ہے۔ اور ملک و دنیا کا آباد کار اور ہلاکتوں سے صحیح سالم
رہنے کی پناہ گاہ پس لوگوں پر احکام (تکلیف) عقل کے مکمل ہونے پر واجب
کیے ہیں اور دنیا کے معاملات کی تدبیر اسی کے ذریعہ ہے۔ اختلافات اور
اغراض و مقاصد کے تباین کے باوجود اس کی وجہ سے اپنی مخلوق کو ایک جگہ
جمع کیا ہے۔ اور جس میں خداوند عالم عقل کو قرار دیتا ہے۔ اس کو کسی نہ کسی
دن ہلاکت سے نکال دیتا ہے اور عقل بہت سچا مشورہ دینے والا ہے
ہے۔ اور زیادہ مخلص دوست ہے اور بہترین ہمنشین ہے اور بہترین وزیر
ہے اور خدا کی بخشی ہوئی چیزوں میں سے بہترین چیز عقل ہے اور بدترین جہالت
ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ جب انسان کی عقل مکمل ہو جاتی ہے تو اس کے
معاملات مکمل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے احسانات اور تعریف کی تکمیل ان کو
پہنچ جاتی ہے۔ رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ عقل دل میں ایک نور ہے۔ کہ جس کی
وجہ سے حق و باطل میں فرق کیا جاتا ہے۔ اور خداوند عالم کے اس قول کی
تفسیر میں (تاکہ ڈرائے اس کو جو زندہ ہے) فرمایا ہے یعنی جو عقل رکھتا ہے۔
رسول اللہؐ نے فرمایا لوگوں میں جو زیادہ عقلمند ہے وہ ان سے افضل ہے اور
جس کی اچھی صفات میں سے عقل اس پر زیادہ غالب نہیں تو اس کی موت
اس کی بری صفات میں سے زیادہ غالب صفت کی وجہ سے ہوگی اور جو
چیز زیادہ ہو جائے اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے سوائے عقل کے کہ وہ جتنی

زیادہ ہوگی - اتنی قیمتی ہے اور عقل صحیح وہ ہے جس سے حقیقت حاصل ہو اور
عاقل ہی عاقل سے الفت رکھے گا - اور جاہل کی الفت جاہل سے ہوگی -
اور کتنا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے "جب انسان میں عقل نہ ہو جو اسے زینت
بخشے اور اچھی رائے اور ادب نہ رکھتا ہو تو وہ صرف چوپایہ ہے - اگرچہ
صاحب مال و نسب ہی کیوں نہ ہو - اور فرمایا جب خدا کسی بندے کو رسوائی
اور کمینہ رکھنا چاہتا ہے - تو اس پر علم و ادب کے دروازے بند کر دیتا ہے
اور انسان عقل و دین میں اس وقت صحیح و سالم رہتا ہے جب تک کوئی نشہ
والی چیز استعمال نہ کرے اور اپنی مروت میں درست رہتا ہے جب تک
پھسلنے والے کام نہ کرے اور امانت میں پختہ رہتا ہے جب تک خیانت
قبول نہ کرے اور امانت اس کے پاس نہ رکھی جائے اور اپنے فضل و کمال
میں درست ہے جب تک کسی قوم کا امام و پیشوا نہ بنے - یا منبر پر نہ جا بیٹھے
اور لوگوں میں زیادہ شریف علماء ہیں اور ان کے سردار متقی ہیں اور ان کے
بادشاہ پرہیزگار ہیں - اور کسی انسان کی کلام کی پستی اس کی عقل کی کمی پر دلیل
ہے - روایت ہے کہ امام حسنؑ بن علیؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا جان لو کہ عقل
حرز ہے اور علم زینت ہے اور وفا مروت ہے اور جلد بازی بیوقوفی ہے
اور بیوقوفی کمزوری ہے - اور اہل دنیا کے پاس بیٹھنا معیوب ہے اور اہل
فسق کے ساتھ ہم نشینی مشکوک کر دیتی ہے - اور جو اپنے بھائیوں کو خفیف
سمجھے اس کی مروت خراب ہو جاتی ہے اور ہلاک نہیں ہوتے مگر شک کرنے
والے اور ہدایت یافتہ نجات حاصل کرتے ہیں - جو اپنی اجل اور رزق میں خدا

کو آنکھ جھپکنے کی دیر بھی ستم نہیں کیا کرتے۔ پس ان کی مروت کامل ہے اور ان کا دین مکمل ہے۔ وہ صبر کرتے ہیں یہاں تک کہ خدا ان کا رزق لے آتا ہے۔ وہ اپنا دین اور مروت دنیا کے مقابلہ میں نہیں بیچتے اور دنیا کی کوئی چیز خدا کے گناہ کر کے طلب نہیں کرتے۔ اور انسان کی عقل اور مروت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی حاجات کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ چاہے وہ اپنی حاجات اس کے پاس نہیں لے کے جاتے اور خداوند عالم نے جو چیزیں اپنے بندے کو بخشی ہیں ان میں سے افضل عقل ہے کیونکہ اس کے ذریعہ وہ دنیا کی آفات سے نجات اور آخرت کے عذاب سے صحیح و سالم رہتا ہے کہا گیا ہے کہ رسول اللہ کے سامنے لوگوں نے ایک شخص کی بہترین عبادت کی تعریف کی۔ تو آپؐ نے فرمایا اس کی عقل کو دیکھو کیونکہ قیامت کے دن بندوں کو ان کی عقل کے برابر جزا ملے گی اور اچھا ادب دلیل ہے عقل کے صحیح ہونے کی۔

چوالیسواں باب

ان چیزوں کا بیان جو رسول اللہ نے شب معراج اپنے پروردگار سے پوچھی تھیں

اور یہ خاتمۂ کتاب ہے

امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے اپنے پروردگار سے شب معراج کا سوال

کرتے ہوئے عرض کیا اے مالک کونسا عمل افضل ہے تو ارشاد قدرت
ہوا کوئی چیز میرے نزدیک مجھ پر بھروسہ کرنے اور میری تقسیم پر راضی رہنے
سے افضل نہیں ہے۔ اے محمدؐ میری محبت ان کے لیے ضروری ہے جو ایک
دوسرے سے میری وجہ سے محبت کرتے ہیں۔ اور میری محبت واجب ہے
ان کے لیے جو میرے لیے ایک دوسرے سے مخلوقات و شفقت سے پیش آتے
ہیں اور میری محبت لازم ہے ان کے لیے جو ایک دوسرے سے صلہ رحمی
اور میل جول رکھتے ہیں اور میری محبت ان کے لیے لازمی ہے جو مجھ پر توکل
کرتے ہیں اور میری محبت کا کوئی نشان غایت اور نہایت نہیں ہے جب
میں ان کا ایک علم بلند کرتا ہوں تو ان کا دوسرا علم پست کرتا ہوں۔ وہ ایسے
لوگ ہیں جو مخلوق کو میری نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ اپنی حاجات مخلوق کے
پاس نہیں لے جاتے۔ ان کے شکم حرام کھانے سے خفیف ہیں۔ ان کی نعمت
دنیا میں میرا ذکر میری محبت اور میرا ان سے راضی ہونا ہے۔ اے احمدؐ
اگر تو چاہتا ہے کہ تمام لوگوں سے زیادہ صاحب ورع ہو تو دنیا سے پرہیز
کرو اور آخرت کی طرف رغبت کرو۔ آپؐ نے عرض کیا خدایا کس طرح دنیا سے
پرہیزگار بنوں۔ فرمایا دنیا میں سے تھوڑا سا کھانا پینا اور لباس لے لو اور کل کے
لیے ذخیرہ نہ بناؤ۔ مجھے ہمیشہ یاد رکھو۔ عرض کیا پالنے والے کس طرح تجھے ہمیشہ
یاد رکھوں۔ فرمایا لوگوں سے خلوت کر لو تلخی میٹھی چیزوں سے دشمنی رکھو۔
اور اپنے شکم اور گھر کو دنیا سے خالی رکھو۔ اے احمدؐ اس سے بچو کہ بچہ کی
طرح ہو جاؤ۔ جب وہ سبز اور زرد قسم کی چیزیں دیکھے اور میٹھی یا نمکین چیز

اسے دی جائے تو وہ اس کے دھوکے میں آجاتے۔ آپ نے عرض کیا پروردگار مجھے کوئی ایسا عمل بتا کہ جس سے میں تیرا قرب حاصل کرلوں۔ فرمایا اپنی رات کو دن اور دن کو رات بنا لے۔ عرض کیا پالنے والے یہ کیسے ہو۔ فرمایا اپنی نیند کی جگہ نماز کو اور کھانے کی جگہ بھوک کو دے دو۔ اے احمدؐ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے جو بندہ میرے لیے چار چیزوں کی ضمانت دے دے تو میں اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔ اپنی زبان کو لپیٹ دے اور سوائے مقصد کے اسے نہ کھولے اور اپنے دل کو وسواس سے محفوظ رکھے اور میرے جاننے اور اس پر نظر رکھنے کو یاد رکھے اور اس کے آنکھوں کی ٹھنڈک بھوک ہو اے احمدؐ کاش تم بھوک، خاموشی اور علیحدہ رہنے اور ان سے جو چیز ان صفات والوں کو میراث میں ملتی ہے اس کی لذت کو چکھتے۔ عرض کیا اے پالنے والے بھوک کی میراث کیا ہے۔ ارشاد ہوا حکمت دل کی حفاظت اور میرا تقرب اور ہمیشہ کا حزن و ملال اور لوگوں میں کم خرچ ہونا اور حق بات کہنا اور یہ پرواہ نہ کرنا کہ آسانی سے گزر ہو رہا ہے یا تنگی سے۔ اے احمدؐ کیا تمہیں معلوم ہے کہ بندہ کس وقت میرے قریب ہوتا ہے۔ آپؐ نے عرض کیا نہیں میرے مالک ارشاد ہوا جب بھوکا یا سجدہ میں ہو۔ اے احمدؐ مجھے تین قسم کے بندوں سے تعجب ہے وہ بندہ جو نماز شروع کرے اور اسے پتہ ہو کہ وہ کس کے سامنے ہاتھ اٹھا رہا ہے اور وہ کس کے سامنے کھڑا ہے۔ باوجود اس کے وہ اونگھ رہا ہو اور تعجب ہے اس بندہ سے کہ جس کے پاس زمین سے اگے ہوئے گھاس

وغیرہ سے ایک دن کی روزی ہو اور وہ کل کے لیے اہتمام کرے اور مجھے تعجب ہے اُس بندے سے کہ جسے یہ معلوم نہیں کہ میں اس پر راضی ہوں یا کہ ناراض اور وہ ہنستا ہو۔ اے احمدؐ جنت میں ایک محل ہے جس کے موتی کے اوپر موتی اور جوہر کے اوپر در ہے۔ نہ اُس میں کوئی رخنہ ہے اور نہ جوڑ۔ اس میں خاص لوگ رہتے ہیں۔ میں ہر دن ستر مرتبہ نظرِ رحمت کرتا ہوں پس میں اُن سے کلام کرتا ہوں اور اُن کے ملک میں بہتر گنا اضافہ کرتا ہوں۔ جب جنت والے کھانے پینے سے لذت حاصل کرتے ہیں تو وہ میرے ذکر کلام اور گفتگو سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ آپؐ نے عرض کیا خداوندا ان کی علامت کیا ہے۔ فرمایا وہ قیدی ہیں۔ انھوں نے اپنی زبان کو فضول باتیں کرنے سے اور اپنے شکم کو زائد کھانے سے قید کر رکھا ہے۔ اے احمدؐ اللہ کی محبت یہ ہے کہ فقراء سے محبت کی جائے اور ان کا قرب حاصل کیا جائے۔ آپؐ نے عرض کیا فقراء کون ہیں۔ فرمایا جو تھوڑے رزق پر راضی رہتے ہیں۔ بھوک پر صبر کرتے ہیں اور زندگی کی فراخی پر شکر کرتے ہیں۔ وہ اپنی بھوک اور پیاس کی شکایت نہیں کرتے اور زبان سے جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ اپنے پروردگار پر غضبناک نہیں ہوتے اور جو چیز ان کے ہاتھ سے نکل جائے اُس پر غم نہیں کرتے اور جو انہیں مل جائے اس پر خوش نہیں ہوتے۔ اے احمدؐ میری محبت فقراء کی محبت ہے پس فقراء سے قریب رہو۔ اور ان کی مجلس اپنے قریب رکھو۔ میں تمہارے قریب ہو جاؤں گا اور اغنیاء کو دور کرو اور ان کی مجلس اپنے سے دور کر دو کیونکہ فقراء میرے

محبوب ہیں۔ اے احمد لباس پہننے، اچھا کھانا کھانے اور نرم بستر پر سونے
سے اپنے آپ کو مزین نہ کرو۔ کیونکہ نفس ہر بُرائی کی پناہ گاہ ہے۔ اور یہ
ہر بُرائی کا ساتھی ہے۔ تُو اسے اللہ کی اطاعت کی طرف کھینچے تو وہ تجھے
اس کی نافرمانی کی طرف کھینچے گا۔ اللہ کی اطاعت میں وہ تیری مخالفت کرے
گا۔ اور جسے تو ناپسند کرے۔ اس میں وہ تیری اطاعت کرے گا۔ جب نفس
سیر ہو تو وہ طغیان و سرکشی کرتا ہے اور جب بھوکا ہو تو شکایت کرتا ہے
جب فقیر و محتاج ہو تو غضبناک ہوتا ہے۔ اور جب غنی و تونگر ہو جائے
تو تکبر کرتا ہے۔ جب بڑا ہو جائے تو بھول جاتا ہے اور جب مامون ہو تو
غافل ہو جاتا ہے۔ وہ شیطان کا قرین و ساتھی ہے اور نفس کی مثال شتر
مرغ جیسی ہے۔ زیادہ کھاتا ہے اور جب اس پر بوجھ رکھا جائے تو پرواز
نہیں کرتا اور مثل کنیر (ایک دوائی ہے) کے ہے رنگ اس کا اچھا ہے
اور ذائقہ کڑوا ہے۔ اے احمد دنیا اور اہل دنیا سے بغض رکھ۔ آخرت اور
اہل آخرت سے محبت کر۔ عرض کیا خدایا اہل دنیا کون ہیں اور اہل آخرت کون
ہیں۔ فرمایا اہل دنیا وہ ہے جس کا کھانا ہنسنا سونا اور غصہ زیادہ ہو، کم راضی
ہوتا ہو۔ جس سے بُرائی کرے اس سے معذرت نہ چاہے اور جو اس کے
سامنے عذر پیش کرے اس کا عذر قبول نہ کرے۔ اطاعت کے وقت سست
ہو۔ گناہ کے وقت شجاع اور بہادر ہو۔ اس کی اُمید طویل ہو اور موت قریب
اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرتا ہو۔ کم فائدہ ہو۔ زیادہ باتیں کرتا ہو۔ بے خوف ہو۔ کھانے
کے وقت زیادہ خوش ہوتا ہو اور اہل دنیا فراخی کے وقت شکر نہیں کرتے

مصیبت کے وقت صبر نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک لوگوں کی کثرت قلت ہے۔ ایسے کاموں پر اپنی تعریف کرتے ہیں جو انھوں نے نہیں کیے اور ایسی چیز کا دعویٰ کرتے ہیں جو ان میں نہیں ہے اور جن چیزوں کی آرزو رکھتے ہیں ان میں گفتگو کرتے ہیں اور لوگوں کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ اے احمد! اہلِ دنیا میں جہالت اور حماقت زیادہ ہوتی ہے۔ جن سے علم حاصل کرتے ہیں ان کے سامنے تواضع نہیں کرتے۔ وہ اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہیں۔ حالانکہ صاحبانِ معرفت کے نزدیک وہ احمق ہیں۔ اے احمد! بے شک اہلِ خیر اور اہلِ آخرت کے چہرے کمزور ہوتے ہیں۔ ان میں حیا و شرم زیادہ ہوتی ہے۔ ان میں حماقت کم ہوتی ہے۔ ان کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ وہ مکر و فریب کم کرتے ہیں۔ لوگ ان سے آرام و راحت میں ہیں اور ان کے نفس ان سے سختی و تنگی میں ہوتے ہیں۔ ان کی گفتگو مناسب ہوتی ہے۔ وہ اپنے نفوس کا محاسبہ کرتے ہیں۔ انھیں نمر کھاتے رکھتے ہیں۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتے۔ ان کی آنکھیں گریہ کناں اور دل ذکر کرنے والے ہیں۔ جب لوگ غافلین میں لکھے جاتے ہیں۔ تو ان کا نام ذکر کرنے والوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ وہ نعمت کی ابتدا میں حمدِ الٰہی بجا لاتے ہیں اور آخر میں شکر کرتے ہیں۔ ان کی دعا بارگاہِ الٰہی میں جاتی ہے۔ ان کی بات سنی جاتی ہے۔ ان سے ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔ ان کی دعا حجابوں کے نیچے ہوتی ہے۔ پروردگار ان کی کلام سننا پسند کرتا ہے جس طرح ماں بیٹے سے محبت کرتی ہے۔ وہ خدا سے پاک ہے جھپکنے کی دیر مشغول نہیں رہتے۔ وہ زیادہ کھانا، زیادہ باتیں

کرنا اور زیادہ لباس نہیں چاہتے۔ لوگ ان کے نزدیک مُردہ ہیں اور خُدا
اُن کے نزدیک حیّ (زندہ) کریم ہے۔ پشت پھیرنے والوں کو اپنے کرم
کی وجہ سے بلاتے ہیں اور آگے بڑھنے والوں کے لیے لطف و مہربانی زیادہ
کرتے ہیں۔ ان کے لیے دنیا و آخرت ایک ہوگئی ہے۔ اے احمدؐ تمھیں
معلوم ہے کہ میرے پاس زہد و تقویٰ رکھنے والوں کے لیے کیا کچھ ہے۔ عرض
کیا نہیں اے پالنے والے (فرمایا) لوگ مبعوث ہوں گے اور ان کے
حساب و کتاب کی جانچ پڑتال ہو رہی ہوگی اور زاہد اس سے مامون
ہوں گے اور کم از کم جو کچھ میں زہد اختیار کرنے والوں کو آخرت میں دوں گا
وہ یہ ہے کہ میں انھیں سب جنتوں کی چابیاں دے دوں گا تاکہ وہ جونسا
دروازہ چاہیں کھول لیں اور میں اپنی ذات سے انھیں محجوب نہیں قرار دوں گا
اور انھیں اپنی گفتگو میں سے قسم قسم کی لذت انعام دوں گا اور انھیں سچائی
کی محفل میں بٹھاؤں گا اور انھیں یاد دلاؤں گا کہ انھوں نے کیا کچھ کیا اور
کس طرح دنیا میں مشقت کے ساتھ رہے اور میں اُن کے لیے چار دروازے
کھول دوں گا۔ ایک دروازے سے صبح شام میری طرف سے ان کے پاس
ہدیے لائیں گے۔ اور ایک دروازے سے وہ میری (رحمت) کی طرف جس
طرح چاہیں دیکھیں گے بغیر کسی تکلیف کے اور ایک دروازے سے وہ جہنم
کی طرف جھانکیں گے پس وہ ظالموں کو دیکھیں گے کہ وہ کس طرح عذاب
میں رہے ہوں گے۔ اور ایک دروازے سے ان کے پاس کنیزیں اور
اور حور العین آئیں گی۔ آپ نے عرض کیا اے پروردگار یہ زاہد و پرہیزگار

لوگ ہیں کہ جن کی اوصاف تو نے بیان کی ہیں۔ فرمایا زاہد وہ ہے جس کا
کوئی گھر نہ ہو کہ جس کے خراب ہونے پر وہ مغموم ہو اور نہ اس کی کوئی اولاد
ہو کہ جس کے مرنے پر وہ محزون ہو اور نہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جو اس
سے چلی جائے تو اس کے جانے کا اسے دکھ ہو۔ کوئی انسان اسے نہ
پہچانتا ہو تاکہ وہ اسے پلک جھپکنے کی مقدار اللہ کے ذکر سے مشغول رکھے۔
نہ اس کے پاس بچا ہوا کھانا ہو کہ جس کا اس سے سوال کیا جائے اور
نہ ہی اس کے پاس نرم لباس ہو۔ اے احمدؐ زاہدوں کے چہرے زرد ہوتے
ہیں رات کی تھکان اور دن کے روزے کی وجہ سے اور ان کی زبانیں ذکرِ
خدا کر کے تھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کے دل ان کے سینوں میں زیادہ
خاموشی کی وجہ سے زخم دیئے گئے ہوں گے۔ انھیں خود کوشش
کرنا عطا کیا گیا ہے نہ جہنم کے خوف سے اور نہ جنت کے شوق میں بلکہ
وہ ملکوت آسمان و زمین کو دیکھتے ہیں۔ لہٰذا انھیں علم و یقین ہے کہ
خداوند عالم ہی عبادت کے لائق ہے۔ اے احمدؐ انبیاء اور تیری اندر
دوسروں کی اُمّت کے صدیقوں اور شہداء کے ایک گروہ کا ... سے
عرض کیا اے پالنے والے کون سے زاہد زیادہ ہیں میری اُمّت کے یا بنی
اسرائیل کے فرمایا۔ بنی اسرائیل کے زاہد تیری اُمّت کے زاہدوں میں ایسے
ہیں جیسے سیاہ بال سفید گائے میں ہوتا ہے۔ آپ نے عرض کیا اے پالنے
والے یہ کس طرح ہے۔ حالانکہ بنی اسرائیل کی تعداد زیادہ ہے۔ ارشاد ہوا
یہ اس لیے ہے چونکہ انھوں نے یقین کے بعد شک کیا اور اقرار کے بعد انکار

کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں پس میں نے اللہ کی حمد اور اس کا
شکر ادا کیا اور اپنی اُمت کے لیے حفظ و ایمان و رحمت اور باقی بھلائیوں کی
دُعا کی۔ اے احمدؐ تجھ پر ورع (محرمات سے بچنا) لازم ہے۔ کیونکہ ورع
دین کا سر، دین کا وسط اور دین کا آخر ہے۔ اور ورع ہی کے ذریعہ
خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اے احمدؐ ورع مومن کی زینت اور دین کا
ستون ہے اور ورع کی مثال کشتی جیسی ہے جس طرح سمندر سے کوئی نجات
نہیں حاصل کر سکتا جب تک کشتی میں نہ ہو۔ اسی طرح پرہیزگار اور زاہد
ورع کے بغیر نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ اے احمدؐ جو بندہ مجھے پہچانے اور
میرے سامنے خشوع و خضوع کرے تو ہر چیز اس کے سامنے جھکتی ہے
اے احمدؐ ورع بندے پر عبادت کے دروازے کھول دیتی ہے۔ پس
اس کی وجہ سے بندہ مخلوق کی نگاہ میں مکرم ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ
وہ اللہ تک پہنچتا ہے۔ اے احمدؐ خاموشی اختیار کرو۔ کیونکہ زیادہ آباد محفل
صلحاء اور خاموش لوگوں کے دل ہیں اور خراب ترین مجلس ان لوگوں کے
دل ہیں جو فضول باتیں کرتے ہیں۔ اے احمدؐ عبادت کے دس جز ہیں ان
میں سے نو جز طلب حلال میں ہیں۔ کیونکہ اگر تیرا کھانا پینا پاک ہوا تو تو
میری حفظ و امان میں رہے گا۔ عرض کیا اے پالنے والے پہلی عبادت کونسی
ہے۔ ارشاد ہوا خاموشی اور روزہ۔ عرض کیا اے پالنے والے روزے کی
میراث کیا ہے۔ فرمایا روزے کی میراث حکمت۔ حکمت کی میراث معرفت
اور معرفت کی میراث یقین ہے۔ پس جب بندہ یقین حاصل کر لیتا ہے تو پھر

پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کس حالت میں ہے۔ تنگی میں یا فراخی میں اور جب بندہ
موت کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کے سر پر کچھ ملائکہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔
ہر فرشتہ کے ہاتھ میں کوثر کے پانی اور جنت کے شراب کا ایک ایک پیالہ
ہوتا ہے وہ اس کی روح کو یہ دونوں پلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا نشہ
اور کراہت دور ہو جاتی ہے۔ اور اسے بہت بڑی بشارت کی خوشخبری
دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تو پاک ہوا اور تیرے رہنے کی جگہ پاک ہے
تو عزیز کریم حبیب اور قریب کی بارگاہ میں جا رہا ہے۔ پس اس کی روح
ملائکہ کے ہاتھ سے اڑتی ہے۔ وہ خدا کی بارگاہ میں پلک جھپکنے کی مقدار
میں پہنچ جاتی ہے اور اس روح اور خدا کے درمیان کوئی پردہ اور حجاب
باقی نہیں رہتا اور خدا اس کا مشتاق ہوتا ہے اور وہ جا کر عرش کے پاس
ایک چشمہ کے قریب بیٹھ جاتی ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے تو نے دنیا
کو کس حالت میں چھوڑا ہے تو وہ کہتی ہے خدایا تیری عزت و جلال کی قسم
مجھے دنیا کی کوئی خبر نہیں۔ مجھے تو نے جب سے پیدا کیا ہے میں تو تجھ سے
ڈرتی رہی ہوں۔ خداوند عالم فرمائے گا اے میرے بندے تو نے سچ کہا ہے
تو دنیا میں اپنے جسم اور روح سمیت میرے ساتھ رہا اور تیری خلوت و جلوت
میری نگاہ میں تھی تو سوال کر میں تجھے عطا کروں گا تو مجھ سے کوئی خواہش کر میں
تیری عزت افزائی کروں گا۔ پس یہ میری جنت تیرے لیے مباح و حلال ہے تو
اس کو مباح قرار دے اور اس کے واسطے میں وہ اور یہ میرا گھر ہے۔ اس
میں سکونت اختیار کر لے۔ پھر وہ روح کہے گی خدایا چونکہ تو نے مجھے اپنی پہچان کرائی ہے

کی معرفت دی ہے لہٰذا میں اس کی وجہ سے تیری تمام مخلوق سے بے نیاز ہو گئی ہوں۔ تیری عزت وجلال کی قسم اگر تیری خوشی اسی میں ہو کہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاؤں اور مجھے سخت ترین طریقہ پر ستر مرتبہ قتل کیا جائے تو تیرا رضا وخوشی مجھے پسند ہو گی۔ خدایا میں کس طرح اپنے اوپر اتراؤں۔ حالانکہ میں ذلیل ہوں۔ اگر تو میری عزت وتکریم نہ کرے اور میں مغلوب ہوں اگر تو میری مدد نہ کرے اور میں کمزور ہوں۔ اگر تو مجھے قوت نہ بخشے اور میں مُردہ ہوں۔ اگر تو اپنی یاد سے مجھے زندہ نہ رکھے اور اگر تیری پردہ پوشی نہ ہوتی تو میں رسوا ہو جاتی۔ جبکہ میں نے پہلی مرتبہ تیری نافرمانی کی تھی۔ خدایا میں تیری رضا وخوشی کو کیسے نہ چاہوں۔ حالانکہ تو نے میری عقل کو کامل کیا۔ یہاں تک کہ میں نے تجھے اور حق کو باطل سے اور امر کو نہی سے اور علم کو جہالت سے اور نور کو ظلمت سے پہچانا۔ پس ارشادِ قدرت ہوتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تیرے اور اپنے درمیان کسی وقت حجاب نہیں قرار دوں گا اور میں اپنے دوستوں سے ایسا ہی کرتا ہوں۔ اے احمد کیا تجھے معلوم ہے کہ کونسی زندگی زیادہ خوشگوار اور کونسی حیات زیادہ باقی رہنے والی ہے۔ آپ نے عرض کیا پالنے والے نہیں۔ ارشاد ہوا کہ خوشگوار زندگی وہ ہے جو اپنے مالک کو میرے ذکر سے سست نہ بنائے اور وہ میری نعمت کو نہ بھولے اور میرے حق سے جاہل نہ ہو۔ رات دن میری رضا وخوشی کا طالب ہو اور باقی رہنے والی حیات تو وہ ایسی زندگی ہے کہ انسان اپنے نفس کے لیے عمل کرے۔

یہاں تک کہ دُنیا اس کے سامنے ذلیل ہو جائے اور اس کی آنکھوں میں
حقیر معلوم ہو اور آخرت اس کے نزدیک ذی عظمت ہو اور وہ میری خواہش
کو اپنی خواہش پر ترجیح دے اور میری رضا کو چاہے اور میری عظمت
کے حق کو بزرگ سمجھے اور یہ یاد رکھے کہ مجھے اس کا علم ہے اور ہر برائی
و گناہ کے وقت دن رات مجھ پر اسکی نگاہ رہے اور اپنے دل کو ہر اس
چیز سے دور رکھے کہ جسے میں ناپسند کرتا ہوں شیطان اور اسکے
وسوسوں کو مبغوض رکھے اور اپنے دل پر شیطان کا تسلط اور اسے راستہ
نہ دے۔ جب وہ ایسا کرے تو اس کے دل میں محبت قرار دوں گا۔
یہاں تک کہ میں اس کے دل کو اپنے لیے مخصوص کر لوں گا اور اس کی فراغت
اس کا شغل اس کا ہم و غم اور گفتگو اس نعمت کے متعلق ہو گی جو میں نے
اپنی مخلوق میں سے اپنی ذات بابرکات سے محبت کرنے والوں کو عطا
کی ہے اور اس کے دل کی آنکھ اور کان کھول دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ
دل سے سنے گا اور میرے جلال و عظمت کو دل سے دیکھے گا۔ اور دنیا
اس کے لیے تنگ ہو جائے گی اور میں اس کے نزدیک مبغوض قرار دوں گا
دنیا کی لذات کو اور اسے دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے ڈراؤں گا
جس طرح چرواہا اپنی بھیڑوں کو ہلاکت کی چراگاہ سے ڈراتا ہے۔ جب وہ
ایسا ہو جاتا ہے تو وہ لوگوں سے بھاگتا ہے اور فنا کے گھر سے دار
بقا کے گھر کی طرف اور شیطان کے گھر سے رحمن کے گھر کی طرف منتقل کر لیتا ہے
اے احمد! میں اسے ہیبت اور عظمت سے مزین کرتا ہوں تو یہ ہے [illegible]

زندگی اور باقی رہنے والی حیات اور راضی رہنے والوں کا مقام پس جو شخص میری مرضی کے مطابق عمل کرے میں اس کے لیے تین چیزیں لازم قرار دیتا ہوں اسے ایسے شکر کی پہچان کراتا ہوں کہ جس میں جہالت کی ملاوٹ نہیں ہوتی اور ایسا ذکر جس میں نسیان نہیں۔ اور ایسی محبت کہ وہ میری محبت پر مخلوق کی محبت کو ترجیح نہیں دیتا پس جب وہ مجھ سے محبت کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اپنے جلال کی طرف اس کے دل کی آنکھ کھول دیتا ہوں اور اس سے اپنی مخصوص مخلوق کو مخفی نہیں رکھتا۔ اور میں اس سے رات کی تاریکی اور دن کی روشنی میں مناجات کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ مخلوق سے اس کی بات چیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور ان سے اس کا اٹھنا بیٹھنا منقطع ہو جاتا ہے اور میں اسے اپنی اور اپنے ملائکہ کی گفتگو سناتا ہوں اور میں اسے اس راز سے آگاہ کرتا ہوں جس کو میں نے اپنی مخلوق سے چھپا رکھا ہے اور میں اسے شرم و حیا کا لباس پہناتا ہوں۔ یہاں تک کہ تمام مخلوق اس سے شرم کھاتی ہے اور زمین پر بخشا ہوا ہو کر چلتا پھرتا ہے اور اس کے دل کو یاد رکھنے والا اور دیکھنے والا قرار دیتا ہوں۔ اور جنت و جہنم کی کوئی چیز میں اس سے چھپا نہیں رکھتا اور جو شدت و ہولناکی قیامت میں لوگوں پر گزرے گی اور جو اغنیاء، فقراء، جہال اور علماء سے میں حساب لوں گا۔ اس سے اسے آگاہ کرتا ہوں اور اس کو اس کی قبر میں نکیر کو نازل کرتا ہوں تاکہ وہ اس میں بھی سلا دیتا ہوں اور اس پر منکر

قبر اور لحد کی تاریکی صبح قیامت کے طلوع ہونے کا ہولناک منظر اسے دکھاتا ہوں۔ پھر میں اس کے لیے اس کا میزانِ عمل نصب کروں گا اور اس کے اعمال کا دفتر پھیلا دوں گا۔ پھر اس کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں تھما دوں گا۔ پس وہ اس کو کھلا ہوا پڑھے گا۔ اس کے بعد میں اس کے اور اپنے درمیان کوئی ترجمان نہیں قرار دوں گا۔ تو یہ ہیں محبت کرنے والوں کے صفات۔ اے احمدؐ اپنا ہم و غم ایک اور اپنی ایک ہی زبان قرار دے اپنے بدن کو زندہ بنا۔ وہ کبھی بھی غافل نہ رہے اور جو مجھ سے غافل رہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کونسی وادی میں ہلاک ہو رہا ہے۔ اے احمدؐ زائل ہونے سے پہلے اپنی عقل کا استعمال کر لے۔ کیونکہ جو اپنی عقل کو عمل میں لائے نہ وہ خطا کرتا ہے اور نہ طغیانی و سرکشی۔ اے احمدؐ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے تجھے تمام انبیاء پر کیوں فضیلت دی ہے۔ حضورؐ نے عرض کیا خدایا نہیں۔ ارشاد ہوا یقین، خوش خلقی سخاوت نفس اور لوگوں پر رحم کھانے کی وجہ سے اسی طرح زمین میں اوتاد (تیس لوگ جو منزلہ میخ کے ہیں) اوتاد نہیں بنتے مگر انہیں چیزوں کی بنا پر۔ اے احمدؐ! جب بندہ کا شکم بھوکا ہو اور وہ اپنی زبان کو روکے رکھے تو میں اسے حکمت کی تعلیم دیتا ہوں۔ اب اگر وہ کافر ہے تو وہ حکمت اس کے خلاف حجت، دلیل اور وبالِ جان ہو جائے گی اور اگر وہ مومن ہے تو حکمت اس کے لیے نور، برہان، شفاء اور رحمت بنتی ہے پھر وہ ان چیزوں کو جاننے لگ جاتا ہے جنہیں نہیں جانتا تھا ہوتا اور وہ کچھ دیکھتا ہے جسے وہ پہلے

نہیں دیکھتا تھا۔ سب سے پہلے جس چیز کو دیکھتا ہے وہ اُس کے اپنے عیوب ہیں۔ یہاں تک کہ یہ چیز اسے اپنے غیر کے عیوب سے مشغول رکھتی ہے اور میں اُسے علم کے دقائق دکھاتا ہوں یہاں تک کہ شیطان اُس کے ہاں نہیں آسکتا۔ اے احمدؐ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عبادت خاموشی اور روزہ ہے۔ تو جو شخص روزہ رکھے، لیکن اپنی زبان کو بند رکھے وہ اس کی مانند ہے جو نماز کے لیے کھڑا ہو اور نماز میں قرائت نہ کرے تو میں اس کو قیام کا اجر تو دوں گا لیکن عبادت کرنے والا اجر نہیں دوں گا۔ اے احمدؐ کیا تمھیں معلوم ہے کہ بندہ عبادت گزار کب ہوتا ہے۔ عرض کیا نہیں اے مالک۔ ارشاد ہوا جب اس میں سات چیزیں جمع ہو جاتی ہیں۔

۱۔ ورع و پرہیزگاری جو اسے حرام چیزوں سے روک دے۔

۲۔ خاموشی جو لایعنی باتوں سے منع کرے۔

۳۔ خوف کہ جس سے اُس کا گریہ ہر دن زیادہ ہو۔

۴۔ اور شرم و حیا کہ جس کی وجہ سے وہ خلوت میں شرمائے۔

۵۔ اتنا کھانا کہ جو ضروری ہے۔

۶۔ اور دنیا سے بغض رکھے، چونکہ میں اس سے بغض رکھتا ہوں۔

۷۔ اور اچھے لوگوں سے محبت رکھے چونکہ میں اُن سے محبت کرتا ہوں۔

اے احمدؐ ہر وہ شخص جو دعویٰ کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میرا مُحب نہیں جب تک قدر ضرورت روزی نہ کھائے پست لباس نہ پہنے

سجدہ میں گر نہ جائے۔ طویل قیام نہ کرے۔ خاموشی اختیار نہ کرے۔ مجھ پر
توکل نہ کرے۔ زیادہ گریہ نہ کرے۔ کم نہ ہنسے۔ اپنی خواہش کی مخالفت
نہ کرے اور مسجد کو اپنا گھر نہ بنائے علم کو اپنا ساتھی اور زہد کو اپنا ہمنشیں
علماء کو اپنا محبوب اور فقراء کو اپنا ساتھی نہ بنائے اور میری رضا کو طلب
کرے اور نافرمان لوگوں سے بھاگ جائے اور میرے ذکر میں مشغول رہے
اور ہمیشہ زیادہ تسبیح کرے اور وعدہ کا سچا ہو اور معاہدہ کو پورا کرے
اس کا دل پاک ہو اور نماز میں زکوٰۃ دے اور فرائض میں کوشش کرے
اور میرے پاس جو ثواب ہے اس میں رغبت کرے اور میرے عذاب سے
ڈرے اور میرے دوستوں کا قرین و ہمنشیں بنے۔

اے احمدؐ اگر کوئی بندہ اہل آسمان و زمین جیسی عبادت کرے اور اہل
آسمان و زمین جیسے روزے رکھے اور ملائکہ کی طرح کھانا نہ کھائے اور ننگے
شخص جیسا لباس پہنے باوجود اس کے میں اس کے دل میں دنیا اس کی دولت
اس کی ریاست اور اس کی زینت کی محبت ذرہ برابر دیکھوں تو وہ میرے گھر
میں میرے جوار میں نہیں رہ سکتا اور میں اس کے دل سے اپنی محبت کو نکال دوں گا
اور تجھ پر میرا سلام اور میری رحمت ہو۔ اور حمد ہے اللہ کے لیے جو عالمین کا پالنے
والا ہے۔ ختم شد ترجمہ کتاب ارشاد القلوب دیلمی جلد اول از قلم حقیر پرتقصیر
سید صفدر حسین نجفی ابن سید غلام سرور نقوی خداوند عالم دونوں کے گناہ معاف
فرمائے۔ بمکان حقیر واقع مسلم کالونی سمن آباد لاہور۔ بوقت دس بج کر چھ منٹ
شب بتاریخ ۲ر شعبان المعظم سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۲ر ستمبر سنہ ۱۹۷۲ء۔

سیرت امیر المومنینؑ (جلد اول)

حجۃ الاسلام علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ العالی کی معرکۃ الآرا تصنیف چھپ چکی ہے جس کا مومنین کو عرصہ سے انتظار تھا۔ اہل علم اور سیرت امیر المومنینؑ سے ذوق و شوق رکھنے والے آج ہی آرڈر بھیج دیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ سائز ۲۰ × ۲۶/۸ ضخامت ۷۴۰ صفحات۔ آفسٹ طباعت ہدیہ قسم اول سفید کاغذ عمدہ مجلد ولایتی ڈائیدار -/۳۶ روپے قسم خاص مجلد -/۴۵

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے پاکیزہ حالات زندگی سے متعلق شہرہ آفاق

کتاب چودہ ستارے ۱۴ معہ اضافہ

مولفہ:۔ مورخ یگانہ فخر العلماء حضرت الحاج مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی (پشاور)

ہم نے کتاب چودہ ستارے معہ اضافہ باتصویر آفسٹ پر طبع کرائی ہے۔ اس میں (۱۱۲) صفحات کا اضافہ ہے۔ فہرست مضامین اور فہرست مآخذ بھی مندرج ہے۔ ایران اور پاکستان کے چھ علماء کی تقاریظ سے مزین ہے۔ ٹائیٹل پیج پانچ رنگ کے گرد پوش سے آراستہ ہے "کتاب چودہ ستارے" خریدتے وقت۔ امامیہ کتب خانہ لاہور کی مطبوعہ خریدیں کیونکہ یہ ایڈیشن بالکل صحیح ہے لکھائی چھپائی بہترین حجم ۷۰۸ صفحات سائز ۲۰×۲۶/۸ ہدیہ قسم اول سفید کاغذ مجلد ۱۴ روپے۔ قسم دوم اخباری کاغذ مجلد بارہ روپے -/۱۲

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ لاہور ۸